سیدہ صادقہ امینہ
حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

میں اپنی والدہ محترمہ کے خوابوں کی تعبیر ہوں

فرمانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



بندۂ درگاہ رسول کریم المکی المدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کرنل (ر) محمد انور مدنی

سیدہ۔ صادقہ۔ امینہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆ زیارت قبر مبارک (۲۰ اپریل ۱۹۷۹ء)

☆ ایک عرض۔ ایک مشاہدہ۔ ایک حقیقت

☆ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مومنہ ہیں، زندہ ہیں۔

جو خود اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھا ہو اس کے لیے
(کتابوں کے حوالوں کی ضرورت نہیں۔)

کیا صوفی و ملا کو خبر میرے جنوں کی
ان کا سرِ دامن بھی ابھی چاک نہیں ہے

از

بندۂ درگاہِ رسول کریم المکی المدنی ﷺ

کرنل (ر) محمد انور مدنی

کرنل (ر) محمد انور مدنی
22-AA، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی
لاہور کینٹ (پوسٹ کوڈ 54792)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المناک سانحہ

حال ہی میں مقام ابواء پر ہمارے رسول کریم ﷺ کی پیاری والدہ ماجدہ صادقہ، امینہ، سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

یہ المناک سانحہ ہمارے وقت میں ہوا۔ ہم بہت شرمسار ہیں۔ ہم بے بس بھی ہیں، اس لیے کہ ملک میں آپ کی شریعت (قرآن و سنت کی حکمرانی) نہیں، نجدیوں نے ملک عرب پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اہلبیت و صحابہ کرام کے مزارات کو شہید کرنا اپنا مشن بنایا ہوا ہے۔

یا رحمۃ للعالمین: دم میں جب تک دم ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر سناتے رہیں گے۔ آپ ہمیں ہماری جان، مال اور اولاد بلکہ ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ جب تک آپ کی ناموس کو پامال کرنے والوں کا حشر نمرود، فرعون، ہامان اور شداد جیسا نہیں کر لیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	زیارت قبر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
خصوصی ذکر	ایک مشاہدہ۔ ایک سعادت
تحریر	کرنل (ر) محمد انور مدنی
طبع	اول
سال طباعت	۱۹۹۹ء۔ ۱۴۲۰ھ
کمپوزنگ	المصطفیٰ کمپوزنگ سنٹر، ۱۸۶۔ انار کلی۔ لاہور
ہدیہ	اللہ تعالیٰ اور جناب رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں قبولیت کی دعاؤں کا متمنی (واللہ و رسولہ أحق أن یرضوہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں راضی کریں۔

نیو فائن پرنٹنگ پریس

48/A لوئر مال لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیوں کا ثواب لکھے گا اور چار ہزار خطاؤں کو معاف فرمائے گا، اور چار ہزار درجے بلند فرمائے گا۔ (نزہۃ المجالس) اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف ہیں۔ ایک دفعہ پڑھنے سے ۷۶ ہزار نیکیوں کا ثواب ۷۶ ہزار گناہ معاف اور ۷۶ ہزار درجات کی بلندی۔ سبحان اللہ! میرے رب کریم کی عطا کے کیا کہنے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ رب العالمین کی آخری کتاب قرآن کریم کا جوہر ہے، جب کسی دل میں اتر جاتی ہے، گھر کر لیتی ہے۔ پھر اس میں کسی اور رشتے کی نہ گنجائش رہتی ہے نہ ضرورت۔ جو رفعت، راحت، برکت اور عظمت اسے عطا ہے کسی دوسرے عمل کو نہیں۔

اسی میں جلال ہے اسی میں جمال۔ اسی میں ہیبت بھی ہے اور قدرت بھی، عزت بھی ہے منزلت بھی، قوت بھی ہے جبروت بھی، بسم اللہ کی "ب" کے نقطے کی برکت سے فیض کے چشمے اُبلا کرتے ہیں اور اللہ کریم کی ہر مخلوق خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، فیض یاب ہوتی ہے۔ جب یہ نازل ہوئی تو شیطان نے اپنے سر پر خاک ڈالی۔ اور اس پر پتھر برسائے گئے۔ اللہ رب العالمین نے اپنی عزت اور جلالت کی قسم کھائی کہ جس کام میں بھی میرا یہ برکت والا نام لیا جائے گا، برکت ہو گی۔ جس بیمار پہ پڑھا جائے گا شفا ہو گی۔ جو اسے پڑھے گا جنت نصیب ہو گی۔

انتساب

یا رحمۃ للعالمین۔ رؤف رحیم۔ اصل الموجودات۔

مختار منتخب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یا رسول اللہ ﷺ

بندہ آپ کی بارگاہ میں کچھ بھی پیش کرنے سے قاصر ہے جس پر یہ دعویٰ ہو کہ محبت کا حق ادا ہو گیا۔ بلکہ:

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آپ ﷺ محسن انسانیت ہیں، اور بندہ جب جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتا ہوا دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکا تھا تو آپ نے اس میں گرنے سے بچایا۔ اگر آپ نہ بچاتے تو میں گر گیا ہوتا۔۔۔۔

آپ ﷺ کی توصیف و تعریف اور مقام و منزلت کے مطابق خراج تحسین پیش کرنا گو کہ محال ہے پھر بھی ایک عاجزانہ کوشش ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اوصاف حمیدہ پیش خدمت ہیں۔

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مجھے اپنی رحمت سے نوازیں جیسا کہ آپ نے مجھے پہلے بارہا نوازا اور اس کاوش کو قبول فرمالیں۔

اگر اللہ مجھے ایسا بااختیار کر دیتا
دونوں جہاں تیرے قدموں پہ نثار کر دیتا

بندہ درگاہ رسول کریم المکی المدنی ﷺ

کرنل (ر) محمد انور مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی النبی سیدنا محمد و علی آلہ الکرام و اصحابہ العظام

سیدۃ النساء

رب ذوالجلال والاکرام کی حمد و ثناء اور پاکی بیان کرتے ہوئے اپنے سر کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز کر کے، زبان پر حبیب خدا ﷺ

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
بی بی آمنہ کے پھول پہ لاکھوں سلام

کے ترانے اپنے ہونٹوں پہ سجائے، لرزتی روح، تڑپتے دل، کانپتے ہاتھوں سے ڈرتے ڈرتے اپنے رب کریم سے ہمت و توفیق کی دعا طلب کرتے ہوئے تبرکاً ایک عظیم و اعلیٰ شان حدیث نبوی پیش خدمت ہے۔

سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے"

ساقی کوثر، مالک جنت، باعث تخلیق کائنات ﷺ نے اس حدیث پاک کی روشنی میں تمام عالمین کو ماں کی عظمت اور مرتبے سے روشناس فرمادیا۔ دل و دماغ روح کی گہرائیوں سے یہ اسرار معلوم ہوا کہ ماں اللہ تعالیٰ کی شان عطا کا ہی نرالا جلوہ ہے۔

اسی حدیث پاک کو مدنظر رکھتے ہوئے غور طلب بات یہ ہے کہ جس جلیل

القدر عظیم وعالی مرتبت ماں سیدہ، طیبہ، طاہرہ، صادقہ، امینہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مقدس ترین، افضل واطہر بطن مبارک سے آسمان نور نبوت کا بے مثل آفتاب جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبےٰ رحمۃ للعالمین کا تاج سر پہ سجائے اس جہاں میں جلوہ فرما ہوئے اور تمام عالموں کو اپنے نور سے منور کیا تو اس عظیم المرتبت ہستی سیدہ طیبہ و طاہرہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عظمتوں، رفعتوں اور کمالات کا کیا عالم ہوگا۔ یہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے۔

آپ کی ثناء کریں کیا
آپ کا ہے ثناء خواں اللہ

فہرست مضامین

مقدمہ

از علامہ ڈاکٹر محمود احمد ساقی

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہراء

اقبال

رسول کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر انور کی بے حرمتی کرنے والے سعودی یزیدوں کے افعال و کردار کی ایک جھلک۔

کہیں گرتی ہوئی دیواریں، کہیں جھکتی چھتیں
آپ کہتے ہیں تو یہ قصر وفا ہی ہو گا

سعودی عرب کے کنگ فیصل نے گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھائے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء)

دوسرے کنگ سعود نے ارلنگٹن کے قبرستان میں ایک مشرک کی قبر پر پھول چڑھائے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲ فروری ۱۹۵۷ء)

سعودیہ کے اس وقت کے وزیر دفاع اور موجودہ کنگ فہد نے جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے۔

(روزنامہ کوہستان ۲ فروری ۱۹۵۷ء)

شاہ سعود کا دورۂ بھارت

۱۹۵۵ء کے آخیر میں شاہ سعود نے بھارت کا دورہ کیا۔ ہندوستان کا اخبار سیاست اس دورہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"شاہ سعود جب ہندوستان میں آئے تو شملہ سے آٹھ میل دور آپ نے ہماچل پردیش کے لوگوں کا پیش کیا ہوا لوک ناچ کا ایک پروگرام دیکھا اور جناب صدر معزز، وزراء خواتین اور راجندر پرشاد کے جواب میں شاہ سعود نے تقریر فرمائی۔ مدرسہ دیوبند کو کئی ہزار روپیہ پیش کیا اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان اور سعودی عرب کے اتحاد اور دوستی کے رشتے ہمیشہ مضبوط رہیں گے"۔

(روزنامہ سیاست کانپور ۳ دسمبر ۱۹۵۵ء)

بھارت کے شاندار استقبال اور روح پرور تقریبات سے مسرور ہو کر شاہ سعود نے حکومت بھارت کو مسلمانوں کو امن سے رکھنے کی سند عنایت فرمادی۔

روزنامہ کوہستان شاہ سعود کا بیان نقل کرتا ہے۔

میں بھارتی مسلمانوں کے حالات سے مطمئن ہوں۔ ان کے ساتھ منصفانہ برتاؤ ہو رہا ہے۔

(روزنامہ کوہستان ۲۵ دسمبر ۱۹۵۵ء)

جن دنوں شاہ سعود بھارت کے دورے پر گئے ہوئے تھے ان دنوں مکہ ریڈیو سے شاہ سعود کے دورہ کی کمنٹری نشر ہو رہی تھی۔ بھارت میں شاہ سعود کے اعزاز میں دیئے جانے والے جلسوں اور تقریروں کا خلاصہ بیان ہوتا تھا۔ اس موقع کے ایک خاص قابل ذکر پروگرام کا ذکر روزنامہ "غریب" لائلپور سنئے۔

کمنٹری کے پہلے اور بعد اور درمیان میں جو موسیقی پیش کی جاتی ہے وہ ہندوستانی فلموں کے گیتوں کی موسیقی ہوتی، جس میں خالص ہندووانے مذہبی فلموں کی دھنیں بھی شامل ہوتیں تھیں اور آرتی وغیرہ کے پس منظر میں ساز بھی بجتے تھے۔

(روزنامہ "غریب" لائل پور ۱۳ جنوری ۱۹۵۶ء)

سطوت توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذر برہمن ہو گئیں

پنڈت نہرو کا دورہ سعودی عرب

شاہ سعود نے بھارت سے روانگی کے وقت ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کو سعودی عرب آنے کی دعوت دی، چنانچہ ستمبر ۱۹۵۶ء کے آخیر میں پنڈت نہرو نے سعودی عربیہ جانے کی تیاری شروع کر دی۔

پنڈت نہرو کے استقبال کے لیے جس تزک و احتشام سے سعودی عرب میں تیاریاں ہو رہی تھیں ان کے بارے میں روزنامہ امروز لکھتا ہے:

سعودی عرب میں پنڈت نہرو کی مدارت کا ایسا انتظام کیا جا رہا ہے جو الف لیلہ کے جاہ و جلال کی یاد کو تازہ کر دے گی۔ ہر روز طائف کے باغوں سے گلاب کے تازہ پھول طیارہ کے ذریعہ ان محلات میں لائے جائیں گے جہاں نہرو قیام کریں گے۔ وزیر اعظم اور ان کی پارٹی کے لیے شاہی نوشہ خانوں میں خاص انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ ہوائی مستقر سے ریاض میں شاہ سعود نے نہایت

پر شکوہ محل تک نہرو کو جلوس کی صورت میں لے جایا جائے گا، جس کی پیشوائی محافظ دستہ اور موٹر سائیکلوں پر سوار فوجی کریں گے۔ تمام شاہراہوں کو بھارتی اور سعودی پرچموں سے مزین کیا جائے گا۔

(روزنامہ امروز ۲۱ اگست ۱۹۵۶ء)

روزنامہ کوہستان نے پنڈت نہرو کے استقبال کی رپورٹنگ کرتے ہوئے لکھا:

روزنامہ البلاد السعودیہ نے پنڈت جواہر لال نہرو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے اداریے:

"بھارتی نہرو کو عرب میں خوش آمدید"

میں لکھا ہے کہ سعودی عرب ایک رہنما کو خوش آمدید کہنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ مسٹر نہرو ایک ایسی شخصیت ہیں جو ہمیشہ پر امن اور دانشمندانہ پالیسی کے قائل رہے ہیں۔

آخر میں اس اخبار نے دعا کی ہے کہ امن کا یہ داعی ہزار برس جئے۔

شاہ سعود کی مؤتمر اسلامی کے سیکرٹری کرنل انور السادات نے بھی سرکاری طور پر روزنامہ "الجمہوریہ" میں پنڈت نہرو کو "ایشیائی فرشتہ" بتایا ہے۔

یہ اخبار لکھتا ہے کہ:

"اے ایشیا کے فرشتہ تم پر سلامتی ہو"

آگے چل کر کرنل سادات لکھتے ہیں:

"مسٹر نہرو کی نرم اور ملائم آواز توپوں کی گرج سے کہیں زیادہ بااثر ہے۔ کیونکہ یہ سچائی کی علمبردار ہے"۔

پنڈت نہرو کی ریاض میں آمد

روزنامہ جنگ ۲۸-۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء کی اشاعتوں میں لکھتا ہے:

سعودی عرب میں نہرو کا "مرحبا نہرو رسول السلام" اور جئے ہند کے نعروں سے استقبال کیا گیا۔ سعودی عرب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہرو کے استقبال کے لیے نجدی عورتیں بھی موجود تھیں۔ یہ خواتین ٹرکوں اور کیڈلاک کاروں میں بیٹھی ہوئی مسٹر نہرو کو نقابوں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہی تھیں۔ ریاض پہنچنے پر شاہ سعود نے نہرو کو گلے لگالیا۔

سرزمین حجاز پر پہلی مرتبہ بھارتی ترانہ بجایا گیا۔ پنڈت نہرو جب سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض پہنچے تو جن میں شاہ سعود، سعوی شہزادے، وزراء اور سعوی فوج کے اعلی افسر شامل تھے نہرو کا استقبال کیا اور ایک فوجی افسر نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اس کے بعد نہرو ایک کھلی کار میں شاہ سعود کے محل روانہ ہوگئے۔ راستے میں سڑک پر دونوں طرف کھڑے ہزاروں افراد نے "نہرو زندہ باد" کے نعرے لگائے۔ ۲۴ ستمبر کی رات کو شاہی محل الحمرا میں شاہ سعود نے نہرو کے اعزاز میں شاہی ضیافت دی۔ اس کمرے کو رنگارنگ روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ جب نہرو کمرے میں داخل ہوا تو شاہ سعود نے آگے بڑھ کر ان کی شیروانی کے کاج میں سرخ رنگ کا ایک گلاب ٹانگ دیا۔

سپاسنامہ

دہران میں سعودی عرب کے گورنر نے نہرو کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں کہا گیا کہ پنڈت نہرو اور ان کی حکومت نے اسلام اور مسلمانوں کی دوستی اور ان کے مفادات کے تحفظ کے لیے جو شاندار خدمات انجام دی ہیں سعودی عرب کے لوگ ان کی قدر کرتے ہیں اور انہیں نہرو پر فخر ہے۔ نیز کہا گیا کہ پنڈت نہرو دنیا کی عظیم ترین شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔ بھارتی سفیر نے اس موقع پر کہا اس دورہ سے ظاہر ہے کہ نہرو اور شاہ سعود کو ایک دوسرے سے کتنی عقیدت ہے۔

نجد میں گیتا کے بھجن

بھارتی وزیر اعظم نہرو کو ریاض میں سکول میں لے جایا گیا جس میں سعودی عرب کے شہزادے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جب نہرو اس سکول کے ایک کمرہ میں داخل ہوئے تو انہیں یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ طلبہ گرودیو ٹیگور کی گیت کے بھجن مل کر گا رہے تھے جو اسکول کے نصاب میں شامل ہے۔

سعودیوں کا نہرو پر بھروسہ

جب نہرو ایک اور کمرے میں پہنچے تو طلبہ نے ان کا استقبال عظیم گاندھی کے جانشین کا نعرہ لگا کر کیا۔ انہوں نے یہ بھی نعرہ لگایا "کہ عربوں کا غیر متنازعہ

دوست" پنڈت نہرو نے یہاں مسٹر گاندھی کا پراپیگنڈہ کیا۔ اس اسکول میں شاہ سعود کے بھائی سطّام نے نہرو کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا:

"آپ امن کے ہیرو اور جدوجہد آزادی میں حصہ لینے والے لیڈروں کے قائد ہیں۔ نیز کہا کہ نہرو ایک ایسا مضبوط ہاتھ ہے جس پر عرب بھروسہ کر سکتے ہیں۔ شہزادے نے کہا آپ عرب نہیں لیکن ہمارے بھائی ہیں۔

جانبین سے محبت کا مظاہرہ

شاہ سعود نے پنڈت جواہر لال نہرو کو نئے ماڈل کی سات نشستوں والی ایک کیڈلاک کار کا تحفہ دیا۔ اس کے علاوہ سونے کی ایک جیبی گھڑی اور دو عرب پوشاکیں بھی دیں، اور نہرو نے شاہ سعود کو راجھستان کا بنا ہوا پیتل کا ایک لیمپ دیا جس پر قرآن مجید کی ایک آیت کندہ تھی۔ اور عرب شہزادوں کو نہرو نے ایرکنڈیشنڈ، ریڈیو سیٹ اور بھارت کی بنی ہوئی سلائی مشینیں دیں۔

نہرو کے دورۂ سعودیہ پر ہندوستانی اخبارات کا ردعمل:

ہندوستان پر ایک سہ روزہ دیوبندی اخبار مدینہ بجنور نے ۵/اکتوبر ۱۹۵۴ء کے اداریہ کا عنوان لکھا:

"مرحبا نہرو رسول السلام"

اخبار مذکور اپنی یکم نومبر ۵۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"وزیراعظم نہرو کے دورۂ سعودی عرب کے مقدس موقع پر جدہ میں مولانا کرم علی نے وزیراعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس کے بعض اقتباسات یہ ہیں:

محترم وزیراعظم ہم ایک ایسی سرزمین پر آپ کا استقبال کرتے ہوئے بہت مسرور ہیں جس کی نگرانی ایک ایسی محترم ذات کے ہاتھ میں ہے جو ہمارا مذہبی امام اور خلیفۃ المسلمین ہے۔ ہم آپ کی محبوب ترین شخصیت پر فخر کرنے آئے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ آپ ہمارے عظیم ترین رہنما کی حیثیت سے ہمیشہ زندہ سلامت رہیں۔ محترم پنڈت جی ہم آج آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں۔

محترم رہنما پنڈت جی!

ہم آپ کے استقبال اور خوش آمدید کہنے کے لیے جو کچھ بھی کر رہے ہیں۔ یا کریں وہ سب آپ کی عظیم ترین شخصیت کو دیکھتے ہوئے کم ہے۔ ہم آپ کی ذات پر فخر کرتے ہوئے آپ کو برکت و سلامتی کا پیغامبر سمجھتے ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم وزیراعظم مبارک باد۔ اے عظیم شخصیت کے مالک۔ عرب ہندوستان زندہ باد۔ شاہ سعود زندہ باد۔ جواہر لال نہرو زندہ باد۔

بھارت کے اخبات کے اداریہ میں خوش آمدید پیغمبر امن کے تحت حسب ذیل جملے بھی موجود ہیں:

۱۔ پردھان منتری شری جواہر لال نہرو پیغمبر اسلام ﷺ کی دنیا میں پہنچے تو ان کا استقبال پیغمبر امن کے نعروں سے کیا گیا۔

۲۔ اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو اسلام کے معنی امن کے ہیں۔ سلامتی کے ہیں۔ پیغمبر اسلام کے معنی بھی امن و سلامتی کے پیغمبر ہیں۔

۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے ملک کے باسیوں نے پنڈت جی کی عزت افزائی

کے لیے دینی لفظ منتخب کیا جس پر اسے ناز ہے، جس کی وجہ سے دنیائے اسلام میں عرب دیش کی عزت ہے۔

۴۔ پنڈت جی کے اس دورہ کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ تو وقت بتائے گا مگر اس سے کفر اور کافر کے فلسفہ میں تبدیلی ہو گئی ہے۔

(روزنامہ "تیج" دہلی ۲۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء)

پاکستانی اخبارات ورسائل کا ردعمل :

سکھر یہاں میونسپل مسافر خانے میں ایک بہت بڑا جلسہ عام منعقد ہوا جس میں نہرو کو سعودی عرب میں رسول السلام کہنے پر شدید احتجاج کیا گیا اور لوگوں نے شاہ سعود اور حکومت سعودی عرب کے خلاف نعرے لگائے۔ جلسہ عام آل پارٹیز کانفرنس کے تحت ہوا۔

(روزنامہ "زمیندار" ۲ر اکتوبر ۱۹۵۶ء)

روزنامہ "کوہستان" لکھتا ہے :

ہم شاہ سعود سے پوچھتے ہیں کہ کیا پنڈت نہرو کا دورہ ترتیب دیتے ہوئے انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ وہ کس شخص کو اس مقدس سرزمین میں آنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس شخص کو جس کی قوم اور جس کی حکومت کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

جس کے جیب و دامان پر ناموس رسالت کی بے حرمتی کے دھبے ہیں۔ ہم جانتے ہیں سعودی عرب کے آسمان پر اسلام کا آفتاب گہنا چکا ہے اور وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت نہیں ہے جن کے دور میں سعودی عرب کیا

پورے جزیرۃ العرب میں کوئی کافر اور مشرک قدم نہیں رکھ سکتا تھا لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ آل سعود کی دینی غیرت اتنی بے حس ہو چکی ہے کہ وہ مسلمانوں کے دشمن کو اسلام کے گہوارے میں بلا کر سینے سے لگائیں گے۔ شاہ سعود کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ جس سرزمین پر حکومت کرتے ہیں وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے متبرک ہے۔

اس پر مسلمانوں کی ایک بدخواہ حکومت کے وزیراعظم کا اتراتے پھرنا دنیا کے ۴۰ کروڑ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے مترادف ہوگا۔

(روزنامہ "کوہستان" ۲۴ر ستمبر ۱۹۵۶ء)

ایک اور اشاعت میں روزنامہ "کوہستان" لکھتا ہے :

آل سعود نے پہلی مرتبہ خالص سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر ایک بت پرست قوم کے نمائندے کو ریاض بلایا اور اس کے استقبال کے لیے خواتین اور بچوں کو ساتھ لے گئے اور ان سے جئے ہند کے نعرے لگوائے۔ سعودی عرب کا یہ فعل سراسر بدعت ہے۔ جس کی کوئی مسلمان بھی حمایت نہیں کر سکتا۔ عجیب بات یہ ہے کہ جن حکمرانوں نے صحابہ کرام کی پختہ قبریں اور قبے تک اس لیے ڈھا دیئے ہوں کہ وہ ان کی نظر میں اسلام کی تعلیمات کے منافی تھے۔ وہی حکمران آج اپنی سیاسی مصلحتوں کے لیے ایک ایسے شخص کو حجاز میں مدعو کر کے استقبال کرتے ہیں جو بت پرستوں کا نمائندہ ہے اور اسلام کے ہر مکتبہ خیال کے علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کوئی بت پرست اسلام کے اس گہوارے میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

(روزنامہ "کوہستان" ۳۰ر ستمبر ۱۹۵۶ء)

روزنامہ کوہستان ہی لکھتا ہے

آج عربوں کے امیر المؤمنین کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی معتقدات سے انحراف کرنے لگا ہے۔ قرآن حکیم کا یہ واضح حکم ہے :

إنما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا ۔ (۹/۲۸)

مشرک ناپاک ہیں اور انہیں اس سال کے بعد مکہ معظّمہ کے قریب نہ پھٹکنے دینا۔

اور شاہ سعود پنڈت نہرو کو سرزمین مقدس پر سیر سپاٹا کر رہے ہیں۔ اب یہ معلوم نہیں کہ شاہ سعود کے نزدیک پنڈت نہرو مشرک کی تعریف سے بالاتر ہے یا ان کا خیال ہے کہ مشرک کو مکہ معظمہ کے بالکل قریب نہیں آنا چاہیے۔ اسے کس قدر دور رکھ کر گھما پھرا دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بہر حال قرآن پاک کا یہ مفہوم ایسا ہی ہے جو شاہ سعود پر منکشف ہوا ؟

شاہ سعود پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس روایت کو توڑا اور صنم خانے کے ایک پاسبان کو ارض کعبہ پر بلایا اور صرف بلایا ہی نہیں بلکہ خلاف روایات اس انداز سے اس برہمن بچے کا استقبال کیا۔ استقبال کے وقت جو نعرے بلند کئے گئے ان میں ایک نعرہ دنیا کے اسلامی حلقوں میں خاص طور پر قابل اعتراض سمجھا جا رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ پنڈت جی کو رسول السلام کہا گیا ہے، جس کے معنی پیغمبر اسلام کے ہیں۔ پنڈت نہرو کے حالیہ دورے سے یہ تاثر بھی شدت اختیار کرتا جا رہا ہے کہ سعودی مملکت جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی تھی محض نام کی اسلامی حکومت ہے اور اس کا طرز عمل از منہ وسطیٰ کے عیسائی کیوکریٹک حکومتوں سے قطعا

مختلف نہیں جو مذہب کے نام پر لوگوں کا ناجائز استحصال کرتی تھیں۔

(روزنامہ "کوہستان" ۲/اکتوبر ۱۹۵۶ء)

ایک اور اگلی اشاعت میں کوہستان نے لکھا :

ارے : صاحب ابھی تو شروعات ہیں۔ کعبہ اور بت خانہ کو ہم دوش کرنے کے لیے شاہ سعود اور پنڈت نہرو جو کوشش کر رہے ہیں اس میں برہمن کا تو کچھ نہیں جائے گا۔ البتہ مؤحد جو بت شکنی میں سبک دست ہوتا ہے اس کے مصلحت شناسی اور روباہی آجائے گی۔ اللہ اکبر ! ایک دور وہ تھا جب علامہ ابن عبدالوہاب کے نام لیوا یہ نعرہ لگاتے تھے کہ ہمارے لیے قرآن و حدیث کافی ہیں۔ اب وہ گیتا انجلی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر پنڈت نہرو کو کتنی مسرت ہوئی ہوگی ؟ وہ کیوں نہ خوش ہوں ؟ وہ کہتے ہوں گے بھارت کے مسلمانوں کو ہندو ہزار سال سے اپنا مذہب پڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ پڑھتے دکھائی نہیں دیتے اور میرے سعودی عرب کے ایک دورے نے عربوں کی نئی نسل میں گیتا پڑھنے کا ذوق و شوق پیدا کر دیا۔ سعودی عرب کے اس تجربے کے بعد عجیب نہیں کہ بھارت کے مسلمانوں کو حکم ہو جائے کہ تم اپنی مسجدوں میں آشوب بھی سنایا کرو۔

مثلاً ٹائم کہتا ہے :

کہ سعودی عرب میں غلامی اس لیے جائز ہے کہ اسلام اس کو جائز قرار دیتا ہے۔ حرم عورتوں سے اس لیے بھرے ہوئے ہیں کہ اسلام اس عیاشی اور ہوسناکی پر اعتراض نہیں کرتا۔ وہاں جمہوریت کونسٹیٹیوشن اور اسمبلی اس لیے نہیں ہے کہ اسلام ان امور کے بارے میں خاموش ہے۔

ہمارے نزدیک یہ باتیں گمراہ کن ہیں۔ سعودی عرب کا نظام حکومت شخصی

محل :

کچھ عرصہ قبل شاہ سعود کو خیال آیا کہ ان کے حرم کے لیے سنگ مرمر کا ایک حسین جمیل اور ائر کنڈیشنڈ محل تعمیر ہونا چاہیے۔ یہ خیال آتے ہی انہوں نے اٹلی کے مشہور ماہر تعمیر سنیور آرسینٹ ویریزی کو حکم دیا کہ وہ ایسا عشرت کدہ تعمیر کرے جسے دیکھ کر الف لیلیٰ کی داستانیں یاد آجائیں لیکن وہ اس تعمیر کے اخراجات ادا کرنا بھول گئے۔ محل کی تعمیر پر ۴۹ ہزار پونڈ (دس لاکھ روپے) (اس وقت) لاگت آئی۔

اسی سلسلے میں نوائے وقت لکھتا ہے :

سنیور بریزنی نے بتایا کہ میں اس سلسلہ میں دوبارہ سعودی عرب گیا تھا۔ میرے ہمراہ میرا بیٹا اور دو میرے کاریگر بھی تھے۔ وہاں جاکر مجھے معلوم ہوا کہ شاہ سعود ایک محل کی تعمیر کے بجائے ایک بہت بڑا قلعہ سا تعمیر کرانا چاہتے ہیں۔ جو چالیس عمارتوں پر مشتمل ہوگا اور ہر عمارت دوسری عمارت سے برساتی کے ذریعے ملحق ہوگی۔ اس میں ان کی چار منکوحہ بیویوں اور اسی (۸۰) لونڈیوں کے لیے ایک حرم بھی ہوگا۔ یہ پورا قلعہ تقریباً ۴۰ لاکھ مربع گز میں پھیلا ہوا ہوگا۔ اس سلسلے میں ہمیں زمین کے ایک بہت بڑے قطعہ کو ہموار کرنا پڑا۔ میں نے اور میرے مددگاروں نے اس منصوبہ پر اٹھارہ مہینہ کام کیا۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲/۸/۱۹۵۸ء)

یہ تو بیرونی محل کا ایک اجتماعی نقشہ تھا۔ اب محل کے اندرونی حصہ کی کیفیات کو ایک واقف کار امریکی خاتون نے بیان کیا جو نوائے وقت نے چھاپ دیا ہے۔

کی تاریخ کو زندہ کر دیا تھا۔ ان کے حرم میں قانونی اور غیر قانونی بیویوں کی ایک بڑی تعداد اور کنیزوں کی لمبی کھیپ تھی۔ شاہ کی انہی عیاشیوں پر روزنامہ ”کوہستان“ شاہ سعود کی الف لیلوی شخصیت کا عنوان قائم کر کے لکھتا ہے :۔

سعودی عرب کے مطلق العنان بادشاہ سعود بن عبدالعزیز دنیا کے آخری تاجدار ہیں جن کے ہر فرمان کو قانون کی تقدیس کا درجہ حاصل ہے۔ موجودہ شاہ سعود سلطان ابن سعو کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ سلطان نے اپنی تلوار کی نوک سے سعودی عرب کی حدین متعین کی تھیں اور وہ مغرب انگریزوں کے ساتھ تعاون کے پرزور حامی تھے۔ عربین امریکن آئل کمپنی کے منافع میں سعودی خاندان کا پچاس فی صد حصہ ہے۔ شاہ سعود ریشمی لباس زیب تن کرتے ہیں۔ اپنے سر مخصوص عربی عمامہ پہنتے ہیں۔ ان کی عادات و اطوار میں اب بھی بعض الف لیلوی داستانوں کی باتیں موجود ہیں۔ آپ کی قریب کی نظر کمزور ہے اور اس لیے ہر وقت ایک سنہری فریم کا چشمہ لگائے رکھتے ہیں۔ وہ اس وقت چھپن سال کی عمر میں بھی شکار کھیلتے ہیں۔ بازوں اور عربی النسل گھوڑوں کا شوق رکھتے ہیں۔ ان کی چار منکوحہ بیویاں ہیں۔ درجنوں عورتوں کو طلاق دے چکے ہیں۔ ان کے چالیس بیٹے ہیں مگر اس معاملے میں وہ اپنے والد کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ ایک سو پچاس عورتوں کو اپنے رشتہ مناکحت میں لائے تھے اور ان کی کل اولاد چار سو پچاس تھی۔ (روزنامہ ”کوہستان“ ۲۵/ جنوری ۱۹۵۶ء)

اور جابرانہ ہے۔ اس کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اسلام کے نزدیک مسلمان حکمرانوں کے لیے یہ کسی طرح جائز نہیں ہے کہ وہ گزر بسر سے زیادہ سرکاری خزانے پر بار ڈالیں۔ اس بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز عمل اسلام کے عین مطابق تھا۔

آج شاہ سعود جس ملک پر حکومت کر رہے ہیں وہاں اسلام کے عہد اول میں مسلمان ایسے خوشحال تھے کہ لوگ زکوۃ، صدقے اور خیرات کی رقوم اور اشیاء لیے پھرتے تھے لیکن انہیں قبول کرنے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ لیکن آج سرزمین کی تین چوتھائی آبادی زندگی کی ہر مسرت سے محروم ہے اس کے برعکس شاہی خاندان شیوخ اور سعودی حکام ایسی کاروں میں پھرتے ہیں جو صدر امریکہ کو بھی نصیب نہیں۔ اور ایسے محلوں میں رہتے ہیں جن میں رہنے کا تصور اس زمانہ کا کوئی حکمران بھی نہیں کر سکتا۔ قاہرہ، اسکندریہ کے مضافات، لبنان کے خوبصورت علاقوں میں سعودی عرب کے شہزادوں کے محلات نہ صرف اپنے حسن و جمال بلکہ عیش و عشرت کے لوازمات میں بھی بے نظیر ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ ان باتوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی نظام حکومت مین تو ایک حکمران کی اقتصادی حیثیت ایک عام مسلمان سے کسی طرح بلند نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود امریکہ میں شاہ سعود کا جس انداز سے تعارف ہوا ہے اور جن شاہانہ اداؤں کا وہ مظاہرہ کر رہے ہیں اسے اسلام کی نمائندگی سے تعبیر کرنا ہمارے لیے انتہائی تکلیف دہ امر ہے۔

(روزنامہ کوہستان ۷ر فروری ۱۹۵۷ء)

شاہ سعود نے بیسویں صدی کے دور میں صدیوں میں پرانی شاہی عیاشیوں

اندرون محل

ایک امریکی خاتون شاہ سعود کے حرم میں داخل ہوئی اس نے جو کچھ دیکھا۔ ذیل میں اس مضمون کے بعض اقتباسات درج ہیں۔

امریکی خاتون لکھتی ہے کہ میں محل میں ایرانی قالین پر چلتے ہوئے ایک وسیع کمرہ میں پہنچی جو کسی بڑے ہوٹل کے روم سے کم نہ تھا۔ اس کمرہ میں ایک دبیز قالین بچھا ہوا تھا جو فرش زمین سے کئی انچ اونچا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ حرم کا دربار ہال ہے اور شاہ ہر شام اپنی بیویوں کے ساتھ خوش گپیوں میں صرف کرتے ہیں۔ اس ہال میں نقش و نگار سے مرصع بہت سی گدیلی کرسیاں قطاروں میں بچھی ہوئی تھیں۔ قریب ہی سنہرا کام دار صوفہ رکھا ہوا تھا۔

شاہ کی بیگمات اونچے گلے کے مور دار کرتے پہنے ہوئے تھیں، جن کا کپڑا نہایت منقش تھا۔ لباس میں جواہرات بکثرت لگے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ انہوں نے عام قسم کے دھاری دار موزے بھی پہن رکھے تھے۔ یہ بیگمات سونے کے زیورات اور جواہرات سے اس قدر لدی ہوئی تھیں کہ یقیناً وہ ان کا خاصا بوجھ محسوس کرتی ہوں گی۔

گلہ، کان، گردن، ہاتھ کی کلائی اور کمر سب سونے اور انتہائی بیش قیمت جواہرات کے زیورات کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے۔ ایک ایک انگلی میں انہوں نے کئی انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں۔ وہ میک اپ کاجل، سرخی وغیرہ سے پرانے وقتوں کی ہالی وڈ کی ساکن پکچروں کی ہیروئن لگتی تھیں۔ ان کے عطر اتنے تیز تھے کہ ان کی بو میرے لیے شروع میں بڑی ناگوار تھی۔

شاہ سعود کی چار بیویاں ہیں۔ ان چار بیویوں کے علاوہ باقی سابق بیویاں اور

لونڈیاں ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ شاہ سعود کی سترہ بیویاں ہیں، اور حرم میں ان کے لیے علیحدہ جگہ مقرر ہے۔ بعض اوقات شاہ اپنے منظور نظر شیوخ کو اعزاز دینے کے لیے اپنی کسی سابق بیوی کو اس کے نکاح میں دیتے تھے۔

حرم میں لونڈیاں بھی ہیں اور لونڈیوں کے لیے بھی علیحدہ علیحدہ کوارٹر موجود ہیں۔ حال ہی میں حرم میں داخل ہونے والی عورتوں کی تعداد ساٹھ تک بتائی جاتی ہے۔ سفارتی حلقوں کے مطابق شاہ کے پچیس بیٹے ہیں۔ بیویوں کی تعداد نامعلوم ہے۔ ہر لڑکے کے لیے علیحدہ موٹر اور ڈرائیور موجود ہے۔ شاہ نے اپنے کمرے میں جدید طرز کی بجلی کی گھنٹیاں لگوائیں۔ مگر چونکہ شاہ کی نظر کمزور ہے وہ غلط بٹن دباتے تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۹۔۸ دسمبر ۱۹۵۷ء)

شاہ سعود کی حیرت خیز عیاشیاں

شاہ سعود کا دورۂ امریکہ

روزنامہ ''کوہستان'' لکھتا ہے:

امریکہ کی صنعت موٹر سازی کے مرکز کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ وہاں سعودی عرب کے حکمران شاہ سعود کے لیے خاص قسم کے ساتھ کیڈلاک کاریں تیار کی جارہی ہیں۔ ان کی مجموعی لاگت دس لاکھ ڈالر ہوگی۔

شاہ سعود جب واشنگٹن پہنچے تھے تو صدر آئزن ہاور نے ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں اسلام کے مقدس مقامات کے کسٹوڈین کی حیثیت سے امریکی عوام

کے سامنے پیش کیا تھا۔ اب امریکی عوام بجا طور پر کہتے ہوں گے کہ مسلمانوں کے عیش و عشرت جو افسانے تاریخوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں، کیونکہ بیسویں صدی کا ایک مسلمان حکمران اب بھی اتنا مسرف اور فضول خرچ ہے کہ وہ ہر سال ایک نیا محل تعمیر کرواتا ہے۔ اور ہر سال لاکھوں ڈالر کاروں پر صرف کرتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ کے محلات کی تعداد بیالیس تک پہنچ گئی ہے۔ گراں قدر تحفہ تحائف دیتے ہیں۔ وہ پچھلے بادشاہوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

امریکہ کے مشہور میگزین ٹائم نے امریکی عوام سے شاہ کا جس انداز سے تعارف کرایا ہے، اس سے شاہ سعود کی شخصیت کے ساتھ اسلام اور قرآن کو بھی مجروح کیا گیا ہے۔

سیدہ آمنہ کے حضور

فطرت کے دل کا حسن تمنا ہیں آمنہ
رونق طراز ملت بیضا / ہیں آمنہ
شان حرم ہیں، زینت قبلہ / ہیں آمنہ
امن و اماں کی صورت زیبا ہیں آمنہ
نکلا ہے جس کی بو سے خورشید تابدار
چرخ جہاں پہ صبح تجلی ہیں آمنہ
شوہر ہیں جن کے نسل براہیم کے سراج
خود چشم اسماعیل کا تارا ہیں آمنہ
میرے خدا نے جن کو دیا ہے مرا رسول ﷺ
فخر عرب ہیں، غیرت حوا ہیں آمنہ
وہ کون جن پہ حرمت سارا کو ناز ہے
ہاں ہاں وہ جان ام مسیحا ہیں آمنہ
نور نبی کے فیض سے دیکھے قصور شام
گویا فروغ دیدہ بینا ہیں آمنہ
قائم ہے جن سے گلشن ہاشم کی تازگی
صحن ارم کا رنگیں اجالا ہیں آمنہ
پنجتن ہیں جسکی شاخ سیادت کے برگ و گل
اے آفریں عروج کا شجرہ ہیں آمنہ
جھکتے ہیں جس کے آگے سر قدسیان عرش
عظمت کا آسمان معلیٰ ہیں آمنہ
ظالم تو ان کے دین پر کرتا ہے اعتراض
دیں ہی سے پوچھ دین سراپا ہیں آمنہ
حد ادب میں رہ کے کرو بات منکرو
میرے نبی کی مادر والا ہیں آمنہ
جو ہے شہ لولاک کے در کا غلام زار
اس کی نظر میں نور کا چشمہ ہیں آمنہ

غلام مصطفیٰ مجددی

تین نکات کے گرد

۱۔ دین مصطفیٰ ﷺ کے خلاف نجدیوں کی سیاہ کاریاں

۲۔ ایمان سیدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳۔ زیارت قبور شرک نہیں ہے۔

قارئین کرام!

اس کتاب میں مندرجہ بالا نکات کے متعلق بات چیت قرآن حکیم، احادیث پاک پر مبنی ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ بندہ نے ۲۰ سال پہلے جو مشاہدہ کیا اس کا ذکر ہے۔ اگرچہ غیر نبی کا خواب شرعی حجت نہیں لیکن مجھ سے گنہگار جسے آقا ﷺ نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور اپنی کرم نوازیوں سے بہرہ ور فرمایا ہے، کے لئے ایسا سرمایہ اور ایسا علم ہے جس کے لیے مجھے حوالوں کی ضرورت نہیں۔

روئے سخن

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین

و الحمدللہ رب العالمین

ا۔ قیامت نزدیک ہے اور اس کی نشانیاں صاحب کلی علم غیب رحمۃ للعالمین، رؤف رحیم نبی آخر الزماں ﷺ نے چودہ صدیاں پہلے بتا دیں۔ تمام فتنوں کی نشاندہی کر دی، جن کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔ آج کے وقت یہود و نصاریٰ نے پورے عالم اسلام کو بے بس کر دیا ہے اور اپنا غلام بنالیا ہے۔

مسلمانوں کی آبادی جو کہ ایک ارب سینتیس کروڑ ہے وہ تمام کی تمام ایک گہری کھائی میں گری ہوئی ہے۔ کیوں! اس لئے کہ اسلام دشمن طاقتوں نے ایک منصوبہ کے تحت اسلام کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا ہوا ہے۔ اس کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے نبی کریم ﷺ کی محبت ختم کر دی جائے۔ دیکھیں سپین جہاں مسلمانوں نے سات سو سال حکمرانی کی اب ایک بھی مسلمان نظر نہیں آرہا۔ باقی دنیا میں جو مسلمان ہیں وہ بس نام کے مسلمان ہیں، ان کی دینی حمیت تقریباً ختم ہو چکی ہے۔۔۔۔ سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مسلمان بہت ذلیل و خوار ہوں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا مسلمان تعداد میں کم ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ صحابہ کرام نے پھر پوچھا کہ کیا وجہ ہو گی۔ صاحب کلی علم غیب نے فرمایا کہ دو باتیں ہوں گی جو مسلمانوں کے لیے ذلت کا

باعث ہوں گی۔ ایک دنیا سے محبت اور دوسری بات موت کا خوف۔

سب دنیا کی محبت مال و دولت، جاہ و حشم میں گرفتار ہیں اور دوسری بات موت کا خوف یعنی جہاد کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

۲۔ غیر مسلموں نے مسلمانوں کے درمیان بد عقیدگی کا بیج بویا، ایسے ایسے مدرسے قائم کئے جن کا مشن ہی یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس، صفات، کمالات اور جمال و معجزات میں نکتہ چینی کی جائے اور مسلمانوں کے دلوں سے رسول کریم ﷺ کی محبت ختم کر دی جائے۔ اس مقصد کے لیے یہود و نصاریٰ کو نام کے مسلمان لیکن دین فروش۔ پیٹ پرست اور دنیادار مسلمان مل گئے۔ علماء کی صورت میں۔۔۔ اور امراء یا حکمرانوں کی صورت میں۔۔۔ تمام عالم اسلام کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دنیا کے مقدس ترین مقامات ہیں جو اس وقت سعودی حکمرانوں کے قبضے میں ہیں۔ یہ بادشاہت کی صورت میں موجود ہیں جو در حقیقت ڈاکو اور لٹیرے تھے اور انگریزوں کی مدد سے عرب پر قابض ہوئے (تقریباً ایک سو سال پہلے) پھر اپنوں نے غیر مسلموں کے منصوبوں کے تحت کام کرنا شروع کر دیا۔ اور رسول کریم ﷺ کے عشاق امتی لوگوں کے خلاف بغیر علم کے ایسے ایسے فتوے دینے شروع کئے جن سے رسول خدا ﷺ کی ذات اقدس، صفات و کمالات اور معجزات پر نکتہ چینی کرنا ہی ان کا مقصد حیات تھا اور ہے۔

۳۔ یہود و نصاریٰ جن کا امام شیطان کبیر امریکہ ہے وہ پوری طرح سعودی عرب اور تمام خلیجی ممالک پر معنوی طور پر قابض ہو چکا ہے۔ یہ بیچارے تو صرف کرائے کے دہاڑی دار ہیں۔ جو اپنی نوکری کر رہے ہیں۔ امریکہ کو باقی دنیا میں تو

جمہوریت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا اور نہ کچھ دیکھنا چاہتا ہے لیکن سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں میں بادشاہ، شیوخ اور امرائے مملکت کو خوب پال رہا ہے، وہ اس لئے کہ امریکہ ان سے دو کام لے رہا ہے۔ ایک تو مالی طور پر انہیں چوس رہا ہے اور دوسرا عالم اسلام سے رسول کریم ﷺ کی محبت ختم کرنے کا منصوبہ بھی پروان چڑھ رہا ہے۔

اس لیے سے یہاں "جمہوریت" اور "الیکشن کی ضرورت نہیں۔۔۔

یہ نجدی حکمران اور دوسرے خلیجی ممالک اپنی دنیا کی عیاشیوں کی وجہ سے امریکہ کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں لیکن شاید اس بات سے ضرور باخبر ہیں کہ غیر مسلموں کے منصوبوں کے تحت وہ مسلمانوں کے دلوں سے رسول کریم ﷺ کی محبت کو ختم نہ کر سکیں گے۔

۴۔ ان نجدیوں کے متعلق فرمان رسول کریم ﷺ کا ذکر تو آگے آئے گا اور فتنوں کی جو نشاندہی چودہ صدیاں پہلے ہوئی وہ بھی آگے آئے گی۔ ایک بات جاننا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ ایک بھولا بھالا عاشق رسول خدا ﷺ جب سعوی عرب جاتا ہے تو وہ ان لوگوں کو عربی زبان میں بولتے ہوئے دیکھ کر ان کی بہت عزت کرتا ہے۔ ان کے آگے آنکھیں بچھا دیتا ہے، لیکن وہ نہیں جانتا کہ یہ عربی بولنے والے در حقیقت اندر سے رسول اکرم ﷺ کے دشمن ہیں۔۔۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ کون ہوں گے :

و یتکلمون بألسنتا (مشکوٰۃ۔ باب الفتن)

وہ ہماری زبان (عربی) میں کلام کریں گے۔

چنانچہ عربی زبان بولنے والے ہی علماء سو نکلے۔۔ اگرچہ عربی زبان بولنے

والے تو بڑے بڑے عاشق گزرے اور اب بھی ہیں لیکن دین اسلام کو جو نقصان پہنچا وہ نجدی حکمرانوں سے ہی شروع ہوا۔

میں نے یہ کتاب کیوں لکھی ہے؟

۵۔ میں نے یہ کتاب کیوں لکھی ہے اس کی وجہ بتانا ضروری ہے۔

جو حضرات مقام ابواء زیارت قبر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے گئی اور انہوں نے یہ دلخراش سانحہ مشاہدہ کیا۔۔۔ وہ تین حضرات اور باقی ہم پانچ یعنی آٹھ افراد کا گروپ ملک شام (دمشق، حمص، حلب) اور ملک عراق (بغداد شریف، نجف اشرف، کوفہ و کربلاء) کی زیارت کے بعد مدینہ منورہ (۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ) پہنچ گئے اور پھر اپنے اپنے پروگرام کے تحت علیحدہ ہو گئے۔

میں نے ۲۰ سال پہلے اپریل ۱۹۷۹ء میں ابواء شریف قبر مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اس مومنہ صادقہ امینہ سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں اپنے پیارے بیٹے اور ہمارے محبوب سید الانبیاء، رحمۃ للعالمین نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے مجھ روسیاہ، گنہ گار کی سفارش کرنے کے لیے عرض کیا تھا۔ وہ قبول ہو گئی اور ۲۰ اپریل ۱۹۷۹ء بروز جمعۃ المبارک کو تہجد کے وقت میں نے خواب میں جو دیکھا اسے میں ہر گز ہر گز بیان نہ کرنا چاہتا ہوں، لیکن جب مجھے ان تین ساتھیوں نے اطلاع دی کہ نجدیوں نے ایک ایسی مذموم حرکت کی ہے (جو کہ کفار و مشرکین نے جنگ احد کے لیے جاتے ہوئے مقام ابواء پر جب پڑاؤ کیا اور قبر مبارک اکھاڑنے کی تجویز ابو سفیان نے رد کر دی) یعنی کفار و مشرکین نے وہ حرکت نہ کی تھی۔ گویا کہ نجدی حکمران تو کفار و مشرکین مکہ سے بھی بدتر نکلے ہیں۔ چنانچہ جب یہ اطلاع ملی تو پھر عشاق رسول ﷺ تو جانتے ہیں کہ ان

کے دلوں پر کیا قیامت بیتی ہے۔۔۔اور میرے سامنے ۲۰ سال قبل قبر مبارک کی زیارت اور درخواست کی منظوری یعنی confirmation والا مشاہدہ میری نظروں میں گھوم گیا۔۔۔ پھر سوچتا رہا۔۔ سوچتا رہا اور بالآخر میں نے اپنی مرضی اور دوست احباب کے اصرار پر وہ مشاہدہ پیش کیا ہے۔

۶۔ یہ یاد رکھیں کہ میں نہ تو کوئی سجادہ نشین، صاحبزادہ، علامہ، مفتی وغیرہ ہوں۔ میں تو جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہا تھا کہ جناب رسول کریم ﷺ نے مجھے دوزخ کے گڑھے میں گرنے سے بچالیا۔۔۔ اس لیے میرے لیے کتابوں کے حوالے کوئی معنی نہیں رکھتے کہ سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ایمان کے متعلق قیل و قال کروں۔۔۔۔ (میں تو ایک سادہ سا فوجی سپاہی ہوں)۔ میں نے جو کچھ دیکھا وہ لکھ رہا ہوں۔ اہل ایمان اور عشاق رسول ﷺ تو یقیناً اس پر یقین کرلیں گے، مگر دوسروں کے لیے میں نے حوالے بھی پیش کیے ہیں۔۔۔

۷۔ عشاق رسول خدا علیہ التحیہ والثناء کو بتادوں کہ اللہ تعالی اپنے پیارے حبیب اور ہمارے آقا و مولا ﷺ کی والدہ ماجدہ کے جسد مبارک کی حفاظت فرما رہا ہے اور فرماتا رہے گا۔ اگر نجدیوں نے بلڈوزر چلائے ہیں تو ان عقل کے اندھوں کو پتا نہیں کہ جسد مبارک کو اس جگہ سے دوسری جگہ یا بہت نیچے یعنی ان خبیث لوگوں کے بلڈوزروں کی زد سے دور کردیا ہے۔۔۔

۸۔ جن لوگوں نے یہ مذموم حرکت کی ہے اللہ تعالی نے ان کا دوزخ میں مقام یعنی ساتواں طبقہ الاٹ کیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ کفار مکہ سے بھی بدتر ہیں جن کے لیے دوزخ کا چھٹا الاٹ ہوا ہے۔ گویا کہ یہ جندی لوگ قرآن کریم کے مطابق عبداللہ بن ابی ابن سلول کی یا تو نسل سے ہیں یا پیروکار ہیں۔ پورے عالم اسلام میں

اہل سنت کی تعداد پچاسی فیصد ہے اور یہ نجدی علما قرآن حکیم کی سمجھ سے نابلد اور کورے ہیں۔ دلوں میں کینسر کی بارہ بیماریاں لیے ہوئے اہل سنت و جماعت کو مشرک قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ اگر پچاسی فیصد مسلمان مشرک ہیں تو پھر یہ بہت ہی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ اس کی زد میں کئی صدور اور کئی وزرائے اعظم اور دیگر لوگ آتے ہیں۔ اور اس طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔۔۔یاد رکھو جناب رسول رحمت ﷺ کو ناراض کرکے دوسرے دنیاداروں کو راضی کرنا حرام بلکہ کفر ہے۔۔۔ قیامت کے دن سب کو جواب دینا ہوگا۔ خصوصاً جناب سرکار دوعالم ﷺ کے سامنے کس طرح جاؤ گے؟

بندۂ درگاہ رسول کریم المکی المدنی

کرنل (ر) محمد انور مدنی

باب ۔ا

مزار اقدس کی پامالی
کے چشم دید گواہ

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ بمطابق ۷ جنوری ۱۹۹۹ء

۱۔ سید محمد اخلاق احمد صاحب

۲۔ طارق اکرام صاحب

۳۔ رحمت اللہ صاحب

نوٹ : ہم لوگ آٹھ افراد کے گروپ جو کہ زیارات ملک شام (دمشق، حمص، حلب) اور ملک عراق (بغداد شریف، نجف اشرف، کوفہ و کربلاء) کی زیارت کے بعد (۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ) کو جدہ پہنچ گئے اور پھر اپنے اپنے پروگرام کے تحت علیحدہ ہو گئے۔ مذکورہ بالا حضرات ابواء شریف حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے چلے گئے اور انہیں یہ سانحہ پیش آیا۔ بندہ نے اپریل ۱۹۷۹ء (۲۰ سال پہلے) زیارت کی سعادت حاصل کی تھی اور پھر سرکار کائنات ﷺ نے کرم نوازی فرمائی۔ (ذکر آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سانحہ ۱۸ رمضان ۱۴۱۹ھ، ۷ جنوری ۱۹۹۹ء

محترمی و مکرمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خدمت میں یہ معروضات اس امید سے پیش کئے جا رہے ہیں کہ آپ عاشقان رسول مقبول آقائے نامدار، شفیع المذنبین، سید الاولین والآخرین آقا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی صف اول کے علم بردار ہیں اور حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مراتب واحترام سے بخوبی واقف ہیں۔

امر واقع یہ ہے کہ یہ حقیر راقم الحروف سید محمد اخلاق اپنے محترم المقام پیر بھائیوں جناب طارق اکرام صاحب اور جناب محمد رحمت اللہ صاحب کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ اس رمضان المبارک میں جب ہم تینوں ہم سفر مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی جانب براستہ مقام بدر، ابواء شریف کے نزدیک سرکار دو عالم ﷺ کی پیاری والدہ ماجدہ سیدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک پر حاضری کی نیت سے پہنچے تو ہم تینوں نے یہ روح فرسا منظر دیکھا کہ :-

۱۔ مزار شریف کی جگہ کو نہ صرف Bulldozer سے منہدم کیا جا چکا تھا بلکہ

۲۔ Excavator استعمال کر کے جگہ کو کئی فٹ گہرائی تک کھود کر تلپٹ کر دیا گیا تھا۔

۳۔ پہاڑ کی وہ چوٹی جس پر یہ مزار شریف واقع تھا اسے Bulldozer سے کاٹ کر پہاڑی کی ایک جانب دھکیل کر گرا دیا گیا تھا۔

۴۔ مزار شریف سے متعلق وہ پتھر جن پر ماضی میں زائرین نے نشاندہی کی نیت سے سبز رنگ کر دیا تھا، ان میں سے کچھ پہاڑی کی ڈھلوان پر پڑے ہوئے تھے اور کچھ پہاڑ سے نیچے ایک چھوٹی سی ڈھیری کی شکل میں پڑے تھے۔

مندرجہ بالا انتہائی دردناک اور ناقابل برداشت گستاخانہ افعال کے علاوہ :۔

۵۔ مزار شریف کی نزدیکی چڑھائی کے راستہ میں شیشے توڑ کر ڈال دیئے گئے ہیں اور غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے گئے ہیں۔

اس حالت کو دیکھ کر انتہائی اذیت، کرب اور پریشانی کے عالم میں مختصر قیام کرنے فاتحہ پڑھنے کے بعد ہم جوں ہی پہاڑی سے نیچے اترے تو ایک سعودی حکومتی اہل کار نے ہم سے سخت کلامی کی اور اپنے ساتھ تھانے چلنے پر مجبور کیا۔ یہ موقعہ تھا کہ اللہ تعالی نے ہمیں اصل صورت حال سے آگاہ فرمانے کا سبب یوں فرمایا کہ معمول کے خلاف تھانہ ہی بند تھا۔ اس پر وہ اہل کار ہمیں مقامی مطوع (حکومتی مذہبی افسر) کے پاس لے گیا اور اس کے سپرد کرتے ہوئے کہنے لگا کہ :

"اگر مجھے عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ نہ جانا ہوتا تو میں خود ان کو اچھی طرح سبق سکھاتا"۔

یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا اور جو مطوع تھا اس نے تقریبا آدھ گھنٹہ تک وہابیہ مذہب پر ہمیں لیکچر دیتے ہوئے یوں کہا کہ تم ہندو پاکستان کے رہنے والے

-- قبروں پر چادریں چڑھاتے ہو اور خوشبوئیں ڈالتے ہو اور یہ کہ تم ہندو

پاکستان کے رہنے والے بدعقیدہ شرک کرتے ہو اور ہمارے مذہب وہابیہ کا مذاق اڑاتے ہو جبکہ سچا مذہب تو ہمارا وہابیہ ہی ہے جس کے بانی محمد بن عبد الوہاب ہیں جو بہت عظیم تھے۔

اپنی بکواس کو جاری رکھتے ہوئے اس نے مزید یہ کہا کہ تم (نعوذ باللہ) کس کافرہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آتے ہو وہاں تو اب کچھ بھی نہیں ہے، اسے تو ہم کہیں اور لے جا چکے ہیں۔ اور ہمیں وہابیہ مذہب پر کتابچے دے کر یہ اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے چھوڑ دیا کہ "مصیبت یہ ہے کہ اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کہیں تم لوگ اس واقعہ کو اخباروں میں نشر کرو گے اور اگر تم نے تصاویر لی ہیں تو وہ بھی شائع کرو گے۔ بس آئندہ اس طرف رخ مت کرنا"۔ یہ کہتے ہوئے ہمیں جانے دیا۔

مطوع (مذہبی اہلکار) کی تمام بکواس سننے کے بعد ہم سکتہ میں آگئے اور فوراً ہمارے دماغ میں پہاڑی کا منظر دوبارہ امڈ آیا اور وہ خدشہ جو ہمیں وہاں محسوس ہوا تھا کہ جب پہاڑ کی چوٹی تین سے چار فٹ گہرائی تک تلپٹ ہو چکی ہے تو لحد مبارک پر کیا بیتی ہو گی یعنی منتقلی یا جسدی نقصان۔ دونوں میں سے کس اذیت کی جرأت انہوں نے کی ہو گی۔ یہ امر اس کی باتوں سے واضح ہو گیا۔

اس دل آزار واقعہ کو من وعن آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے آپ سے التماس ہے کہ علم شریعت محمدی ﷺ کی رو سے اپنی مذہبی اور علمی بصیرت سے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر قرآن وحدیث کے ساتھ روشنی ڈالئے۔

۱۔ ہر مسلمان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کے صاحب ایمان ہونے کے بارے میں پختہ یقین ہونا چاہیے۔

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی پامالی اور بے حرمتی اور نامعلوم جگہ پر بے دردی سے تبدیلی کا کوئی شرعی جواز نہیں اور یہ کسی طور جائز نہیں۔

۳۔ اس گستاخانہ فعل کے کرنے والے افراد یا ایسا فعل کرنے والے صاحب اقتدار یا اس افسوسناک فعل میں کسی طرح بھی ملوث افراد شریعت کے لحاظ سے نہ صرف قابل مذمت ہیں بلکہ قابل سزا بھی ہیں، اور ان سے دوستی رکھنا قطعی جائز نہیں۔

۴۔ سید الشہداء، جنت البقیع شریف، جنت معلیٰ شریف اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد اور دیگر کئی حضرات کے مزارات، موجودہ حکمران اور مذہبی اہلکاروں کے حکم سے شہید کئے جا چکے تھے۔ اب کہ انہوں نے والیٔ کائنات کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک کو بھی بے حرمتی سے شہید کر دیا ہے تو ان سے اس بات کا شدید خدشہ ہے کہ کہیں یہ عناصر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ انور کی بھی بے حرمتی نہ کر بیٹھیں (جیسا کہ وہابی مذہب کا بانی اپنی کتابوں میں اس بات کا اظہار کر چکا ہے)

اس واقعہ کے بعد عالم اسلام اور سربراہان عالم اسلام، علماء کرام، مشائخ عظام، دانشوروں، ادیبوں اور عام مسلمانوں کو فوری حفاظتی اقدامات کرنے لازم ہیں۔

خدارا واقعہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر اپنی تمام تر مصروفیات کو ترک فرما کر بلا تاخیر مندرجہ بالا پہلوؤں کی تصدیق کرتے ہوئے مزید وضاحت فرمائیں اور عملی اقدامات کے لیے راہنمائی فرمائیں۔

خیر اندیش

سید محمد اخلاق

معرفت:

محترم طارق اکرام صاحب

۲۸-۶/۷ اورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۸/۷

شہید ملت روڈ۔ کراچی

فون: ۴۵۲۰۲۹۹

فیکس ۴۵۴۱۸۴۹

باب-۲

خواب میں زیارت حضرت سیدہ آمنہ اور جناب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک خواب۔ ایک حقیقت۔ ایک سعادت

۱۹-۲۰ اپریل ۱۹۷۹ء (درمیانی رات)

قارئین کرام!

۱۔ میں یہ خواب کبھی نہ بتاتا۔ لیکن حالات کی ضرورت نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔

۲۔ میں کیوں ابواء شریف گیا؟

اس کی وجہ بتاتا ہوں۔ انسان کا سب سے قریبی دنیاوی رشتہ "ماں" کا ہوتا ہے۔ کوئی بھی انسان چاہے کیسا بھی ہو، اپنی ماں کی بات نہیں ٹالتا۔ یہ میں نے عموماً دیکھا اور خود بھی اس پر عمل کیا۔ میرے تحت الشعور میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے سوچا کہ جناب رسول کریم ﷺ کی بارگاہ مین سفارش کراتا ہوں اور کون سفارش کرے اس کا جواب میرے اندر کے کمپیوٹر نے یہ دیا کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک پر جاکر جو عرض کرنا ہے کرو اور اس التجا کے ساتھ کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں میری سفارش کر دیں۔۔۔ رسول کریم، رحمۃ للعالمین، رؤف رحیم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کی بات کو نہیں ٹالیں گے۔۔۔ یہ دلیل بھی معقول تھی۔

نوٹ :

خواب بتانے سے قبل میرے آقا کریم ﷺ کا فرمان عالی شان بھی میرے پیش نظر ہے۔

من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار

جس شخص نے میری طرف جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

۲۔ دوسری بات بھی مجھے معلوم ہے کہ غیر نبی کا خواب شرعی حجت نہیں ہوتا۔

۳۔ مجھ جیسا گنہگار جو جہالت کے اندھیروں میں سالہا سال بھٹکتا رہا ہو کے لیے یہ مبشرات بہت بڑا سرمایہ ہے۔

۴۔ جو حیات النبی ﷺ اور حیات ام النبی ﷺ کے قائل نہیں ان کے لیے حوالہ جات بھی پیش کررہے ہیں۔

دوسرا بلاوہ

۱۳ اپریل ۱۹۷۹ء

میں دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکا تھا کہ آپ ﷺ نے مجھے اس میں گرنے سے بچایا۔

حج کی سعادت نومبر ۱۹۷۷ء میں حاصل کر کے اور اپنے آقا نور مجسم رحمۃ للعالمین رؤف رحیم ﷺ کی زیارت مبارک سے شرف یاب ہو کر جو واپس آیا کہ دنیا ہی بدل گئی۔ اتنا ملا کہ دامن میں سمایا ہی نہ جا سکتا تھا۔ کیونکہ مجھ جیسا بھکاری فٹ پاتھ پر بیٹھا اس مادی دنیا میں کھویا ہوا تھا۔ ایک شہنشاہِ وقت کا گزر ہوا اور جو اشرفیوں کی تھیلی اس گنہ گار مفلس کی طرف پھینکی تو اب حالت یہ تھی کہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ کبھی اپنی چھوٹی سی جھولی کو دیکھتا ہوں پھر جو کچھ بن مانگے ملا اسے دیکھتا ہوں کہ سنبھالا ہی نہیں جاتا۔ کہیں خیال آتا کہ کہیں یہ کھو نہ جائے۔ تو یہ ایک ایسی کیفیت تھی جس میں میں نے حج کرنے کے بعد ۱۹۷۸ء بڑی بے چینی سے گزارا۔ اس دوران مشاہدات ہوتے رہے کچھ کا ذکر میں نے کیا ہے۔ جسم تو یہاں تھا مگر میری روح مدینہ طیبہ میں رہتی تھی، اور اب بھی رہتی ہے بلکہ مجھے تو پتا بعد میں چلا کہ "میرا تعلق انصار مدینہ سے ہے اور میرا وطن مدینہ منورہ ہے"۔

اسی طرح ۱۹۷۹ء شروع ہوا میں اب ایبٹ آباد میں پاکستان ملٹری اکیڈمی میں انتظامیہ کا سربراہ تھا۔ دنیا داری بھی نبھا رہا تھا کیونکہ یہ بھی ضروری تھا۔ بڑی مشکل سے مارچ کا مہینہ کٹا۔ پاسنگ آؤٹ پریڈ کے بعد اپریل کے مہینے میں ایک

ماہ کی چھٹی ہوتی ہے۔ چنانچہ دل کی تڑپ نے مجبور کیا کہ میں پھر جاؤں۔ میری روح کو بے چینی تھی،، چنانچہ چھٹی کے لیے درخواست دی اور سعودی عرب کے علاوہ عراق کا نام بھی اپنی درخواست میں لکھ دیا۔ سوچا تھا کہ عمرہ کے ویزا کے علاوہ عراق جا کر اپنے مولا، مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کے در پر حاضری دوں گا۔ پھر پیر پیراں میر میراں غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے در پر جاؤں گا اور حال دل بیان کروں گا۔۔۔ عمرہ کے ویزا کے متعلق جو دشواری پیش آئی عجیب تھی۔ اس وقت میری عمر تقریبا ۳۸ سال تھی۔ اور سعودی حکومت کا رویہ ویزا دینے میں بہت سخت تھا، کیونکہ اپنے ہی ملک کے لوگ وہاں جا کر واپس نہ آتے تھے اس لئے ویزا دینے سے پہلے انٹرویو ہوتا تھا۔ اگرچہ میرے پاس اپنے جی۔ایچ۔کیو کے خط کے علاوہ وزارت خارجہ سے بھی ایک خط تھا مگر اس کے باوجود ویزا کے لیے انٹرویو ضروری تھا۔ ان کے کہنے کے مطابق اس وقت انہوں نے کم از کم چالیس سال کی حد مقرر کر دی اور صرف دو ہفتہ کے لیے ویزا۔۔۔ بڑی مشکل سے۔ جب فارم جمع کرایا اور جب پاسپورٹ ملا تو اس پر ایک ماہ لکھا ہوا تھا۔ مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا تھا کہ اس روسیاہ، گنہ گار کو پھر ایک ماہ کے لیے بلایا گیا ہے۔ اس کے بعد عراق کی ایمبسی کی طرف گیا مگر وہاں میرا فوجی حاضر سروس ہونا میرے لیے ویزا حاصل کرنے میں رکاوٹ بن گیا۔ کچھ ہمارے قواعد و ضوابط رکاوٹ بنے۔ قصہ مختصر مجھے عراق کا ویزا نہ دیا گیا۔۔۔ مگر جن کے پاس وہاں جانا تھا وہ دلوں کا حال جانتے ہیں۔ انہوں نے اپنی نوازشات اس گنہ گار، روسیاہ پر یہیں شروع کر دیں اور یہ محسوس ہی نہ ہونے دیا کہ وہ مجھ سے دور ہیں جن کا ذکر آگے کروں گا۔۔۔۔

ایک واقعہ میرے ساتھ ہوا جو میرے تحت الشعور میں تھا اور میرے لیے مشعل راہ بن گیا، وہ یہ کہ جب میں قصوراپنے گھر والدہ کے پاس جایا کرتا تو وہ عموما غریب لوگوں کے کام نوکری وغیرہ کے لیے مجھے کہا کرتیں۔ اب میں والدہ کی بات کو ٹال بھی نہ سکتا مگر ساتھ ساتھ کہہ دیتا کہ آپ ایسے ہی ان سے وعدے کر لیتی ہیں۔ بہر حال کوشش کروں گا۔ ہو گیا تو اچھا ورنہ پھر سمجھیں کہ یہ میری طاقت سے باہر ہے۔ اس پر والدہ میرے لیے دعا کرتیں اور یہ کہتیں کہ میرا بیٹا کتنا اچھا ہے اپنی ماں کی بات کو نہیں ٹالتا۔۔۔ پھر میں بھی کہتا کہ ماں آپ کو پتا ہے کہ میں آپ سے اور والد صاحب سے بھی زیادہ کس ہستی سے پیار کرتا ہوں تو وہ ہنس کر کہتی مجھے پتا ہے۔ تو اپنے اور ہمارے آقائے دوعالم ﷺ کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ اور پھر اپنے ان واقعات کے متعلق مجھے بتانا شروع کرتیں جب میں بہت چھوٹا بچہ تھا اور کہتیں کہ تمہارے اوپر آپ ﷺ کا بڑا اکرم ہے۔۔ بہر حال والدہ کی بات ماننے اور ٹالنے والا فلسفہ میری سمجھ میں آگیا۔ اور میں نے تہیہ کیا کہ اب میں بھی مکہ مکرمہ جاکر عمرہ کرنے کے بعد سیدھا ابواء شریف حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مزار اقدس پر حاضری دینے کے بعد آقائے دو جہاں ﷺ کے در کی قدم بوسی کروں گا۔

ابواء شریف کا سفر

مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کیا تو اب ہر وقت دل کی دھڑکن سے آواز آتی کہ پتا تو کرو۔ ابواء شریف کے لئے کہاں سے کوئی گاڑی جاتی ہے۔

نمازوں کے درمیانی وقفہ میں میں ادھر ادھر جاکر ٹیکسی والوں سے پوچھتا مگر ہر کوئی نفی میں جواب دیتا کہ اسے پتا نہیں۔ دل سے دعا نکلتی "اے میرے حبیب ﷺ آپ دیکھ رہے ہیں، آپ تو میرے نفس سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ میں تو پہلے در سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حاضری دے کر ہی بلکہ وہاں سے سفارش کرواکر ہی آپ ﷺ کے در حاضری سے شرف یاب ہوں گا۔ تاکہ مجھ جیسے گنہ گار، مفلس اور روسیاہ پر نظر عنایت فرمائیں۔ کیونکہ آپ ہیں رحمۃ للعالمین۔ اوروں پر تو رحمت ہیں ہی۔۔ یہاں تو اس روسیاہ کی سفارش۔۔۔ بھی آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کریں۔۔ تو بھلا کیسے منظور نہ ہو۔۔ اور پھر واقعی سفارش بھی ہوئی اور ظاہر ہے۔ منظوری بھی۔۔۔ غرضیکہ بمشکل تین دن ہی گزار سکا اور پھر ایک ٹیکسی ڈرائیور سے بات ہو گئی۔ اسے "مستورہ" سے سمت مشرق کا حوالہ دیا، وہ سمجھ گیا۔ میں نے سوچا یہ نجدی لوگ پیسے لے لیں مگر مجھے کسی نہ کسی طرح ابواء شریف پہنچادیں۔ اس نے مجھ سے اس وقت چار سو ریال مانگے۔ حالانکہ مکہ مکرمہ سے مدینہ ڈھائی سو ریال میں پوری ٹیکسی جاتی تھی۔ میں فوراً مان گیا کہ چار سو ریال کیا ہے، کچھ بھی نہیں۔ اگر یہ چودہ سو ریال مانگتا تو میں فوراً تیار ہو جاتا۔۔۔ بس پھر کیا تھا۔ دل کی حالت بیان سے باہر ہے۔ واپس کمرے میں آیا۔ بیوی کو بتایا کہ لو ٹیکسی مل گئی ہے۔ چند ہی گھنٹوں کے بعد اس عظیم ہستی کے در پر ہوں گے

جو میرے آقا ﷺ کی والدہ ماجدہ ہیں۔۔۔۔۔۔ چنانچہ ہم درود شریف کا ورد
کرتے ہوئے ٹیکسی میں سوئے مدینہ چل پڑے۔۔۔۔ زبان اور دل بڑے بیتاب کہ
فاصلے سمٹ جائیں اور ہم بس ابواء شریف پہنچ جائیں۔۔۔ راستہ میں ٹیکسی والے
نے ایک یا دو شاپ پر روکا۔ قہوہ وغیرہ پینے کے لیے۔ پھر وہاں کے لوگوں سے
ابواء کے متعلق پوچھا۔ میرا دھیان ٹیکسی ڈرائیور کی طرف ہی رہتا اور پھر مجھے
شک ہونے لگا کہ اس کی نیت بدل رہی ہے۔ یہ ابواء کا راستہ نہیں جانتا اور کوئی
بہانہ وغیرہ ڈھونڈے گا۔۔۔۔۔ جب ہم مستورہ پہنچے۔ وہی بات ہوئی جس کا
میرے دل میں خدشہ تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا کہ وہ مستورہ سے ابواء شریف کا
راستہ نہیں جانتا۔ چنانچہ اس نے تجویز پیش کی کہ راستہ میں بدر کے مقام پر رکیں
گے اور پھر مدینہ منورہ۔۔۔ مجھے اس کی بات سے بڑی مایوسی ہوئی۔ میں نے کہا کہ
تمہارے ساتھ ابواء شریف جانے کی بات ہوئی ہے اور اب تم صاف مکر گئے
ہو۔۔۔ مگر اس پر کسی بات کا اثر نہ ہوا اور وہ یہاں بھی ایک ہوٹل میں جا بیٹھا۔۔۔
میں اور میری بیوی بڑی مایوسی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگے اور دل کہے یا
رحمۃ للعالمین ﷺ ہم تو وہاں سے چلے ہی اسی نیت سے ہیں کہ آپ ﷺ کی
والدہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار اقدس کی زیارت کریں۔ اب آپ ﷺ
ہی ہماری چارہ سازی فرمائیں۔۔ بس یہ چند لمحے میری زندگی کے عجیب تھے۔۔
بازار میں کھڑے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا (اس وقت صرف ایک چھوٹا سا بازار
تھا یہ ۱۹۷۹ء کی بات ہے بعد میں یہ جگہ نئی کنسٹرکشن کی وجہ سے بالکل بدل گئی
کیونکہ جب میرا گزر یہاں سے ۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۸ء میں ہوا تو میں پہچان نہ سکا
کہ یہی "مستورہ" ہے) کہ کیا معاملہ ہے۔ وہ عربی کے ساتھ ٹوٹی پھوٹی اردو بھی

بول اور سمجھ سکتا تھا اور میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ تھا۔ اسے میں نے بتایا کہ
اس ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ چار سو ریال پر یہ معاہدہ ہوا ہے (ورنہ میں اگر سیدھا
مدینہ منورہ جانا ہوتا تو ڈھائی سو ریال پر نکل جاتا۔) کہ یہ ابواء شریف سے ہو کر
پھر مدینہ منورہ لے جائے گا۔ مگر اب یہ صاف مکر گیا ہے۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور
کو بلوایا اور پوچھا۔ اس نے بتایا کہ اسے ابواء کا راستہ معلوم نہیں ہے۔ اس لیے وہ
جانے کا رسک نہیں لے سکتا۔۔۔ پھر یہ شخص ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا
کہ حکومت نے ابواء شریف جانا ممنوع قرار دیا ہے اور اگر کوئی زائر جائے تو اسے
حکومت جیل میں بند کر دیتی ہے۔ چنانچہ میں بدر کے مقام پر شہدائے بدر کی قبور
کی زیارت کر کے مدینہ منورہ چلا جاؤں۔۔ میں نے اسے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے
کہ میں ڈیڑھ سال پہلے جب حج پر آیا تھا تو یہ زیارتیں کر چکا ہوں۔ حج کا فرض پورا
کر چکا ہوں جو ساری عمر میں ایک ہی مرتبہ ہے۔ اور اب تو صرف اور صرف ابواء
شریف کی حاضری اور پھر در مصطفیٰ ﷺ کی زیارت ہی واحد مقصد ہے، اور جہاں
تک میرے ابواء شریف جانے کا تعلق ہے تو تمہاری نجدی حکومت مجھے نہ روک
سکتی ہے اور نہ ہی قید کر سکتی ہے۔ کیونکہ جناب آقا ﷺ کے در کے کتے جن کے
گلے میں آپ ﷺ کی غلامی کا پٹہ ہو اسے کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ میرے مالک بہت
بڑے ہیں اور تمہاری حکومت کی کوئی حیثیت نہیں۔۔۔ بس پھر کیا تھا اس نے
ایک "پک اپ" منگوائی اور بتایا کہ اس کا ڈرائیور بھی ابواء کا رہنے والا ہے اور
ساتھ ایک دلیل (گائیڈ) دے دیا جو کہ ابواء کا ہی رہنے والا تھا۔ پھر اس نے
مستورہ واپسی کا کرایہ پوچھا تو اس نے کہا کہ "ستر ریال لوں گا"۔ میں نے دل میں
کہا کہ اگر تو سات سو ریال بھی مانگتا تو دے دیتا۔۔۔ میں اور میری بیوی بیٹھ گئے بلکہ

اس شخص نے ہمیں ٹھنڈے پانی کا ایک کولر بھی دیا۔۔ میری ٹیکسی کا ڈرائیور جسے میں نے کہا کہ تم اس کو ستر ریال ادا کرو، پھر اڑ گیا کہ میں کیوں دوں؟ میں تمہارے آنے تک انتظار بھی تو کروں گا۔ یہ تو ویسے ہی میں نے ڈرائیور کو کہہ دیا، ورنہ دل سے میں جتنا خوش تھا۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔۔ مستورہ سے مشرق کی طرف کوئی اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ابواء شریف ہے۔ یہ پہلے والے راستہ پر ہے۔ چنانچہ میں نے گھڑی کا وقت اور مائیلو میٹر نوٹ کر لیا اور چل پڑے۔ پکی سڑک سے جب مشرق کی طرف اترے تو دیکھا کہ کچے راستے ہیں اور ساتھ ساتھ متوازی کئی راستے چل رہے ہیں۔ یہاں سے کوئی بھی اگر غلط راستے پر پڑ جاتا تو ابواء کے بجائے کہیں اور جا نکلتا۔ لیکن یہ دونوں آدمی ان سب راستوں میں سے اسی راستے پر چلتے رہے جو سیدھا ابواء کی طرف جا رہا تھا۔ ریت کی وجہ سے اتر کر دھکے بھی لگانے پڑے۔ یہاں آ کے میں نے سوچا کہ ٹیکسی ڈرائیور کی شیورلیٹ گاڑی اس ریت کے دریا کو عبور نہ کر سکتی اور ہو سکتا ہے ایک دو میل آ کر وہ واپس مڑ جاتا۔ اور پھر ہم کبھی ابواء شریف نہ پہنچ پاتے۔ گویا ٹیکسی ڈرائیور کا مکر جانا بھی حکمت سے خالی نہ تھا۔۔ بہر حال آہستہ آہستہ چلتے چلتے میرے اندازے کے مطابق اب وہ مقام نزدیک آ رہا تھا جس کے لیے میں نے ہزاروں میل کا سفر طے کیا تھا کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہو، کہ میں آقا ﷺ کے در کی قدم بوسی سے پہلے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے آستان عالی پر حاضری دوں۔ راستے میں کئی ایک ٹیلے ایسے آئے کہ گمان ہوا کہ یہ جگہ ہی نہ ہو۔ مگر بالآخر وہ پہاڑی آ گئی جس کے اوپر حضرت سیدہ کائنات رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر انور ہے۔ گاڑی پہاڑی کے دامن میں روک کر ہم اترے۔ میں بالکل بے خود تھا اگرچہ کیفیات قلمبند نہیں ہو

سکتیں، صرف محسوس ہی ہو سکتی ہیں۔ بس یہی کہ پل بھر میں قبر اقدس کے پاس پہنچ جاؤں۔ سیدھا عمودی پہاڑی پر چڑھنا شروع کر دیا۔ مجھے میری بیوی نے پکڑا اور کہا کہ راستہ تو ادھر ہے۔ پگڈنڈی پہاڑی کے گرد گھومتی ہوئی۔۔۔ میں نے کہا کہ اگر میرے سامنے کنواں بھی ہوتا تو میں اسے ایک ہی چھلانگ سے عبور کر کے اور پہاڑی پر چڑھ جاتا۔۔ بہر حال پگڈنڈی کے راستے پر بھی کوئی ایسی قوت مجھے اتنی تیزی سے اوپر لے گئی کہ میری بیوی اور پھر ان کے پیچھے ڈرائیور اور دلیل کم از کم پندرہ منٹ بعد پہنچے جنہیں میں اوپر سے دیکھ رہا تھا۔ شاید یہ آقا ﷺ کا کرم تھا کہ میں تنہائی میں اپنی فریاد آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بتا سکوں۔ جب کہ کوئی پاس نہ ہو حتی کہ میری بیوی بھی۔۔۔ قبر مبارک کے پاس پہنچ کر سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہوں، کیسے کہوں۔۔۔ بس دل کہتا کہ آقا ﷺ تو دیکھ ہی رہے ہیں۔۔ اور میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر انور کی زیارت کو کیوں آیا ہوں، یہ بھی جانتے ہیں۔۔ پھر جب میری بیوی بھی پہنچی تو ہم نے مل کر دعا کی۔۔ قبر کی حالت زار دیکھ کر دکھ کے آنسو روئے۔ کہ یہ ان اندھے نجدیوں نے اس ہستی کی قبر اقدس کی حالت بنا رکھی ہے جو کہ آقائے کل جہاں ﷺ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ پھر میرا ذہن تاریخ کے ان اوراق میں گم ہو گیا۔۔ اور وہی نقشہ سامنے آ گیا کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ برس ہی تھی۔ جب والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ آپ ﷺ یہیں کہیں بیٹھے ہوں گے۔۔۔ پھر اس کے بعد جب ایک دفعہ آپ ﷺ کو ماں کی ممتا کی یاد بحکم الہی وہاں لے گئی اور والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالی عنہا کی محبت نے رلایا۔ بس دل بہت رویا۔ کہ میرے آقا ﷺ اسی جگہ کھڑے ہوں گے یا یہیں کہیں بیٹھے

ہوں گے۔۔۔ ادھر سے اترے ہوں گے۔۔۔ ان ہی خیالوں میں گم ادھر ادھر دیکھتا رہا کہ ڈرائیور اور دلیل نے پکارا کہ اب چلو۔ کیونکہ تم نے "خمسہ دقیقہ" کا ہی وعدہ کیا تھا۔ میں نے ہاں کہا اور پھر میں اور میری بیوی واپس چل پڑے۔ پہاڑی سے نیچے اتر کر آخری نگاہ ڈالی اور گاڑی میں بیٹھ کر واپس سفر شروع کیا۔۔۔ دل کی دھڑکن بہت تیز تھی اور دل آواز دے رہا تھا کہ یہ سب کچھ آقا ﷺ دیکھ رہے ہیں اور ان شاء اللہ منظوری ہو جائے گی۔۔۔ اور منظوری کیوں نہ ہو وہ تو ہیں ہی چارہ گر، بندہ نواز، غریب پرور، پناہ گاہ عالم جناب رحمۃ للعالمین ﷺ۔۔ بس آدھ گھنٹے میں واپس مستورہ پہنچ گئے۔ اس بندے کا شکریہ ادا کیا۔ میرا ٹیکسی ڈرائیور منتظر تھا۔ جب ہم نے پورے سفر کا بیان کیا تو وہ حیران رہ گیا کیونکہ اس کے خیال میں یہ ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ وہاں نماز ظہر ادا کی اور ٹیکسی بدر کی طرف چل پڑی۔۔۔ میدان جنگ کا جائزہ لیا۔ فوجی ہونے کے ناطے جنگی چالوں کے لحاظ سے دیکھ کہ آج چودہ سو سال پہلے میرے آقا ﷺ نے وہ حکمت عملی اپنائی جو آج، کل جنگ کے اصولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس سے پہلے حج کے موقع پر یہاں سے گزرتے ہوئے بہت تھوڑا وقت ملا تھا۔ اور صرف دور سے ہی طائرانہ نظر سے میدان جنگ دیکھا تھا۔ پھر اس کے بعد ٹیکسی مدینہ منورہ کی طرف چل پڑی۔۔ ڈرائیور کو میں نے کہا کہ عصر میں نے آپ ﷺ کے قدموں میں پڑنی ہے، چنانچہ اس نے گاڑی خوب تیز دوڑائی اور پھر دوسری بار۔ مسجد نبوی کے گنبد دور سے نظر نواز ہوئے۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔۔ میری بیوی چونکہ اس دفعہ پہلی بار جا رہی تھی۔۔ اس کا عجیب عالم تھا۔ آنکھیں آنسوؤں سے جھل تھل۔۔ یہ چونکہ ۱۹۷۹ء کی بات ہے اس لئے باب مجیدی کے نزدیک سڑک پر اتر گئے۔

سامان ایک ہوٹل میں رکھا اور جلدی جلدی سوئے محبوب ﷺ چلے۔۔ جب تحیۃ المسجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد میں سلام پیش کرنے مواجہ شریف کے سامنے کھڑا ہوا تو دل نے گواہی دی کہ سرکار ﷺ! کتنے خوش ہوں گے کہ یہ ابواء شریف سے آپ کی والدہ ماجدی سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قدم بوسی کر کے آیا ہے۔۔۔ آنکھوں نے آنسو بہا کر دل کی گواہی کی تصدیق کر دی۔۔۔۔۔۔ جس نے میری سرکار کو دیکھا دیوانہ ہوا۔

دوسری زیارت

مدینہ منورہ۔۔ جمعۃ المبارک۔۔ بعد نماز فجر ۲۰ اپریل ۱۹۷۹ء

۱۔ مدینہ منورہ میں آئے ہوئے ہر لحہ محبوب ﷺ کے در عالی پر گزر رہا تھا۔ مدینہ کی ہوائیں جسم کو مس کرتیں تو محسوس ہوتا کہ میرے آقا ﷺ کے جسم اقدس کو بھی چھوا ہوگا۔ مسجد نبوی میں آتے ہی ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے آپ ﷺ کے رحمت کے سائے میں آ گئے ہیں اور ایک طرح تحفظ کا احساس ہوتا۔ روزانہ علی الصبح کا معمول یہ تھا کہ میں کوئی ڈھائی پونے تین بجے اٹھتا اور باب جبریل کے باہر آکر در اقدس پر بیٹھ جاتا۔ پھر تہجد کی اذان ہوتی تو دروازے کھلتے اور اندر جاتا۔۔ محبوب ﷺ نے کرم نوازی کی۔ ایک گنہ گار، روسیاہ، مفلس و لاچار کو پھر اپنی رحمت سے نوازا۔ فجر کی نماز ادا کر کے واپس ہوٹل میں کمرے میں جا کر سو گیا۔ فجر کے بعد سونا بھی معمول بنا ہوا ہے کہ ہر دفعہ محبوب کے دیدار کی تمنا ہوتی ہے۔ خواب میں دیکھتا ہوں ایک نہایت ہی حسین باغ ہے۔ ذرا دور دیکھتا ہوں تو ایک خاندان کے افراد نظر آ رہے ہیں۔ دل کہتا ہے کہ وہ دیکھو امام حسن اور امام

حسین ہیں۔ پھر جیسے کوئی کہتا ہے کہ سرکار ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ میرے بالکل قریب پہنچے ہیں تو بتقاضائے ادب گھٹنوں کے بل ہاتھ بھی زمین پر رکھ دیتا ہوں۔ بہت ہی کم فاصلے سے پاس سے گزرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک آدھی نیچے پاؤں کی طرف نظر آتی ہے۔ جسم میں ایک بجلی کی طرح کرنٹ لگتا ہے کہ جسم کانپ جاتا ہے۔ پھر مواجہ شریف کی طرف والے پردے سامنے نظر آتے ہیں تو دل سے آواز نکلتی ہے "ہو بہو وہی" اور پھر فوراً کہتا ہوں "جو حضور پاک ﷺ کو نور نہیں مانتے وہ کافر ہیں" اس لمحے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس سے گزر کر ذرا دور تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ اور میں پھر اٹھتا ہوں اور آپ ﷺ کی تلاش میں پیچھے کو مڑتا ہوں تاکہ جہاں آپ ﷺ بیٹھے ہیں وہاں جاکر قدم بوسی کروں۔ جو الفاظ منہ سے نکلے وہ میرے لیے سند بن گئے۔ کیونکہ ان کے ساتھ عقیدے کی وابستگی ہے۔ اپنی تقریروں میں میں نے بطور سند پیش کیا۔ ویسے میں صاف صاف بتا دوں اس وقت مجھے نورانیت کے متعلق کچھ پتا نہ تھا۔

۲۔ آپ ﷺ اب ایسے تشریف فرما ہیں کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک یعنی دونوں پاؤں آگے ہیں جیسے کوئی پیڑھی یا چوکی پر اس طرح بیٹھے کہ گھٹنے کھڑے کرے تو دونوں پاؤں آگے سیدھے ہوں۔۔۔۔

میں واپس آکر جب آپ ﷺ کو بیٹھتے دیکھتا ہوں تو پھر لیٹ کر رینگنا شروع کر دیتا ہوں اور آپ ﷺ کی جانب بڑھتا ہوں۔ چل کر اس لیے نہیں گیا کہ یہ سوئے ادب ہے۔ جب میں پاؤں مبارک کے پاس پہنچ جاتا ہوں تو رونا شروع کر دیتا ہوں اور میرے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں "میں کافروں سے جنگ کرنا چاہتا

ہوں۔ میں کرنل ہوں کس کام کا" میں روتے روتے جب یہ الفاظ بولتا ہوں تو اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے بالکل سامنے ایک عورت ہے جو کہ ماں کا Symbol (تمثیل) ہے۔ اور وہ میرے وہی الفاظ جو میں نے قبر مبارک پہ کہے تھے دہرا کر ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر کے حضور پاک ﷺ سے جیسے کہہ رہی ہوں کہ "یہ کافروں سے جنگ کرنا چاہتا ہے۔ یہ کہتا ہے میں کرنل ہوں کس کام کا" یہ الفاظ ان کے منہ سے سن کر میں پھر اونچی آواز میں رونا شروع کر دیتا ہوں جیسے میری سفارش ہو رہی ہے۔ پھر اس کے ساتھ میں اپنا سر آپ ﷺ کے قدمین شریفین میں اس طرح رکھ دیتا ہوں کہ میری بائیں رخسار قدمین مبارک پر ہے اور آنکھیں آپ ﷺ کی نورانی پنڈلیوں کو دیکھ رہی ہیں، مگر نور دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔۔۔ پھر جیسے آپ ﷺ میرے سر کو قدمین مبارک سے اٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں "سات دن" ۔۔۔۔ پھر تھوڑا سا وقفہ ۔۔۔۔ نماز پڑھا کرو۔ اچھا۔۔۔ اس کے بعد میں واپسی پہلے کی طرح رینگ کر کرتا ہوں، کھڑا نہیں ہوتا کہ بے ادبی نہ ہو جائے۔ رینگنا بھی اس طرح کہ میرے پاؤں پیچھے ہی رہیں (جیسے Reverse کریں)۔ دل بہت خوش و خرم کہ اب سفارش ہو گئی ہے۔ پھر کھڑا ہوتا ہوں تو میری بیوی میری منتظر ہوتی ہے۔ پھر ہم چلے جاتے ہیں، اچانک جاگ کھل جاتی ہے۔ روحانی خوشی اور سفارش والی بات کی وجہ سے آپ ﷺ کی ذرہ نوازی مجھے ایک ایسے عالم میں غرق کر دیتی ہے کہ اپنے پہ یقین ہی نہیں آتا کہ تم اتنے خوش قسمت ہو کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر مبارک کی زیارت کر کے وہاں سے سفارش کروا کے آئے ہو تو آپ ﷺ اپنی والدہ محترمہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا

کی بات تو نہیں موڑیں گے۔ وہ تو ہیں رحمت کون و مکاں اور جان جہاں ﷺ۔ دشمنوں نے بھی رحمت کا فیض پایا اور اب تو یہاں سفارش کو کیسے موڑ سکتے ہیں۔۔۔ بس ایک نشہ سا چھایا رہتا۔ چاہے میں اپنے کمرے میں ہوتا یا مسجد نبوی شریف میں۔۔۔۔ خواب کے وہ الفاظ جو آپ ﷺ نے فرمائے یعنی کہ "سات دن" ان پر غور کرتا تو بس کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس وقت بھی اور آج تک اس سات دن والی بات کیا ہے؟ یہ غور کرتا رہتا ہوں۔ یہ تو میرے آقا ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔۔۔۔۔

آپ ﷺ شاہد ہیں

اس خواب میں آپ ﷺ کا یہ فرمانا "نماز پڑھا کرو" "اچھا"۔۔۔ آپ ﷺ کے شاہد ہونے کی دلیل ہے جس کی گواہی میں دیتا ہوں کہ آج سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل جب حج کیا تو یہ پرانا "پاپی من" کچھ حد تک مسلمان ہو گیا۔ "نماز" جس کے متعلق میں نے اپنے زمانہ جاہلیت میں کافی غفلت برتتا تھا حج کے بعد عادت ڈال لی کہ اب نماز نہ چھوٹے۔ مگر پھر بھی کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی نماز گول ہو جاتی۔۔۔۔ (اب قضائیں ادا کرتا رہتا ہوں، گنتی یاد نہیں۔ یقین ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل مجھے ضرور معاف فرمادے گا۔)

اب جبکہ میرے آقا ﷺ نے نماز کی تلقین فرمائی تو بڑی شرمندگی اور ندامت ہوئی، اور دل سے آواز آئی کہ میرے آقا ﷺ تمہارا سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔

نورانیت کی سند

اس وقت میرے منہ سے جو الفاظ نکلے "جو آپ ﷺ کو نور نہیں مانتے وہ کافر ہیں" میرے لیے سند ہیں کیونکہ اس خواب کے بعد اپنی تقاریر میں، میں نے اس سند کو پیش کیا۔ اس کے بعد بھی آپ ﷺ کرم نوازیاں فرماتے رہے اور فرما رہے ہیں مگر یہ نہیں کہا کہ یہ الفاظ نہ کہا کرو۔ بلکہ اور دوست جو عشق مصطفیٰ ﷺ میں اپنی مثال آپ ہیں، کے مشاہدے میں (جو اس نے اس وقت کیا جب میں ۱۹۸۴ء میں تیسری مرتبہ بلایا گیا اور مجھے لکھ کر دیا) کہ آپ ﷺ مجھے فرمارہے ہیں کہ "تمہاری تقاریر مجھے پسند ہیں اور ہمارے ہوتے ہوئے تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں"۔

قارئین کرام!

۱۔ مجھ جیسے گنہ گاروں کے لیے ایسی مبشرات ہی سعادت ہوتے ہیں ورنہ ہم جیسے لوگ یہ دعوی تو کر ہی نہیں سکتے کہ عبادات و مجاہدات کریں اور منازل طے کرلیں۔

۲۔ جناب رسول خدا ﷺ چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اس لیے مجھ جیسے گنہ گاروں پر کرم کرنا کوئی حیرت کی بات نہیں۔

۳۔ آپ ﷺ حیات ہیں، اس لیے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حیات ہیں (اور میں تو کسی کتاب کے حوالے کا پابند نہیں کیونکہ میں نے تو خود دیکھا ہے کہ میری سفارش ہو رہی ہے۔)

۴۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات آپ کے ایمان کی دلیل

ہے۔۔۔۔ مومن ہی حیات ہوتے ہیں۔

۵۔ رہی بات نجدی بدبختوں کی تو یہ چونکہ خود مر کر مٹی ہو جاتے ہیں اس لیے انہیں اس بات کا شعور ہی نہیں۔۔۔ بس یہ ان کی بدبخت ہے۔۔ کم عقلی ہے کہ جناب سرور کون و مکان ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے ایسے بدعقائد رکھتے ہیں۔

نجدیوں کا اسلام

۱۔ قومی بیت المال کو ذاتی ملکیت سمجھو۔

۲۔ قومی بیت المال کا سرمایہ عیاشیوں پر صرف کرو۔

۳۔ بیت المال سے ذاتی محلات اور پلازے بناؤ۔

چونکہ حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ نجدیوں کے قبضے میں ہے اس لیے بیرونی دنیا کے غیر مسلم اور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی صحیح مثال یہاں ملتی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

یہ کونسا اسلام ہے کہ :

۱۔ بیت المال کی دولت کو ذاتی مصرف میں لایا جائے۔ نجدی شہزادوں کے پلازے اور محلات مختلف شہروں میں اور یورپ وامریکہ میں جائیدادیں بیت المال کے سرمائے سے بنائی جائیں۔

۲۔ بلد الامین مکہ مکرمہ بھی ان کی خباثتوں سے محفوظ نہ رہے۔ بیت اللہ شریف سے بلند پہاڑیوں کو کاٹ کر بیت المال سے محلات بنائے جائیں، ڈشز لگوائی جائیں تاکہ دنیا بھر کے T.V اسٹیشنوں سے لطف اندوز ہوا جائے۔ آج کل محل کے اوپر بیت اللہ شریف کی طرف دیواریں بنادی گئی ہیں تاکہ ڈشیں نظر نہ آئیں۔

۳۔ دیار رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ کے باہر پہاڑی کی چوٹی کاٹ کر فرمانروا کا محل ہے جہاں عیاشی کا سامان موجود ہے۔

۴۔ جدہ کے ساحل پر تاحد نظر فرمانروا فہد کا محل بنا ہوا ہے۔

۵۔ اسی طرح دیگر شہروں میں محلات اور پلازے بیت المال سے بنیں۔

۶۔ نجدیوں کی داڑھی۔ فرنچ کٹ ہے۔ قادیانی لوگوں کا اسٹائل شریعت کی رو سے حرام اور فسق ہے۔

مجدی علماء سے سوالات

اللہ تعالیٰ کے واسطے سے یہ بتاؤ کہ یہ کیسا اسلام ہے

ا۔ کیا اسلام میں بیت المال میں خیانت جائز ہے ؟

۲۔ کیا بیت المال حکام کی ذاتی ملکیت ہوتا ہے کہ اس سے بے انتہاء مہنگے متعدد محلات بنائیں۔

۳۔ کیا ایسا طرز زندگی یہود و نصاریٰ کے بادشاہوں کا نہیں۔

۴۔ کیا خلفائے راشدین کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ بیت المال کو ذاتی ملکیت سمجھا جائے۔ کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کرتے تھے ؟

۵۔ کیا رسول کریم ﷺ کی سنت مبارک یعنی داڑھی (ریش) ایسی تھی جیسی کہ ان مجدی حکمرانوں کی ہے ؟اور کیا یہ سنت نبوی کی توہین نہیں ؟

٦۔ کیا قادیانیوں کی داڑھیاں ایسی نہیں ہیں ؟(یعنی فرنچ کٹ)

۷۔ دوسرے معاملات میں شرک وبدعت کا فتویٰ دیتے وقت فوراً یہ بات دلیل بناتے ہو کہ صحابہ کرام سے تو یہ عمل ثابت نہیں۔۔۔

اگر آپ جانتے ہیں بلکہ یقیناً ضرور جانتے ہیں کہ صحابہ کرام کا طرز زندگی ایسا نہ تھا تو پھر یہاں تمہارا علم کہاں گیا؟ یہاں تم فتویٰ کیوں نہیں دیتے ؟ یہ اسلام میں نہیں ہے۔

۸۔ امریکن فوجی مملکت سعودی عرب کی زمین پر دندناتے پھر رہے ہیں، وہ شراب سؤر کا گوشت کھا پی رہے ہیں اور شب و روز زنا کے مرتکب رہتے ہیں۔۔۔۔ کیا کبھی ان حرام زدگیوں کے خلاف فتوی دیا۔۔ ؟کیا کبھی ان سیاہ کاریوں کے خلاف بھی تمہاری زبان کھلی۔۔ ؟

بولو۔۔۔ بولو۔۔۔ اب چپ کیوں ہو ؟

اہل اسلام پر شرک وبدعت کے گولے داغنے کے لیے جو توپیں تم نے نصب کر رکھی ہیں۔۔۔۔ ان کا ایک گولہ ان کی طرف پھینکنے کی جرأت کرو۔۔۔ ؟اگر ایسا نہیں کرو گے۔۔۔ اور یقیناً ایسا نہیں کرو گے۔۔ تو پھر کس شریعت کے تم پرچار کر ہو ؟ تمہاری اپنی ہی شریعت ہو گی۔۔۔ جناب رسول خدا ﷺ کی نہیں۔۔۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

۱۰۔ امریکہ کہتا ہے کہ اس نے سعودی مملکت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہوئی ہے۔۔۔۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ مومنین کی شان بیان کرتا ہے :

و عشرون صابرون یغلبوا مائتین۔

یعنی بیس صبر کرنے والے دوصد کفار پر غالب رہیں۔۔۔ وہ دو صد کون لوگ ہیں ؟

باب۔ ۳

نجدیوں کا تعارف

ا۔ شیطان کے سینگ (قرن الشیطان) کے فتنوں کا علم صاحب کلی علم غیب نے ۱۴ سو سال پہلے بتادیا :

آپ ﷺ نے فرمایا :

إني أخشى عليكم أهل نجد

۲۔ بیشک میں تم پر اہل نجد سے خوف محسوس کرتا ہوں۔ کیوں۔۔۔ ؟

ا۔ اپنے دل سے پوچھو۔

۲۔ رسول کریم ﷺ جانتے ہیں کہ صدیوں بعد یہ نجدی کام کریں گے جو وہ اب واقعی کر رہے ہیں۔ یعنی اہل ایمان کے دلوں سے جذبۂ حب رسول کریم ﷺ ختم کرنے کے لیے یہود و نصاریٰ کے منصوبوں کو ان کے ہاتھوں میں آلہ کار بن کر پورا کر رہے ہیں۔

فتنہ قرن الشیطان کا علم

دلوں پر فتنے (مشکوۃ شریف ج ۷، فتنوں کا باب)

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دلوں پر فتنے پیش آئیں گے جیسے چٹائی کا ایک ریگ جو دل فتنے پلا دیا گا اس میں سیاہ دھبہ پیدا کر دیں گے اور جو دل انہیں برا سمجھے اس میں سفید داغ پیدا ہو جائے گا، حتی کہ لوگ دو قسم کے دلوں پر ہو جائیں گے۔ آج کل بھی لوگ دو قسم کے دلوں پر ہیں۔ ایک عشاق رسول ﷺ اور دوسرے گستاخان رسول ﷺ۔

فتنوں کی بارش

جناب آقا ﷺ نے فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ میں فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں کے درمیان بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

فتنوں کے زمانے میں عبادت

جناب سید عالم ﷺ نے فرمایا:

"فتنوں کے زمانے میں عبادت ایسے ہے جیسے میری طرف ہجرت"۔

فتنوں کی تعداد

جناب سرور کون ومکان ﷺ نے فرمایا:

دنیا ختم ہونے تک تین سو یا کچھ زیادہ فتنے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے نام بتا دیئے، ان کے باپ اور قبیلہ کا نام، بے دین عالم، گمراہ گر پیشوا اور جھوٹے مدعیان نبوت"۔

صبح مومن، شام کو کافر:

صاحب کلی علم غیب ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے آگے بہت فتنے ہیں، اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ان میں آدمی صبح کو مومن ہو گا اور شام کو کافر۔۔اور شام کو مومن ہو گا، صبح کو کافر"۔

نجد سے شیطانی گروہ

عن جابر قال، قال رسول الله ﷺ غلظ القلوب و الجفاء في المشرق و الايمان في أهل الحجاز رواه مسلم.

عن ابن عمر قال، قال النبي ﷺ

اللهم بارك لنا في شامنا، اللهم بارك لنا في يمننا.

قالوا: يارسول الله! و في نجدنا؟

قال اللهم بارك لنا في شامنا، اللهم بارك لنا في يمننا.

قالوا: يارسول الله! و في نجدنا؟

فاظنه قال في الثالثة هناك الزلازل و الفتن و بها يطلع قرن

الشیطن.

(بخاری، مشکوٰۃ ج ۸، ص ۵۷۹)

حضرت جابر راوی۔ کہتے ہیں :

جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا :

کہ دلوں کی سختی اور ظلم مشرق میں ہے اور ایمان حجازوالوں میں ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں :

جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

الہی ! ہمارے شام میں برکت دے۔ الہی ہمارے یمن میں برکت دے۔

لوگوں نے عرض کیا :

یارسول اللہ ! اور ہمارے نجد میں ؟

فرمایا :

اے ہمارے پروردگار ! ہمارے شام میں برکت دے ، ہمارے یمن کو برکات سے مالامال فرما۔

لوگوں نے عرض کیا :

یارسول اللہ ! اور ہمارے نجد میں ؟

میرا (راوی) خیال ہے

تیسری بار فرمایا :

کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطانی گروہ نکلے گا۔

إني أخشى عليكم أهل نجد

فرمان رسول اللہ ﷺ۔ مجھے تم پر اہل نجد سے خدشہ ہے۔)

صفر ۴ ہجری میں بئر معونہ کی اس جماعت کے متعلق جو اہل نجد میں بھیجی گئی۔

مختصر واقعہ یوں ہے :

ابو براء عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ وہ اسلام تو نہ لایا مگر اسلام سے بعد کا بھی اظہار نہ کیا۔ اس نے کہا یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اگر آپ اپنے رفقاء میں سے کچھ لوگوں کو اہل نجد میں بھیج دیں اور وہ وہاں آپ ﷺ کا پیغام پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ اہل نجد آپ ﷺ کے پیغام پر ضرور لبیک کہیں گے اور پھر آپ ﷺ نے یہی الفاظ کہے۔ اس پر ابو براء نے کہا میں ان کا ہمسایہ رہوں گا۔ مگر بعد کے واقعات میں عامر بن طفیل کے فریب سے یہ جماعت شہید کر دی گئی۔ ان میں عامر بن فہیرہ بھی تھے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے ، ان کا جسد نہ ملا تھا۔ تو "صاحب کلی علم غیب" نے مدینہ منورہ میں بتادیا کہ ان کو ملائکہ نے اٹھالیا ہے۔۔۔

چنانچہ یہ اہل نجد میں جن کے متعلق آپ ﷺ نے اپنے خدشے کا اظہار فرمایا کہ وہ دھوکہ باز ہیں اور یاد رکھو مومن دھوکہ باز نہیں ہوتا۔

گمراہ کرنے والے پیشوا (مولوی) :۔

و عن ثوبان قال، قال رسول الله ﷺ إنما أخاف على أمتي الأئمة المضلين۔

روایت ہے حضرت ثوبان سے :

جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

مجھے اپنی امت پر گمراہ گر پیشواؤں کا خوف ہے۔

(مشکوٰۃ ج ۷، ص ۲۰۳)

اس سے اوپر بیان ہوا۔ اہل نجد سے خوف کرتا ہوں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو صاحب کلی علم غیب نے چودہ صدیاں پہلے بیان فرمادیں۔ یہ گمراہ کرنے والے مولوی یقیناً شیطان کے گروہ سے ہوں گے۔ یہ ایک عقلی دلیل ہے۔ اور جو اس گروہ میں شامل ہیں انہیں قرآن حکیم نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ مطلب ہوا کہ گمراہ گر پیشوا عبد الطاغوت ہیں اور اس لیے نتیجہ یہ نکلا کہ آقا ﷺ کی شان اقدس میں نکتہ چینی کرنے والے ہی گمراہ گر پیشوا ہیں۔ چاہے یہ دنیا کے کسی حصے میں ہی ہوں۔ ان کی تعلیمات پر عمل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ پھر گمراہی مقدر بن جاتی ہے اور سیدھی جہنم میں لے جاتی ہے۔ ایسے مولویوں سے بچو جن کا کام یہ ہے کہ نجدی تعلیمات پھیلائیں۔ ان کے جثے کو دیکھ کر تعجب میں نہ پڑو کیونکہ یہ سب لباس خضر میں رہزن ہیں۔

(نجدیوں کا جد امجد) گھنی داڑھی، سر منڈا ہوا:

روایت ہے کہ ایک شخص آیا: دھنسی ہوئی آنکھیں، ابھری پیشانی، گھنی داڑھی اونچی کنپٹی والا، سر منڈا۔ وہ بولا اے محمد (ﷺ) اللہ سے ڈرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور کون کرے گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ زمین والوں پر امین بنائے اور تم مجھے امین نہ بناؤ۔ ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ جب وہ چلا گیا تو حضور ﷺ

نے فرمایا کہ اس کی پشت سے ایک قوم ہو گی جو قرآن پڑھے گی۔ قرآن ان کے گلے سے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

آج کے دور میں "صاحب کلی علم غیب" کی باتیں سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ خوارج، وہابی، دیوبندی، قرآن کریم پر بہت زور دیتے ہیں۔ سب کو قرآن مجید کے نام پر اپنی طرف بلاتے ہیں۔ نجدی بھی یہی کر رہے ہیں۔

نجدی علما کی قرآن پاک کا بے ادبی کرنا
اور قرآن میں اپنی رائے داخل کرنا

(مشکوٰۃ ج ا باب العلم)

جناب سرور کون ومکاں، شفیع عاصیاں، چارہ ساز بے کساں ﷺ نے فرمایا جو قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ سے بنائے۔ دوسری روایت ہے کہ جو قرآن میں بغیر علم کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ سے بنائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔

بے علم مولوی کے فتوے :۔(مشکوٰۃ ج ا باب العلم)

جناب آقا ﷺ نے فرمایا جو بے علم فتوے دے اس کا گناہ فتویٰ لینے والے پر ہے۔ آج کل کے دور میں بے علم، جاہل مولویوں کی بہتات ہے۔ اپنے ناموں کے ساتھ مفتی تو مفت میں لگا لیتے ہیں۔ ایسی ایسی کتابیں لکھتے کہ پڑھنے والا حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ بے علم ہونے کی وجہ سے اپنا ایمان تو وہ گنوا بیٹھتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ دیگر مسلمانوں کو بھی گمراہ کر کے اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائیں گے۔ انہون نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ان مین ایک کتاب بنام "تقویۃ الایمان" جو کہ حقیقت میں "تفویۃ الایمان" یعنی ایمان برباد کرنے والی کتاب ایک درخشاں مثال ہے۔ ایسے بے علم، جاہل کہ جس نے قرآن کا مطالعہ کیا نہ حدیث کا۔ یہ کتاب اس کی ذاتی رائے، فتوؤں اور ایمان سوز عبارات سے بھری پڑی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے (برے علماء)

عن الأحوص ابن حکیم عن أبیه قال:

سأل رجل النبي ﷺ عن الشر۔

فقال: لاتسألونی عن الشر و سلونی عن الخیر، یقولها ثلاثا

ثم قال:

ألاإن شر الشر شرر العلماء و إن خیر الخیر خیار العلماء

حضرت احوص بن حکیم سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

کسی نے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے برائی کے بابت پوچھا۔ تو فرمایا مجھ سے برائی کی بابت نہ پوچھو۔ خیر کے متعلق پوچھو۔ پھر فرمایا آگاہ رہو کہ بدترین شیر یر برے علماء ہیں۔ اور اچھوں سے اچھے بہترین علماء ہیں۔

اسلام کو ڈھانے والے (نجدی علماء)

یہ بدترین علماء ہیں۔ اسلام کو عالم کی لغزش، منافق کا قرآن میں جھگڑنا اور گمراہ کن سرداروں کی حکومت تباہ کرے گی۔ عالم کے بگڑنے سے جہاں بگڑ جاتا ہے اور عالم کے سنبھلنے سے جہاں سنبھل جاتا ہے۔ عالم مسلمانوں کے جہاز کا کپتان ہے۔ ترے گا تو سب کو لے کر اور ڈوبے گا تو سب کو لے کر۔ آج جتنے فرقے مسلمانوں میں بنے ہیں وہ سب علماء سو کی مہربانی ہے۔ مدتوں سے یہ ہوتا آیا ہے کہ

اہل اقتدار کو خوش کرنے کے لیے اور کچھ ذاتی مفادات حاصل کرنے کے لئے علماء سو کی ایک جماعت سرکاری مولوی صاحبان کی صورت میں رہی۔ یہی وہ علماء سو ہیں جنہوں نے اسلام کو ڈھا دیا۔ جناب آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی قوم کی قسمت دو طبقوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ ایک امرء اور دوسرے علماء۔ اگر امراء اللہ تعالی کے قرآن ورسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف چلیں تو ان علماء کی جماعت پر لازم ہے کہ امراء کی رہنمائی کریں۔ مگر آج کل تو ان علماء سو اور ان امراء کا ساتھ ایک ہو گیا ہے۔ ہر غیر اسلامی چیز کو جائز قرار دے رہے ہیں۔ خدا کی پناہ۔

عالم کی لغزش (آج کل کی دین فروشی ہے)

عالم کی لغزش سے مراد ان کا فسق وفجور میں مبتلا ہو جانا ہے اور دوسری بات جو آج کل عام ہے اسے آسان الفاظ میں دین فروشی کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ تقریروں کے ریٹ مقرر ہیں، کم پیسے ملنے پر اظہار ناراضگی ہوتا ہے۔ تقاریر میں علم کی بات کم اور لوگوں کو خوش کرنے (تاکہ روپے پیسے زیادہ ملیں) خود ساختہ قصے سنائے جاتے ہیں۔ اپنی جھوٹی شان اور تاثر بتانے کے لیے چیلے قسم کے ان پڑھ لوگ رکھے ہوتے ہیں جن کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ مقرر عالم کی نمود اور جھوٹی تقریروں پر واہ واہ کے ترانے گائیں۔ ویڈیو فلمیں بن رہی ہیں۔ کیا یہ ریاکاری نہیں۔ یہیں سے "عالم" لغزش کھا گیا ہے۔ زیادہ تر بے دین علماء غلط مسئلے بیان کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں اپنی رائے سے جو چاہیں کہیں۔ جب ایسی باتیں آئیں تو سمجھ کو کہ قیامت قریب ہے۔

قرآن پاک کی رو سے نجدی منافقین ہیں

تعارف

اس کا مادہ نفقة ہے یا نافقاء بھی ہے۔ گوہ کا بھٹ جس کے دو منہ ہوتے ہیں۔ ایک دہانے سے گوہ داخل ہوتی ہے اور شکاری اس سوراخ کی طرف متوجہ ہوتا تو دوسرے سوراخ سے باہر نکل جاتی ہے۔ منافقت اور نفاق اصطلاح قرآنی میں اسی دورخی کا نام ہے، بظاہر آدمی زبان سے مومن ہونے کا اقرار کرتا ہے اور دکھاوے کی نمازیں بھی پڑھتا ہے لیکن دل میں کافر رہتا ہے۔ ایسے آدمی کو "عرف شریعت" میں منافق کہا جاتا ہے۔ (نجدی کی شکل دیکھیں)

دوسری صورت یہ ہے کہ عقیدہ مومنانہ ہو اور عمل کافرانہ۔ تو ایسے آدمی کو فاسق کہا جاتا ہے۔ نفقہ کے لغوی معنی خرچ ہو جانے یا ختم ہو جانے کے ہیں، اسی لیے منافق کا ایمان ختم ہو جاتا ہے اور منافق کہلاتا ہے۔ قرآن حکیم میں منافق کا لفظ ۳۸ دفعہ مختلف آیات میں آیا ہے۔ ایک مکمل سورۃ المنافقون ہے۔ اس کے علاوہ سورۃ توبہ میں ان کا بڑی تفصیل سے ذکر ہے اور اللہ تعالی نے اپنے فیصلے صادر کردیئے ہیں۔ انگریزی میں منافقت کو Hypocrisy اور منافق کو Hypo-crite یا Deceiver کہتے ہیں۔ یہ ایک بیماری ہے جس کا ذکر آگے تفصیل سے آئے گا۔ اسی قسم کے اور دوسرے لوگ بھی ہیں جن کی منزل جہنم ہے۔ ان کے متعلق تھوڑا سا تعارف ضروری ہے۔ گمراہ یعنی "الضالین" کا لفظ قرآن میں ۱۹۱ دفعہ آیا ہے اور اس کا مادہ ضل ہے جو چودہ معانی میں استعمال ہوا ہے۔ پھر قرآن پاک میں کافروں کا ذکر لفظ کفر کے ساتھ ۵۳۵ دفعہ آیا۔ پھر فاسقوں کا ذکر (مادہ

فسق) ۵۴ مرتبہ آیا اور پھر ظالموں کا ذکر (مادہ ظلم) ۲۷۹ دفعہ آیا۔ جیسا کہ قرآن نے کہا إن المنافقون هم الفسقون (۹/۶۷) والکفرون هم الظالمون (۲/۲۵۴) وما یکفر بها إلا الفسقون (۲/۹۹) تو معلوم ہوا کہ منافق، فاسق، کافر اور ظالم ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ نجدی ان کا سردار ہے۔

منافق کافر سے بھی بدتر

۱۔ کافر تو کھلے طور پر انکار کر دیتا ہے کسی شک و شبہ میں نہ خود رہتا ہے اور نہ دوسروں کو رکھتا ہے۔ کفار مکہ مکرمہ چونکہ منکر تھے جناب آقا علیہ ﷺ کی رسالت کے۔ اسی لئے صاف طور پر کہتے تھے "لست مرسلا" چلوبات کی تصریح و وضاحت تو ہو گئی بلکہ مقابلہ کے لئے کئی معرکوں میں حملہ آور ہوئے۔ مختصر یہ کہ ان میں دورخی نہ تھی۔ ایک ہی رخ تھا انکار کا۔ چنانچہ وہ کافر ہو کر مرے اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ دوزخ کے سات طبقوں میں سے نیچے سے دوسرا طبقہ ہے اس میں وہ ڈالے جائیں گے۔

۲۔ منافق چونکہ دورخی اختیار کرتا ہے اور دھوکہ دیتا ہے، اس لئے ناقابل بھروسہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں جن منافقین کا ذکر ہے وہ مدینہ میں عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے ہزاروں ساتھیوں کا ہے جو بظاہر زبان سے کلمہ پڑھ کر اسلام لے آئے تھے مگر دل سے تصدیق نہ کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں کفر ہی کفر تھا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا بس ان کی ایک ہی مجبوری تھی۔ انہوں نے کفار کے ساتھ روابط رکھے اور مسلمانوں میں بھی۔ چونکہ بیٹھتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے اور

اس وجہ سے مسلمانوں کے منصوبوں سے آگاہ رہتے تھے، پھر آج دیکھیں نجدی لوگ یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی پر فخر کر رہے ہیں بلکہ امریکہ نے تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہوئی ہے۔ (إنا لله و إنا إليه راجعون)

منافق کی منزل

اللہ تعالیٰ نے اسی دورخی کی بناء پر جو کہ منافق اپنا کر اہل اسلام کو نقصان پہنچاتا ہے، منافق کے لیے جہنم میں سب سے بدترین طبقہ (ساتواں) رکھا ہے۔ یہ کفر و مشرکین کے چھٹے طبقے سے بھی بدتر ہے۔ یہ اس کردار کی سزا ہے جو منافق ادا کرتا ہے اور عقلی دلیل بھی یہی ہے کہ منافق کو کڑی ترین سزا دی جائے کیونکہ وہ اعتماد کو ٹھیس پہنچا کر عظیم ترین نقصان پہنچاتا ہے۔ إن المنافقين لفي الدرك الأسفل من النار (۴/۱۴۵)

منافقین کا ذکر کیوں ضروری ہے

منافقین کے ذکر کی ضرورت ہے بلکہ اچھی تفصیل کے ساتھ منافقین کا پردہ چاک کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں اور تھے جنہوں نے کلمہ طیبہ پڑھا مگر ایمان نہ لائے (دل سے) اور جناب آقا علیہ ﷺ کی ذات اقدس، کمالات، جمالات، جلالات، صفات و معجزات پر نکتہ چینی کر کے انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا اور اپنی منزل جہنم بنا لی۔ موجودہ بے دینی اور بدعقیدگی کے دور میں نجدی لباس خضر میں رہزن کی صورت میں موجود ہیں۔ اور سادہ لوح لوگوں کے

ایمان پر ڈاکے ڈال رہے ہیں۔ ان کی رسول دشمنی بہت عیاں ہے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے گستاخ، قرآن کریم کے باغی اور رسول رحمت ﷺ کی مخالفت میں تمام حدوں کو پار کر گئے ہیں۔

(نجدی) منافق کی پہچان

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کی پہچان دو طرح سے کرائی ہے:

فلعرفتهم بسيمٰهم و لتعرفنهم في لحن القول (۴۷/۳۰)

۱۔ منافقین چہروں سے پہچانے جاتے ہیں کیونکہ ان کے چہروں پر لعنت نظر آتی ہے۔

۲۔ منافقین کے بات کرنے کا انداز نہایت گستاخانہ بلکہ کافرانہ ہوتا ہے۔

ان کی نشانیاں یہ ہیں:

۱۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، کمالات و جمالات، صفات عالیہ اور معجزات پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ علم مبارک پر طعنہ زنی تو اس کا مشغلہ ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا بھی بے ادب ہوتا ہے۔

۳۔ جہاد سے بھاگتا ہے۔

۴۔ دورخی اپنائے ہوتا ہے، اوپر سے لباس خضر اور اندر سے ایمان کا ڈاکو۔

۵۔ نماز سے راہ فرار اختیار کرتا ہے۔

۶۔ جھوٹ عموماً بولتا ہے۔

۷۔ وعدہ خلافی کرتا ہے۔

۸۔ امانت میں خیانت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منافق کو خبیث کہا:

قرآن حکیم میں فرمان الٰہی ہے:

ليميز الله الخبيث من الطيب و يجعل الخبيث بعضه على بعض فيركمه جميعا فيجعله في جهنم أولئك هم الخسرون۔ (۸/۳۷)

ترجمہ:۔ اس لئے کہ اللہ گندے کو ستھرے سے جدا کر دے اور خبیثوں کو اوپر تلے رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے۔ وہی نقصان پانے والے ہیں۔

ما كان الله ليذر المؤمنين على ما أنتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب (۳/۱۷۹)

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پہ چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے۔

اللہ تعالیٰ نے منافق کو "رجس" (پلید) کہا:

اللہ تعالیٰ نے منافقین کا سورہ توبہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ان کے خلاف اپنے فیصلے صادر فرما دیئے ہیں۔ فرمایا:

و أما الذين في قلوبهم مرض فزادتهم رجسا إلى رجسهم۔ (۹/۱۲۵)

اور جن کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی، اس کے ساتھ ساتھ مشرکین کو "نجس" کہا۔ إنما المشرکون نجس (مشرک نرے ناپاک ہیں) "رجس" اور "نجس" یہ ناپاکی پلیدی اور گندگی کے نام ہیں۔ چونکہ کافر اور منافق کی منزل جہنم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نجس اور رجس جیسے القابات سے ان کی موسوم کیا ہے۔

منافق برائی کا حکم دیتا ہے:

فرمان الٰہی ہے:

المنٰفقون و المنٰفقٰت بعضهم من بعض يأمرون بالمنكر و ينهون عن المعروف و يقبضون أيديهم نسوا الله فنسيهم إن المنٰفقين هم الفسقون۔ (۹/۶۷)

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے روکتے ہیں۔ اور اپنی مٹھی بند رکھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ بیٹھے۔ اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔ (نجدی کا مشن یہی ہے)

منافق نیکی سے روکتا ہے:

اس آیت میں خاص بات یہ ہے کہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں۔ آج کل کے بد عقیدگی کے دور میں انہیں پہچاننا مشکل نہیں۔ درود

شریف پڑھنے سے روکیں گے۔ عید میلاد النبی ﷺ منانے سے روکیں گے، بلکہ بڑی خرافات بجتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کو جھٹلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو آیات اپنے محبوب ﷺ کی شان میں اتاریں ان میں اپنی رائے سے غلط مطلب نکالیں گے۔ نجدیوں کی تعلیمات کی بنیاد یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ

وعده الله المنفقين و المنفقت و الكفار نار جهنم خلدين فيها هي بسهم و لعنهم الله ولهم عذاب مقيم (۹/۶۸)

ترجمہ: اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو، کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ ان کے سب و شتم کی وجہ سے ہے، اور ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ منافقین کا انجام بھی کفار کے ساتھ ہی ہے۔

منافقین پر لعنت

اللہ تعالیٰ نے عذاب کے قائم رہنے کے ساتھ ساتھ منافقین پر اپنی لعنت فرمائی ہے۔ چونکہ یہ شیطان کے بندے ہیں (عبدالطاغوت) اور شیطان لعنتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کے اوصاف حمیدہ خصوصا حیاۃ طیبہ، علم مبارک پر نکتہ چینی کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ارشاد آقا ﷺ

عن جابر قال:

سمعت النبي ﷺ يقول:

إن الشيطان قد أيس أن يعبد المصلون في جزيرة العرب ولكن في التحديش بينهم۔

(مسلم ۲-۶-۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں:

شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ مسلمان جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں، البتہ وہ ان کو لڑاتا رہے گا۔

اس حدیث پاک سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ عرب میں مسلمان کبھی شرک نہیں کریں گے۔

۲۔ عرب آپس میں لڑتے رہیں گے۔

لہذا قبروں پر حاضری کو شرک کہنا غلط ہے۔

جو شخص رسول کریم ﷺ کے ارشادات پر ایمان رکھتا ہے، وہ قبروں پر حاضری کو کبھی بھی شرک نہیں مان سکتا۔ عربوں کی ذلت و خواری ہو رہی اور ان کی غیرت و حمیت کا جنازہ نکل گیا ہے اور اس طرح جو ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا سچ ثابت ہو رہا ہے۔

نتیجہ: زیارت قبور شرک نہیں ہے۔

باب۔ ۴

یہود و ہنود کے منصوبے

۱۔ دین اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے مسلمانوں میں سے ہی ایسے عناصر کی سرپرستی کی جو بظاہر متاثر کریں۔

۲۔ سعودی حکمران سب سے زیادہ ان کے لیے کار آمد ہیں کیوں کہ ان کے ظاہر جبّے اور لباس بہت متاثر کرتے ہیں۔

۳۔ مالی وسائل پر معنوی قبضہ کر لیا ہے (امریکہ پورے خلیج پر قابض ہے۔

۴۔ دین اسلام کو ختم کرنے کے لیے نئے مذہب کی ایجاد (وہابیت) سے امت مسلمہ کے سواد اعظم پر حملے تحریری اور تقریری طور پر نجدی علماء کر رہے ہیں۔

دین اسلام کے دشمن

پاکستان کے نامور صحافی جناب حامد میر لکھتے ہیں :

وہ ایک طویل سمندری سفر کے بعد استنبول کی بندرگاہ پر اترا، کافی ذہنی دباؤ کا شکار تھا۔ اس نے ایک بہت بڑی ذمہ داری ادا کرنی تھی۔ یہ ذمہ داری اسے حکومت برطانیہ کی نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے سونپی تھی اور کامیابی کے حصول کے لیے ترکی، فارسی اور عربی زبانوں پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ قرآن و حدیث کی تعلیم بھی ضروری تھی۔ استنبول کی بندرگاہ پر کھڑے اس شخص کا نام ہمفرے تھا جو ۲۸۷ سال قبل ۱۷۱۰ء میں لندن سے استنبول پہنچا۔ اس شخص نے خلافت عثمانیہ کو کمزور کرنے کے لیے مسلمانوں میں فرقہ وارانہ نفرت کو ہوا دینا اور پروان چڑھانا تھا۔ ہمفرے اپنے مقصد میں کامیاب رہا یا نہ رہا اس کا فیصلہ تو تاریخ کرے گی۔ لیکن حکومت برطانیہ کے اس جاسوس نے کئی سال اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے بعد ایک کتاب لکھ ڈالی۔ (اس کتاب میں اس نے عالم اسلام کے خلاف مغرب کی سازشوں کا تجزیہ انداز میں ذکر کیا۔) مسٹر ہمفرے کی یاداشتوں پر مبنی کتاب کو حکومت برطانیہ نے غائب کر دیا، لیکن دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمن جریدے "اسپیگل" نے ہمفرے کی یادداشتوں کو قسط وار شائع کر دیا۔ بعد ازاں اس کا ترجمہ عربی و فارسی میں ہوا اور اب یہ یادداشتیں اردو میں بھی دستیاب ہیں۔

ہمفرے لکھتا ہے کہ :

استنبول پہنچ کر میں نے اپنا نام "محمد" رکھ لیا۔ تھوڑی بہت ترکی زبان سیکھنے

کے بعد اس نے شہر کے ایک معروف عالم دین احمد آفندی سے عربی زبان اور قرآن سیکھنا شروع کر دیا۔ ہمفرے ترکی، عربی اور اسلامی تعلیمات میں دسترس حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ماہ خفیہ رپورٹیں بھجتا رہا اور رپورٹوں میں وہ مسلمانوں کی کمزوریوں اور ان میں پھوٹ ڈالنے کے ممکنہ طریقوں کا ذکر کرتا رہا۔ اس دوران اس نے حکومت برطانیہ کو آگاہ کیا کہ میں خالد نامی بڑھئی کے گھر کرایہ دار کی حیثیت سے مقیم ہوں۔ یہ شخص میرے ساتھ "بد فعلی" کرنا چاہتا ہے۔ میرے پاس واپسی کے علاوہ اور کوئی رستہ نہیں ہے۔۔۔ لیکن حکومت برطانیہ نے اس کو واپسی سے منع کرتے ہوئے حکم دیا کہ اپنے عظیم مقصد کے لیے تمہیں کسی بھی قسم کی "قربانی" سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ مجبوری کے عالم میں ہمفرے یہ قربانی دیتا رہا۔ دو سال کے بعد اس نے ترکی اور عربی کے علاوہ قرآن و حدیث پر عبور حاصل کر لیا اور واپس لندن چلا گیا۔ نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کا سیکرٹری ہمفرے کی کارکردگی سے بہت خوش ہوا اور اس نے حکم دیا کہ تمہاری اگلی منزل بصرہ ہے جو عراق میں واقع ہے۔ یہاں شیعہ اور سنی دونوں آباد ہیں۔ ہمفرے سے کہا گیا کہ شیعہ اور سنی آبادی کو آپس میں لڑانے کے لیے اسے ٹھوس منصوبے تیار کرنا ہیں۔ بصرہ روانگی سے قبل ہمفرے نے لندن میں شادی کی اور پھر اپنے مشن پر نکل کھڑا ہوا۔ بصرہ پہنچ کر اس نے ایک ایرانی نسل عالم عبدالرضا خراسانی کے پاس ملازمت کی، اور اس سے فارسی سیکھنا شروع کر دی۔ عبدالرضا خراسانی خلافت عثمانیہ کا مخالف تھا۔ خراسانی کے ہاں ہمفرے کی ملاقات محمد بن عبدالوہاب سے ہوتی ہے۔ محمد بن عبدالوہاب ایک مختلف آدمی تھا۔ اس کے نزدیک حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی مکاتب فکر کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ وہ کہتا

ہے کہ خدا نے جو کچھ قرآن میں فرما دیا ہے وہی مسلمانوں کے لیے کافی ہے۔ ہمفرے نے اپنی یادداشتوں میں محمد بن عبدالوہاب کے نظریات کو تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کے نزدیک کتاب اور سنت کے اصول ناقابل تغیر تھے۔ اور وہ کہتا تھا کہ صحابہ کرام کے فرمودات پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ محمد بن عبدالوہاب میں اونچا اڑنے کی خواہش تھی اور وہ اپنی خودسری میں خلفاء راشدین پر بھی تنقید کرتا تھا۔ چنانچہ ہمفرے نے اس کے ساتھ تعلقات بڑھانے شروع کئے اور اس سے کہا کہ خدا نے تمہیں بہت صاحب استعداد بنایا ہے۔ ہمفرے ایک طرف محمد بن عبدالوہاب کو "اسلامی انقلاب" کے لیے تیار کرتا رہا اور دوسری طرف نجف و کربلا میں شیعہ علماء کے ساتھ رابطے بڑھاتا رہا اور انہیں خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت پر اکساتا رہا۔ حکومت برطانیہ نے عراق میں ہمفرے کی نگرانی کے لیے ایک صفیہ نامی عورت کو مامور کر رکھا تھا۔ چنانچہ ہمفرے کو نئی ہدایت کے لیے لندن بلا لیا گیا یہاں اس کی ملاقات ایسے جاسوسوں سے کروائی گئی جنہوں نے ترکی کے سنی اور ایران کے شیعہ علماء دین کا روپ دھار رکھا تھا اور جو فقہی مسائل پر بڑی اچھی گفتگو کر سکتے تھے۔ ان جعلی علماء کے علاوہ ایک یہودی لڑکی آسیہ کو ہمفرے کی معاونت کے لیے منتخب کیا گیا اور ہمفرے واپس عراق آ گیا۔ اس نے شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دے کر ایرانی اور عثمانی حکومتوں کو آپس میں لڑانا تھا اس کا سب سے اہم کام یہ تھا کہ محمد بن عبدالوہاب کو اسلحے سے لیس کر کے جزیرۃ العرب میں واقع نجد کے مقام پر اس کی حاکمیت قائم کرنا تھی۔ نجد میں محمد عبدالوہاب کی حکومت بھی قائم ہو گئی۔

ہمفرے اس کے غلام کی حیثیت سے نجد میں رہنے لگا۔ ہمفرے نے محمد بن

عبدالوہاب اور محمد بن سعود میں اتحاد کرادیا اور اتحاد پر اس نے اپنی یادداشتیں ختم کر دیں۔

بعد کے حالات سے آگاہی لندن سکول آف شرعیہ کے پرنسپل شیخ عمر باکری محمد کے ایک کتابچے سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ شیخ صاحب ان دنوں لندن میں مقیم ہیں اور کنگ سعود یونیورسٹی ریاض کے ایک سابق استاد ڈاکٹر محمد المعری کے ساتھ مل کر سعودی بادشاہت کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں۔

شیخ عمر باکری محمد کی تحقیق کے مطابق ۱۷۴۰ء میں محمد بن عبدالوہاب نے خلافت عثمانیہ کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور ۱۷۴۷ء میں محمد بن سعود نے اس کی حمایت شروع کی۔ ۱۷۸۸ء سے ۱۷۹۱ء کے درمیان محمد بن سعود کے بیٹے عبدالعزیز محمد نے محمد بن عبدالوہاب اور برطانوی حکومت کی مدد سے مدینہ، کویت، عراق کے کچھ شہروں اور دمشق کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا۔

اس قبضے کے دوران ہزاروں شیعہ اور سنی قتل ہو گئے۔ ۱۷۹۲ء میں محمد بن عبدالوہاب کا انتقال ہو گیا۔ ۱۸۱۱ء میں خلافت عثمانیہ نے سعودی حکمران عبدالعزیز کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ عثمانی فوجوں نے مصر کے گورنر محمد علی پاشا کی قیادت میں عبدالعزیز بن محمد کی طاقت کو ختم کر دیا۔ ۱۹۰۲ء میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن نے برطانیہ کی مدد سے دوبارہ اپنی طاقت کو مجتمع کیا اور ریاض پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران ایک برطانوی ایجنٹ ولیم ایچ شیکسپیئر عبدالرحمٰن کی ذمہ داری کے مشیر کے کردار ادا کرتا رہا۔ ۱۹۲۶ء تک عبدالرحمٰن نے برطانوی فوجوں کی مدد سے نجد تا حجاز تک قبضہ مکمل کر لیا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ شیخ عمر باکری محمد نے اپنی تحقیق لندن میں برطانوی حکومت کے پرانے پبلک ریکارڈ کی مدد سے

مکمل کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں ہمفرے اور شیخ عمر باکری محمد کے بیان کردہ دعووں سے کسی حلقے کو اختلاف ہو۔ میرا مقصد محمد بن عبدالوہاب کی کردار کشی نہیں بلکہ مغرب کے ۲۸۷ سالہ پرانے منصوبے سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ہے۔ مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ سعودی عرب کی تشکیل میں برطانوی فوجوں نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

ہمفرے نے اپنی یادداشتوں میں لکھا تھا کہ حکومت برطانیہ نے ۱۷۱۰ء میں ایک سو سال کے اندر اندر اسلام کو دنیا سے ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ منصوبہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔ اس منصوبے کو مکمل کرنے کے لیے حکومت برطانیہ کو دیگر ممالک کی حمایت بھی حاصل ہو چکی ہے۔

ہمفرے نے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے لیے جو مشن شروع کیا تھا وہ اس کی موت کے کئی سال بعد مکمل ہو گیا تھا۔ لیکن اس مشن کا دوسرا حصہ ابھی مکمل نہیں ہوا۔ ہمفرے کے شروع کیے ہوئے مشن کو مکمل ہونے سے روکنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک خدا اور ایک قرآن پر ایمان رکھنے والے مسلمان فرقہ وارانہ اختلافات کے باعث قتل و غارت سے گریز کریں اور نئی نسل کو مسلمانوں کے خلاف مغرب کی ۲۸۷ سال پرانی سازش سے آگاہ کریں۔

(اقبال و احمد رضا کے فکری زاویے از ڈاکٹر محمود ساقی، ص۔ ۶۰)

وہابیت کی ابتداء کے بارے میں آپ نے پڑھ لیا۔ وہابیت کا فکر برصغیر پاک و ہند میں کئی تحریکوں کے لیے تخم ثابت ہوا۔ علامہ اقبال نے ان جماعتوں اور تحریکوں کا تجزیہ دو جملوں میں فرما دیا۔ ارشاد اقبال ملاحظہ ہو:

" قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔۔۔ لیکن دونوں کا

سر چشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔

(اقبال کے حضور از سید نذیر نیازی، ص ۴۶۱، اشاعت اول، ناشر اقبال اکیڈمی۔ کراچی)

حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

کرے یہ کافر ہندی بھی جرأت گفتار
اگر نہ ہو امرائے عرب کی بے ادبی
یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا لیکن امت کو
وصال مصطفوی، افتراق بولہبی

قارئین کرام!

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ اہانت رسول خدا ﷺ اور بدعقیدگی کے پوری دنیا میں جتنے فتنے مذہب کے نام پر اٹھے ان کی پشت پر نجدی ازم پیشہ اور ہاتھ رہا۔

علامہ اقبال علیہ الرحمہ عبدالعزیز نجدی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

اے عبدالعزیز! تو نے مجھے جھکتے دیکھ کر شرک کا فتویٰ لگا دیا حالانکہ میں اپنے آقا کریم ﷺ کے در اقدس کو پلکوں سے صاف کر رہا ہوں۔

کاش کبھی تو بھی محبوب کے ساغر سے چند گھونٹ پی لے تو تجھے بھی دوست کا پھل نصیب ہو جائے۔

(ارمغان حجاز)

باب۔۵

نجدیوں نے

مندرجہ ذیل قبور مقدسہ کو شہید کیا

اسلام دشمن یہود و نصاریٰ کا آلہ کار بن کر نجدی باشاہوں نے (جو کہ در حقیقت ڈاکو اور لٹیرے تھے) مندرجہ مقامات مقدسہ کو شہید کر دیئے۔۔۔۔ دیگر اسلامی ممالک کی دینی حمیت ایک لمبی نیند سو گئی ہے۔ کوئی انہیں روکنے والا نہیں؟

إنا لله و إنا إليه راجعون

۱۹۲۵ء میں نجدیوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا جس میں مسجد نبوی کے قبہ کو جس میں رسول کریم ﷺ کا روضہ اقدس ہے نقصان پہنچایا۔ اور مسجد سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید کر دی گئی، نیز جنت البقیع کے مزارات مقدسہ شہید کر دیئے گئے۔ مولد النبی ﷺ یعنی جس مکان میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی اسے بھی توڑ دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۲۶ء کے دوران مدینہ میں واقع مسجد فاطمہ، مسجد ثنایا، مسجد منارتین، مسجد مائدہ اور مسجد اجابہ شہید کر دی گئیں۔ بنت رسول حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء، بنت رسول حضرت زینب، بنت رسول حضرت ام کلثوم، بنت رسول حضرت رقیہ اور امام حسین شہید کربلا کی صاحبزادی حضرت فاطمہ صغریٰ، امہات المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت سودہ، حضرت حفصہ، حضرت امام حسن، حضرت امام زین العابدین، فرزند رسول حضرت ابراہیم، عم رسول حضرت عباس، حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام باقر، امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت امام مالک اور حضرت امام نافع علیہم الرضوان کے مزارات شہید کر دیئے گئے تھے۔

حجاز کے باسیوں کا قتل عام و غارت گری کے بعد
قبروں کی بے حرمتی پر
جنت البقیع اور کربلا
نجدی و عراقی یزیدی

از: حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی

محرم نمبر پیشوا کے لیے ایک ابن علی و بتول علیہما السلام کا مسلسل تقاضا ہے کہ مضمون بھیجوں۔ مسلسل علالت و شکایت امراض کے سبب اعذار یک طرف۔ آج کل تو روح ایمان و عرفان اور حیات عقیدت و محبت پر جو صدمہ ہے، اس نے نڈھال اور بے قرار ہی نہیں بلکہ بسمل و پامال کر دیا ہے--- آہ! ظالم و فاسق نجدیوں کے مہالک و مظالم نے ۶۱ھ کا محرم پھر ۱۳۴۰ھ میں پیش نظر کر دیا--- کس زبان و قلم سے کہوں؟--- اور لکھوں؟--- کہ ۶۱ میں عراق کی سرزمین پر خاندان نبوت و شہزادگان فتوت کا خون خاک میں ملایا گیا--- اور جسم پیوند زمین کیا گیا تھا--- اور اب ۱۳۴۰ھ میں چودھویں صدی میں--- وہ ہی خون--- اور وہی جسم--- اور انہیں پاک جسموں کی نورانی ہڈیاں--- حجاز میں--- سرزمین مدینہ کے حدود میں--- روضہ مطہرہ کے سامنے--- نانا جان ﷺ کے روبرو--- زمین سے نکال کر پھینک دی گئیں--- قبروں پر ہل چلوا دیئے--- قبے کھڑے خاک میں ملا دیئے--- یعنی عزت و ذریت رسول ﷺ --- اور

رسول ﷺ کے اصحاب --- اور ہزاروں عاشقوں --- اور ولیوں --- اماموں کا نام نشان مٹا دیا --- یہ ظلم کس نے کیا؟ --- نجدی یزیدیوں نے --- یہ ستم کس نے ڈھایا؟ --- کتاب و سنت پر عمل --- عمل و حکومت کرنے کا دعویٰ کرنے والوں نے یہ قیامت کس نے برپا کی؟ --- امن و اصلاح کے مدعیوں نے --- لارڈ کچز ولائڈ جارج کی روح کی ترویج کرنے والے کون ہوئے --؟ نام نہاد مسلمان --- عامل الحدیث والکتاب مسلمان" --- نجد کے وہ مسلمان جو اپنے سوا دنیا کو مشرک --- کافر سمجھیں --- اور خالص توحید کے اجارہ دار بنیں --- مگر ان موحدین کا نام و نشان مٹیں جن کی سر فروشانہ مساعی سے عالم توحید آشنا ہوا --- فقولوا إنا لله و إنا إليه راجعون.

کیا دنیائے انسانیت و تہذیب میں ایسی بربریت وحشت و ظلم کی کوئی مثال کسی نام کے ظالم سے ظالم مسلمان بادشاہ کے عہد تظلم کی مل سکے گی؟ لاواللہ -- --- مجھے نجدی ایجنٹ اور ہندوستانی سعودی وہابی اگر زیادہ گالیاں، کوسنے، دینے چاہیں تو سنیں کہ نجدی اپنے مظالم میں یزید لعنۃ اللہ علیہ سے بھی دو قدم آگے ہیں --- یزید بھی مدعی توحید تھا۔ عامل بالکتاب والسنۃ ہونے کا دعویدار تھا --- اس نے بھی قتل امام عالی مقام علیہ و علی ابائہ السلام کے لیے امن و اصلاح و دفع فساد کا اعلان و وعظ دیا تھا -- مگر آہ! مردہ انسانوں کی "بے حرمتی" -- ان کی قبور کو برباد کر کے اس سے بھی نہ ہوئی --- اور جو کچھ بھی اس نے کیا وہ امام کو مکہ، مدینہ سے جدا کر کے -- یا -- جدا ہونے کے بعد --- عراق کی سرزمین پر --- نہ اس سرزمین پر جہاں کے "کانٹے بھی کاٹے جانے ممنوع ہیں" ---

مگر ان تباہ ایمان نجدیوں نے جو کچھ کیا وہ رسول کریم ﷺ کے جوار میں

--- مواجہہ حضرت محبوب حق میں --- خاص ارض مدینہ، اور مخصوص قطعہ مقدسہ، جنۃ البقیع میں ---

فاعتبروا یا أولی الأبصار --- دنیا کے کافر، نصرانی، متعصب، دشمنان اسلام غیر حربی حالت میں مقابر و مساجدِ اسلام و مسلمین کی تخریب سے حذر کرتے ہیں (دور رہتے ہیں) --- مگر یہ عاملین حدیث، امن و اطمینان کے عہد میں، دھڑا دھڑ مساجد و مقابر مسمار کرتے چلے جاتے ہیں --- اور ان بے حیاؤں کی چتون میلی نہیں ہوتی --- فلعنة الله عليهم أجمعين --- عراقیوں میں کچھ وہ بھی تھے، اور کربلا کے کارزار میں ایسے بھی عراقی و شامی نکل آئیتھے جنہیں بیکس سید مسافروں پر رحم آگیا تھا -- اور شقی سے سعید ہو گئے تھے --- مگر ان نجدیوں میں ایک سے ایک بڑھ کر ظالم ہے --- اور مسلسل قتل و غصب، فسق و فجور، ظلم و تعدی کے بعد بھی ان میں ایک سعید روح، رحم و ایمان کی تڑپ انصاف و انسانیت کا جذبہ دکھانے والی نہیں --- یزید نے جو کچھ کیا اول دن سے بالاعلان کہہ کر --- فوجی اجتماع کے ساتھ کیا --- مگر ان بزدل نجدیوں نے جو کچھ کیا فریب سے --- مکر سے --- جھوٹ بول کر ---- دغا بازی کر کے کیا --- کل کی بات ہے کہ ابن سعود کے اعلانات گونج رہے تھے کہ میں حجاز میں شاہ بن کر رہنے کے لیے نہیں آیا ہوں --- بلکہ فقط غدار و ظالم شریف کے مظالم و جرائم کا خاتمہ کرنے کو بڑھا اور لپکا ہوں --- رہی حجاز کی شاہی وہ جمہور کی ہو گی۔

پھر اعلان دیا کہ مدینہ پاک کے آثار و شعائر محفوظ رہیں گے --- مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ کس طرح تدریجی مگر مسلسل فریب کاری و دغابازی سے کام لیا گیا ---

اور نصرانی اہل سیاست کے وعدے اور ان کی جیسی چالیں چل کر ملت کو پراگندہ ---امت کو منتشر--- عظمتِ حرمین کو تباہ و برباد کیا--- حجاز کا بادشاہ بھی بن گیا--- اور اپنی نامقبول--- اور ناجائز ملوکیت کا سکہ بھی چلانے لگا--- اور تعصب و تقشف وہابیت کی اعتقادی دعاوی گستاخیاں کر کے وقار و عظمت حرمین کو بھی ڈھانے لگا--- تم نے سنا--- یا نہیں؟ کہ حکم دے دیا گیا ہے کہ حاجیوں کی واپسی کے بعد گنبد خضراء اور شبکۂ مقدسہ جو بے کسوں کا سہارا--- اور عاشقوں کے لئے نقاب چہرۂ حبیب ﷺ ہے--- چھپا دیا جائے--- اس کا پہلا قدم یہ حکم امتناعی ہے--- جو روضۂ مقدسہ کی جالیوں (شبکہ) کو ہاتھ نہ لگانے اور اس کعبۂ حقیقت اور قبلہ کعبۂ عبادت کی طرف متوجہ نہ ہو کر دعا کرنے کے جبروت سے بڑھایا گیا ہے--- بتاؤ! یزید، حجاج بن یوسف یا شریف حسین--- کسی ظالم و جابر نے بھی ایسا کیا تھا؟--- اور ایسی مداخلت فی الاعتقادیات کر کے کوئی بھی شقی مدعی عمل کتاب و سنت ہوا تھا--- ؟ میرا دل جل رہا ہے اور میں ابن سعود کو دعوتِ مباہلہ لکھ رہا ہوں--- اور نجدی یزیدیت سے موجودہ دور ابتلاء میں سخت تر جانتا ہوں--- اور ہر اس شخص سے جو محرم میں کربلا والے اماموں کے غم منائے، التجا کرتا ہوں کہ وہ دعا کرے کہ نجدیوں سے امام عالیمقام شہید کربلا کے جدِ فخر اولین و آخرین ﷺ کا روضہ محفوظ رہے--- اور دنیا سے یہ نشان رحمت نہ مٹنے پائے اور اس کے مٹانے کے آرزومند اصحاب فیل کی طرح مٹ جائیں--- اے کربلا والوں کی پاک روحوں کہہ دو--- آمین--- جو قابل تھے دار و رسن کے! ہاتھ میں ان کے دار و رسن ہے!

(ماہنامہ "پیشوا" دہلی محرم نمبر ۱۳۴۶ھ)

شہدائے بدر کی قبروں کی پامالی

اس نے کہا وہ سامنے ہے۔ وہ وادی بدر اور موٹر دو منٹ بعد ایک بڑے چائے خانے کے سامنے رک گئی۔ اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا۔ تالا کے بغیر سب کچھ بند پڑا تھا۔ ایک سناٹا، مٹیاں تھیں اور مخروطی لوٹے، وضو کیا نفل پڑھے۔ شہدائے بدر کی قبروں پر گئے وہی عالم اور حالت جو حجاز میں قبروں کی ہے۔ نشان نہ کتبہ۔ قبریں بھی مٹی کی ڈھیریاں ہیں۔ سورہ انفال ۷۵ آیات فضا کا احاطہ کئے ہوئے ہیں کہ یہاں وہ سو رہے ہیں جو ان آیتوں کے بین السطور میں ہیں، جو کل تین سو تیرہ تھے اور جن میں یہاں ہونے والے چودہ ہیں، جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، جنہیں شہادت نے سربلند کیا اور جن کی مدد کو اللہ تعالی نے فرشتے بھیجے تھے۔ یہ وہ جنگ ہے جس کے احوال کا ذخیرہ کلام اللہ میں محفوظ ہو گیا ہے۔ یہی وہ جنگ ہے جس میں مسلمانوں کی بے سروسامانی کے بارے حضور سرکار دو عالم ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا:

یا اللہ! تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے آج پورا فرمادے، پھر سجدہ میں گر کر عرش الہی سے ہمکلام ہوئے تھے۔

خدایا اگر یہ چند لوگ آج مٹ گئے تو پھر قیامت تک تیرا کوئی نام لیوا نہیں رہے گا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

فوج (قریش) کو شکست دی جائے گی، وہ پشت پھیر دیں گے۔ (قمر: ۳)

وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نے چاہا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمادیا۔

اس ویرانہ میں اب بھی حضرت سعد بن عبادہؓ کی آواز گونج رہی ہے۔ خدا کی قسم آپ فرمادیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔

حضرت مقداد اعلان کررہے ہیں:

"ہم قومِ موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ کا خدا اور آپ جاکر لڑیں۔ ہم آپ کے دائیں سے بائیں، اور سامنے اور پیچھے سے لڑیں گے"۔

تین سو تیرہ نے جن میں صرف دو گھڑ سوار تھے۔ قریش کی ایک ہزار فوج کو جس میں ایک سو سوار تھے، تین تیرہ کردیا۔ قریش کے نامور رؤسا میں ننانوے فیصد لقمۂ اجل بن گئے۔ ابو جہل، معوذ اور معاذ دو نوعمر بھائیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹ کر حضور ﷺ کے قدموں میں لاکر رکھ دیا۔ عتبہ جو رؤساء مکہ میں پہلے نمبر پر قریش کے لشکر کا سالار تھا حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ سب کچھ اس جنگ ہی کی فتوحات تھیں اور وہ شہدا جنہیں حضور نے خود دفنادیا تھا ان کی قبریں آج "وارثان سنت" کے ہاتھوں پامال ہو چکی ہیں۔ تاریخ کے وہ عظیم آثار محو ہوتے جارہے ہیں جنہیں عتبہ و ابو جہل نہ مٹا سکے، انہیں یہ نجدی اپنے ہاتھوں سے محو کررہے ہیں۔

میں جھنجلا گیا، یہ قرآن وسنت نہیں یہ سنگینی وسنگدلی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یادگاریں مٹائی جائیں، اور اپنی یادگاریں کھڑی کی جائیں۔ کیا عرب اس اہانت اور بغاوت کی سزا نہیں پارہے ہے ؟ عربوں کو شرف انسانی کن سے حاصل ہوا۔ ان کی بدولت!

آج یہی مٹائے جارہے ہیں۔ سورۂ انفال کے مہبط سے یہ سلوک عشق وایثار کی توہین ہے۔ کیا قرآن وسنت کے داعی جو احادیث پر زندگی بسر کرتے ہیں، بھول گئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین سے فرمایا تھا کہ اہل مدینہ سب مسلمانوں میں افضل ہیں۔ اس پر جبریل نے کہا تھا جو فرشتے بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا بھی ملائکہ میں یہی درجہ ہے۔ (صحیح بخاری)

ادھر حضرت زبیر نے برچھی سے ابو کرش کا صفایا کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ برچھی لے لی۔ چاروں خلفاء کے پاس منتقل ہوتی رہی۔ پھر عبداللہ بن زبیر کے پاس آئی۔ آخر اس برچھی میں کیا خصوصیت تھی، کیا اس کے لیے قرآن کریم میں کوئی حکم آیا تھا؟ لیکن یادگار منتقل ہوئی گئی۔ آخر ان بادشاہوں نے جو امیہ کے خاندان میں سے تھے اور یادگاروں کی طرح اسے بھی گم کردیا۔

جنت البقیع:

جنت البقیع کوئی آٹھ ایکڑ رقبہ میں ہوگا۔ چاروں طرف، چار، ساڑھے چار فٹ کی فصیل ہے۔ ایک ہی دروازہ۔ اس دروازہ پر ایک سپاہی کھڑا رہتا ہے۔ کئی لوگ باہر زیارتوں کے انتظار میں رہتے ہیں۔ اور کوئی معاوضہ طے کئے بغیر وہ ڈھیریوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا کون سی قبر کس وجود مسعود کی ہے۔ یہاں کوئی پھول والا نہیں، کوئی مشکیزہ نہیں، شمع وگل ناپید ہیں، جنت المعلیٰ کا بھی یہی حال تھا۔ بلکہ وہاں کچھ بے اعتنائی زیادہ ہے۔ لیکن جنت البقیع جو خاندان رسالت کے دو تہائی افراد کا مدفن، شروع اسلام کے درخشندہ چیزوں کی

آخری آرام گاہ اور ان گنت شہدائے اسلام، صلحائے امت اور اکابرین دین کے سفر آخرت کی منزل ہے، ایک ایسی اہانت کا شکار ہے کہ دیکھتے ہی خون کھول اٹھتا ہے۔ دامن چاک کرنے کا حوصلہ نہیں رہتا۔ ملک و سلطانی تک رسوئی نہیں۔ اپنا گریبان چاک کرنے کا فائدہ نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹھیک ہی کہا تھا:

"عرب والے سرکش اونٹ ہیں، جن کی مہار میرے ہاتھ میں دے دی گئی ہے لیکن میں ان کو راستہ پر چلا کر چھوڑوں گا"۔

جنت البقیع میں کوئی عرب نہیں آتا۔ اصل عرب قبروں میں سو رہے ہیں اور وہی صحیح عرب تھے جن کے لیے قرآن کریم اترا تھا۔ اب وہاں ہم سے عجمی جاتے ہیں اور ایک ایسے منظر سے واسطہ پڑتا ہے کہ دل بھر جاتا ہے۔ ان عربوں کا طرہ کیا ہے۔ یہی کہ ان کے خطہ میں کعبۃ اللہ اور مدینۃ النبی ﷺ واقع ہیں۔ ان کے دامن میں جبل نور، جبل رحمت، جبل صفا، جبل احد ہے۔ ان کے رستے رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے مستنیر ہیں۔ ان کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کو خطاب فرمایا ہے۔ آخری نبی جناب سرور کون و مکاں رحمۃ للعالمین ﷺ بنا کر انہی میں مبعوث فرمائے گئے۔ نوے فیصد تاریخ اسلام ان کی آغوش میں استراحت فرما رہی ہے۔ لیکن ان یادگاروں کے محفوظ کرنے سے انہیں شرع روکتی ہے۔ مگر ان کے اپنے وجود لفظی و معنوی ماوراء ہیں۔ انہیں ذرا برابر احساس نہیں کہ اسی مٹی میں کون سو رہے ہیں۔ رسول مقبول ﷺ کے لخت پارے ہیں، ان کی نور نظر اور اس نور نظر کے چشم و چراغ ہیں۔ چچا ہیں، چچا کے بیٹے ہیں، امت کی مائیں ہیں۔ جنت کی شہزادیاں ہیں۔ اولیاء ہیں، فقہاء ہیں، علماء

ہیں، حکماء ہیں۔ آپ سرکار دوعالم ﷺ کی رضاعی والدہ جناب سیدہ حلیمہ سعدیہ ہیں، لیکن نجدی ہیں کہ قبریں ڈھائے اور محل بنائے جا رہے ہیں۔ مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی، میرا وجود تھر تھر کانپنے لگا۔ دل کی حالت ایسے ہو گئی جیسے کنویں میں خالی ڈول تھراتا ہے۔

داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ کے ایک کونے میں حضور ﷺ کی پھوپھیاں محو استراحت ہیں، عاتکہ، صفیہ اور فاطمہ کی قبور ہیں۔ آگے بڑھیں تو نو امہات المؤمنین محو خواب ہیں:

حضرت سیدہ عائشہ، حضرت سیدہ سودہ، حضرت سیدہ زینب، حضرت سیدہ حفصہ، حضرت سیدہ ام المساکین، جناب ام سلمہ، حضرت سیدہ جویریہ، حضرت سیدہ ام حبیبہ، اور حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ ان کے ساتھ کی روش پر حضرت عقیل، حضرت جعفر طیار، امام مالک اور امام نافع آسودہ ہیں۔ ان کے ایک طرف شہداء کی قبور ہیں، سامنے حضور سید المرسلین ﷺ کے فرزند دلبند جناب ابراہیم کی لحد ہے۔ ادھر اُدھر عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن مظعون، سعد بن ابی وقاص، فاطمہ بنت اسد، عبداللہ بن عمر، مالک انصاری، اسماعیل بن جعفر صادق کے مدفنوں کی ڈھیریاں ہیں۔ آخری نکڑ پر حضرت عثمان کا مزار ہے۔ اس مزار سے ہٹ کر دیوار کے ساتھ حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے۔ یہی ایک قبر ہے جو اس قبرستان میں درخت کے سائے تلے ہے۔ باقی پورے قبرستان میں کوئی درخت یا پودا نہیں ہے۔

امہات المؤمنین کے مزارات سے دس بارہ گز آگے ایک غیر کشید مثلث نکڑی میں جو زیادہ سے زیادہ ۳ × ۵ گز کی ہوگی۔ چھے ڈھیریاں ہیں۔ ان پر کوئی

نشان نہیں۔ قبروں کی شکل۔ سنگریزوں کا حاشیہ۔ سینہ پر کنکریاں، دائیں طرف بنت رسول خدا ﷺ و رضی اللہ تعالی عنہا کی تربت ہے۔ سامنے جناب سید عالم ﷺ کے چچا حضرت عباس ہیں۔ آپ کے داہنی طرف حضرت امام حسن، امام زین العابدین، امام باقر اور امام جعفر صادق آرام فرما ہیں۔ یہ ساری جگہ مسجد نبوی میں واقع حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرے سے بھی چھوٹی ہے۔ اس کربلا میں چچا نگران ہیں۔ بچے ماں کی گود میں ہیں، اور جو کربلا میں رہ گئے تھے ان کی جدائی کا حزن و ملال ماں کی قبر سے محسوس ہو رہا ہے۔ شوہر نجف اشرف میں اور باپ وہ سامنے کہ بیچ میں صرف مسجد کا صحن ہے۔ دنیا والوں نے مرنے کے بعد بھی دیواریں کھینچ دی ہیں۔ گنبد خضراء کو اس رخ سے دیکھئے سوگوار معلوم ہو رہا ہے۔ اور اس ویرانی کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے ہونٹوں پر جنبش سی ہے:

گوش نزدیک بہم آرم کہ آواز ے ہست

جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء کے مزار پر

جنت البقیع میں مزارات کی حالت حد درجہ ناگفتہ بہ ہے۔ پہلو میں فلک بوس عمارات کھڑی کی جارہی ہیں۔ اور بہت سی قد آور عمارتیں کھڑی ہیں۔ جس پیغمبر اعظم ﷺ نے عمر بھر پکا مکان نہ بنوایا، اس کے نام لیوا بنگلوں اور محلوں میں رہ رہے ہیں۔ لیکن جنت البقیع ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں قبروں کو رسول ﷺ کی ہدایت پر یاران نجد نے عبرت کے نوشتے بنا رکھا ہے۔ گویا اسلاف کے قبروں پر

"سنت نبوی" نافذ ہو لیکن خود زندہ قبریں سنگ مرمر کے محلوں میں رہ رہی ہیں۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مزار اقدس پر میرے اشکبار دل کی جو حالت ہوئی عرض کرنا مشکل ہے۔ ایک ویرانہ میں ماں پڑی سوتی ہے۔ ذرا ہٹ کے امام حسن، امام زین العابدین، امام جعفر صادق اور امام باقر رضی اللہ تعالی عنہم آرام کر رہے ہیں۔ ان کی جڑواں قبروں کے روبرو حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر ہے۔ ذیل کے اشعار اسی حاضری کی یادگار ہیں۔

شورش کاشمیری

اس سانحہ سے گنبد خضراء ہے پرملال
لخت دل رسول کی تربت ہے خستہ حال
دل میں ٹھٹک گیا کہ نظر میں سمٹ گیا
اس جنت البقیع کی تعظیم کا خیال
طیبہ میں بھی ہے آلِ پیغمبر پہ ابتلا
اس ابتلاء سے خاطر کونین ہے نڈھال
سوئے ہوئے ہیں ماں کی لحد ہی کے آس پاس
پور خلیل ۔ سبط پیغمبر۔ علی کے لال
اڑتی ہے دھول مرقد آلِ رسول پر
اب تک وہی ہے گردش دوراں کی چال ڈھال
ہر شی روا ہے پیغمبر کے دین میں
لیکن حرام شی ہے؟ مقابر کی دیکھ بھال
اسلام اپنے مولد و منشا میں اجنبی

تیرا غضب کہاں ہے؟ خداوند ذوالجلال
توندیں بڑھی ہوئی ہیں غریبوں کے خون سے
محلوں کی آب و تاب ہے حکام پر حلال
جس کی نگاہ میں بنت نبی کی حیا نہ ہو
اس شخص کا نوشتۂ تقدیر ہے زوال
پھٹی ہے پو تو صبح بھی ہوئی ہے بالضرور
پھرتے ہیں روز و شب تو پلٹتے ہیں ماہ و سال
کب تک رہے گی آل پیغمبر لٹی پٹی
کب تک رہیں گے جعفر و باقر خستہ حال
از بسکہ ہوں غلام غلامان اہل بیت
ہر لحظہ ان کی ذات پہ قربان جان و مال
کیا یوں ہی خاک اڑے گی مزارات اقدس پر!
فیصل کی سلطنت سے ہے شورش مرا سوال

"فاطمہ میرا گوشہ جگر ہے۔ جس سے اس کو دکھ پہنچے گا، مجھے بھی اذیت ہو گی۔ (ارشاد نبوی ﷺ)

بنت رسول ﷺ کے سامنے میں کوئی گھنٹہ بھر ساکت وصامت کھڑا رہا۔ جیسے کوئی چیز گر گئی ہو، اس میں زندگی کے آثار مطلقاً نہ رہے ہوں۔ میرا دوست دیر تک دعائیں مانگتے رہا۔ لیکن میں تھا کہ "بے دست وپا" کھڑا تھا۔ جب محویت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہوش نہ رہے نہ حواس۔ جیسے کوئی آہِ نارسا منجمد ہو چکی ہے، یا آنسوؤں کی چھما چھم رک گئی ہے۔ تو دوست نے مجھے گم پا کر کہا صاحب فاتحہ

پڑھیے۔

میں پوری طرح ہل چکا تھا۔ اس نے میرے شانہ پر ہاتھ رکھ کر کہا صاحب! اور میں القش کالحجر تھا۔ انہوں نے جھنجوڑا فاتحہ پڑھیے۔ میں نے کہا ملک صاحب! فاتحہ کے لیے انہیں ہمارے ہاتھ کی احتیاج ہے۔ ہم کیا اور ہماری دعا مغفرت کیا؟ ہم تو خود ان کے محتاج ہیں۔ ہماری مغفرتیں ان کی بدولت ہوں گی۔ صاحب حیران رہ گئے۔ میں نے قبر پر ٹکٹکی باندھ رکھی تھی اور کہہ رہا تھا۔ فاطمہ (سلام اللہ تعالیٰ علیہا) آپ تو اب بھی کربلا میں ہیں۔ آپ والد محترم و مکرم جناب رسول خدا علیہ التحیہ والثناء کا کلمہ پڑھنے والوں نے ہی آپ کو ستایا ہے۔ آپ کی کہانی زخموں اور دکھوں کی داستان ہے۔ آپ نے کعبۃ اللہ میں اپنے ابا جان کے زخم دھوئے تھے۔ کوفہ میں آپ کے سر تاج امت کے زخم کھا کر واصل بحق ہو گئے۔ کربلا میں آپ کے چشم و چراغ نے زخم کھائے۔ آپ کے ابا جان ﷺ کی امت نے آپ کی اولاد پاک کو ہمیشہ ستایا ہے۔ آج چودہ صدیاں ہو رہی ہیں اب قبروں میں بھی انہیں ستایا جا رہا ہے۔ آپ کی دادی محترمہ جناب رسول رحمت ﷺ کی والدہ محترمہ جناب سیدہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور سے ظالموں نے دریغ نہیں کیا۔ کیا کلمہ گو ایسے ہوتے ہیں؟، کوئی مجھے بتائے کہ ایمان باللہ کا مفہوم کیا ہے؟ کیا سرور کونین ﷺ پر یہ ایمان ہے؟ ظالمو! اب تمہاری شام ہوا چاہتی ہے۔

جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا کہ فاطمہ میری رحلت کے بعد سب سے پہلے مجھے ملے گی۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر کی اولاد کو کربلا میں ستایا گیا اب ان کی قبروں کو مٹانے پر یہ ظالم تلے ہوئے ہیں۔ دنیا کے عیاش کردوں

میں پرورش پانے والے یہ فرمانروا دین سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ انسانیت نام کی کوئی چیز ان کے دلوں میں موجود نہیں۔

اے جگر گوشۂ رسول ﷺ و رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں آپ کی تربت کی چوکھٹ پہ کھڑا اپنی زندگی پر افسوس کر رہا ہوں اور اسے فضول سمجھ رہا ہوں۔ آپ کے مرقد اطہر کے ذرے تمام کائنات کے مروارید سے افضل ہیں۔ ان میں مہر و ماہ سے بڑھ کر درخشانی ہے۔ لیکن زمانے نے آنکھیں پھیر لیں ہیں اور اس کا شیشہ دل غیرت و حمیت سے خالی ہو چکا ہے۔

میں لوٹ آیا، رات بھر بستر پر کروٹیں لیتا رہا۔ نیند اڑ چکی تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ عربوں کے پاس زبان کی نخوت کے سوا کچھ نہیں رہا۔ ماضی کا گھمنڈ رہ گیا ہے لیکن وہ شرف قطعاً نہیں رہا جو ان کے ماضی کی سب سے بڑی میراث ہے۔

آج ہی صبح جناب سیدہ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربت کے آثار پر گم سم کھڑا سن رہا تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما رہی ہیں کہ:

"اے اہل عرب! حیا کرو۔ میری نور چشم کے مرقد سے یہ سلوک؟

ان کے والد گرامی جناب رسول اللہ ﷺ نے تمہیں عزت سے سرفراز فرمایا اور خیر الامم بنایا؟"

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئینہ حجاب کے جلو میں تھیں۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ حضور ﷺ کی استراحت گاہ ہے۔ انہی کی بدولت خدا نے تیمّم کا حکم نازل فرمایا۔ انہی کے والد مکرم جناب

آقائے دوعالم ﷺ کے معین و دمساز تھے۔ اور غار حرا میں دو کا دوسرا جو صدیق کے لقب سے ملقب ہوا، جن کو جناب رسول خدا ﷺ کا پہلا خلیفہ بننے کا شرف ملا، آج جنت البقیع میں ان کی لخت جگر اور راحت جان نبی ﷺ اور اہل ایمان کی والدۂ مکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بے نشاں قبر میں آرام فرما ہیں۔ حضرت سیدہ حفصہ روز روزہ سے اور شب قیام میں گزر جاتی، (جناب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور ام المؤمنین ہیں) کی تربت بھی خستہ حالی کا شکار ہے حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی کنیت کا عکس ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بچھونا حضور ﷺ کی جانماز کے سامنے بچھتا تھا۔ ابو لبابہ کی توبہ ہوئی تو ان ہی کے حجرہ میں وحی اتری تھی۔ غزوہ خیبر میں شریک تھیں۔ حدیبیہ کے سفر ہمرکاب تھیں۔ حجۃ الوداع میں ساتھ تھیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نہایت پریشان ہیں۔ سر مبارک اور ریش طاہر گرد میں اٹے ہوئے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا حسین کے مقتل سے آرہا ہوں۔ اہل عراق نے حسین کو قتل کیا، خدا ان کو قتل کرے۔ حسین کو ایذا دی خدا ان پر لعنت کرے۔

ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ انہی خستہ حال قبروں میں ایک قبر ان کی بھی ہے۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دست بازو سے معاش پیدا کرتیں اور فقراء و مساکین میں لٹا دیتی تھیں۔ حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ جنت البقیع کے ویرانے میں وہ بھی آسودۂ خاک ہیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنو مصطلق کے سردار کی نور نظر

تھیں۔ ان کی آخری آرام گاہ کا چراغ بھی اسی وادی میں ٹمٹما رہا ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابو سفیان کی صاحبزادی تھیں، ان کے والد فتح مکہ سے پہلے جب مدینہ منورہ خانہ عرش نشیں ﷺ میں آئے تو انہوں نے سرکار ﷺ کے بستر پر بیٹھنے سے روک دیا۔ باپ نے کہا:

"بستر اس قدر عزیز ہے کہ باپ کو بھی بیٹھنے سے روک رہی ہو"؟

جواب دیا: "یہ شہنشاہ کونین ﷺ کا بچھونا ہے، کسی اور کو اس پر بیٹھنے کی مجال؟ حاشا وکلا۔ چہ جائیکہ مشرک"!

ایک روایت کے مطابق مدینہ طیبہ میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں آپ کی تربت تھی۔ وہ مکان بھی ناپید اور حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کے آثار بھی غائب۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال سرف میں ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جنازہ پڑھایا، فرمایا یہ ام المؤمنین، رسول خدا ﷺ کی زوجہ محترمہ کا جنازہ ہے۔ باادب اور آہستہ چلو۔

حضرت صفیہ عاقل، افضل اور حلیم تھیں۔ وہ غزوہ خیبر کے موقع پر گرفتار ہوئیں اور سرور عالم ﷺ کے حرم میں آنے کا مثالی شرف پایا۔ ایک دن آبدیدہ تھیں۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ عرض کیا:

کہ حفصہ اور عائشہ کہتی ہیں کہ ہم ازواج مطہرات میں افضل ہیں۔ ہم آپ کی زوجہ ہونے کے علاوہ چچازاد بھی ہیں۔ سرکار دلنواز ﷺ نے فرمایا:

تم یہ کیوں نہیں کہتیں کہ میرے باپ موسیٰ، ہارون میرے چچا اور محمد ﷺ میرے شوہر کریم ہیں۔

احد کے بارے میں

یہ احد ہے۔ اسی کے دامن میں زمین سے دو زینہ بلند پہاڑ کے دامن میں حضرت امیر حمزہ عم رسول اللہ ﷺ، عبداللہ بن جحش اور جناب مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور ہیں۔ لیکن آل سعود کی شمشیر بے نیام کی دست برد سے یہ بھی محفوظ نہیں رہ سکیں۔ انہی شہداء کے فراق میں مدینہ منورہ اشکبار تھا۔ ہر گھر تصویر غم بن گیا تھا۔ اسی وقت سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں؟ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہندہ نے جناب سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا لیکن ان نجد کے غنڈوں نے، دنیا کے ناکاروں نے اقتدار میں آتے ہی شہنشاہ کونین ﷺ کے عم محترم کے مزار پرانوار کو شہید کر دیا۔

او: نجدی حکمرانوں!

تمہاری منزل جہنم کا ساتواں طبقہ ہے۔

باب۔۶

نجدی حکمران تو کفار مکہ سے بھی بدتر نکلے

جنگ احد کے لیے کفار مکہ سے نکلے اور راستے میں ابواء کے مقام پر پڑاؤ کیا (۳ھ)

۱۔ امام واقدی فرماتے ہیں جب مشرکین ابواء پہنچے، انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ کی والدہ کی قبر یہاں ہے۔ قبر کھود کر تمام ہڈیاں باہر نکال لو۔ اگر بالفرض ہماری عورتیں اس کے ہاتھ قید ہو جائیں ہم کہیں گے کہ آپ کی والدہ کی بوسیدہ ہڈیاں (استغفر اللہ۔ معاذاللہ۔ نقل کفر، کفر نہ باشد)

ہمارے پاس ہیں۔ لا محالہ اس کے بدلے وہ ہماری عورتوں کو ہمیں واپس دے دیں گے۔ اگر ہماری عورتیں ان کے ہاتھ نہ آئیں تو بہت سامال دے کر وہ ہم سے واپس لیں گے۔ جب انہوں نے ابوسفیان سے مشورہ کیا تو اس نے اس رائے کو ناپسند کرتے ہوئے کہا:

"قبیلہ بنو بکر اور غزالمہ جو محمد (ﷺ) کے دوست رہے ہیں، جب انہیں اس بات کی خبر ہو گی وہ ہمارے تمام مردوں کو قبر سے نکال دیں گے"۔

(معارج النبوت ج۔ ۳، ص ۱۴۴)

۲۔ علامہ محمد احمد باشمیل نے اپنی کتاب "غزوہ احد" میں یہ واقعہ لکھا ہے:

"اور قبر کو اکھاڑنے کا مشورہ دینے والی کا نام ہند بنت عتبہ (ابوسفیان سالار عالم کی بیوی) لکھا ہے"۔

۳۔ مدارج النبوت۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جلد ۲، صفحہ ۱۹۰ میں یہی واقعہ لکھا ہے:

قارئین کرام!

۱۔ دیکھا کفار مکہ کا کردار اور اس صدی کے سعودی نجدی حکمرانوں کا کردار۔ یہ لوگ تو کفار مکہ سے بھی بدتر نکلے، انہوں نے ایسی حرکت کی جو کفار مکہ نے بھی نہ کی۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

۲۔ کتنے بدبخت ہیں یہ لوگ کہ انہوں نے یہ ظلم کر کے جناب رسول کریم ﷺ کو ایذا پہنچائی۔ جو ایسا کرے اللہ تعالی نے اس پر اس دنیا میں بھی لعنت اور آخرت میں بھی لعنت کا طوق مقدر کیا ہے اور دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۳۔ دشمنان اسلام یہود و نصاری کے آلہ کار نام کے مسلمان نجدیوں پر لعنت۔۔ لعنت۔ لعنت۔ ہر بار ہزار بار لعنت۔

باب۔ ۷

ابواء شریف

مقام وصال سیدہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا

آپ کا مقام وصال اور مزار پر انوار ابواء شریف ہی میں ہے، اس سلسلے میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں جن سے ان بعض لوگوں کی غلط فہمی اور کج روی تحقیق کا بھی ازالہ ہو جائے گا جو ابھی تک شک و شبہ اور ترددات کی بے ہنگم وادی میں بھٹک رہے ہیں۔

۱۔ سیرت ابن ہشام جلد ۱، صفحہ ۱۸۹

۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۱، صفحہ ۱۶۵

۳۔ شواہد النبوت صفحہ ۶۹

۴۔ معارج النبوت جلد۔ ۲

۵۔ مواہب لدنیہ

۶۔ مدارج النبوت جلد ۲

۷۔ ضیاء النبی ﷺ (پیر محمد کرم شاہ الازہری)

۸۔ ذکر حسین (مولانا محمد شفیع اوکاڑوی)

۹۔ سیرت النبی ﷺ جلد ۱ (سید سلیمان ندوی)

۱۰۔ سیرت النبی ﷺ جلد ۱ (شبلی نعمانی)

۱۱۔ "نقوش سیرت" جلد۔ ۱ (ڈاکٹر طہ حسین۔ مصر)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر اطہر ابواء میں نہیں بلکہ مکہ مکرمہ میں ہے۔

یہ بات یا رپورٹ مندرجہ ذیل دلائل سے رد ہو جاتی ہے:

۱۔ تمام کتب سیرت اور تفاسیر جن میں ذکر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا ہے ان میں اس سفر مدینہ منور کا واقعہ لکھا ہوا ہے اور پھر واپسی پر حضرت ام ایمن (خادمہ) جو وصال کے وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ موجود تھیں۔۔۔ اور سب کے سب اسے راستے میں مقام ابواء ہی بتاتے ہیں۔

۲۔ دوسری دلیل: جب کفار مکہ جنگ احد کے لیے مکرمہ مکرمہ سے نکلے تو انہوں نے ابواء کے مقام پر ہی پڑاؤ ڈالا اور قبر مبارک کو اکھاڑنے کی تجویز دی اور پھر ابو سفیان کے کہنے پر یہ حرکت نہ کی۔ اس سے ظاہر ہے بلکہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مقام ابواء ہے، نہ کہ مکہ مکرمہ۔

۳۔ نجدی حکومت کا فتویٰ اور پھر جب مستورہ سے ابواء کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ نجدی لوگوں نے راستہ کو توڑ پھوڑ دیا ہے اور زائرین کو بھی پکڑ لیتے ہیں۔ یہ تمام حالات اس بات کی دلیل ہیں کہ قبر مبارک ابواء شریف میں ہی ہے۔۔۔ ورنہ نجدی لوگ زائرین کو کہہ دیتے کہ جس قبر کی طرف تم جا رہے ہو وہ تو اس مقام پر ہے ہی نہیں۔

جو لوگ حجۃ الوداع کے موقع پر مقام حجون پر رسول خدا ﷺ کا جا کر اپنے والدین کو زندہ کرنے کا واقعہ پیش کر کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مقام قبر مکہ میں ہے، ان کی خدمت میں یہ عرض ہے :

۱۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر مبارک کی زیارت صلح حدیبیہ (۶ ہجری) سے واپسی مدینہ منورہ۔ مقام ابواء پر کی تھی۔ یہ واقعہ سب اہل علم کو معلوم ہے۔

۲۔ جہاں تک اپنے والدین کریمین کو زندہ کرنے کا تعلق ہے تو اس کے لیے جگہ کی قید یعنی رسول اکرم ﷺ کا اس قبر پر جانا ہی ضروری سمجھتے ہو تو یہ تمہارا مغالطہ ہے۔ اس لیے کہ جناب سید کونین ﷺ کے لیے پوری دنیا ایسے ہے جیسے ہتھیلی مبارک پر رائی۔ بلکہ یہ شان تو غلام آستان کشور عالم ﷺ کی ہے۔ آپ کا مقام و مرتبہ اور اختیار تو لا تعد و لا تحصی ہیں۔ آپ کو زندہ کرنے کے لئے قبر پر جانے کی ضرورت نہیں۔ پھر قبر مبارک آپ سے اوجھل بھی نہیں۔

ورنہ پھر یہ بھی لازم آئے گا کہ مدینہ منورہ میں کب حضرت سیدنا عبد اللہ کی قبر پر گئے ؟۔؟۔؟

۳۔ جناب سرور عالم ﷺ تو مدینہ منورہ میں ہی یا کسی بھی مقام پر کسی بھی شخص یا اشخاص کو زندہ فرما کر اسے ایمان کی دولت سے نواز سکتے تھے اور ہیں۔۔۔

۱۔ صاحب مواہب لدنیہ نے لکھا ہے (ج۔۱، ص۔۱۷۵)

جتنے بھی بعض راوی مقام وصال و قبر حجون بتاتے ہیں ان کے متعلق ابن سعد نے ابن عباس اور زہری اور عاصم بن عمرو بن قتادہ سے روایت کی ہے ان راویوں میں بعض کی حدیث بعض کی حدیث میں داخل ہو گئی ہے۔ تو قارئین کرام کوئی بھی حدیث جس میں الفاظ ”بعض نے کہا“ وغیرہ یا کہا جاتا ہے“ پائی جائیں وہ کیسے قبول کر لی جائے جب کہ وہ واقعات اور حوادث کے خلاف ہو۔ پھر آخر میں ان حضرات نے بھی مقام ابواء ہی مقام قبر مبارک لکھا ہے۔

۲۔ قبر مبارک مقام ابواء سے مقام حجون (مکہ مکرمہ) کی منتقلی والی بات :

یہ بات حالات اور ذرائع آمد و رفت ناکافی ہونے کے سبب ناقابل عمل ہے نہ کبھی یہ واقعہ کسی سیرت نگار نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے۔ اگر ہجرت سے پہلے حالات پر نظر ڈالیں تو رسول کریم ﷺ کی مصروفیات اتنی ہیں کہ اس سے زیادہ اہم کام دعوت حق ہو رہا ہے اور کفار و مشرکین کی مخالفتیں اتنی عروج پر ہیں کہ بالآخر مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنا پڑتی ہے۔۔۔۔ اگر ہجرت کے بعد اور وصال پر ملال تک کے ۱۰ سال (۱۲۰ مہینے) دیکھیں تو رسول کریم ﷺ کی مصروفیات اس قدر زیادہ ہیں جن کا احصاء ناممکن ہے۔۔۔ اس لیے اس پیریڈ میں بھی قبر کی منتقلی ناممکن ہے۔

نتیجہ : مقام ابواء شریف ہی ہے۔ جو مقام حجون (مکہ مکرمہ) بتاتا ہے وہ اپنے ذہن کو خواہ مخواہ وادئ تشکیک میں پریشان کر رہا ہے۔ یہ کج فہمی، کم عقلی اور غیر دانشمندی کی دلیل ہے۔

حضرت سیدۂ کائنات جناب آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے وصال کا ایمان افروز حال

☆ حضور سرور عالم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کو حضرت حلیمہ کے واپس کرنے کے بعد آپ اپنی والدۂ ماجدہ اور اپنے دادا جناب عبد المطلب کے پاس تھے۔ جب آپ کی عمر مبارک چھے برس ہوئی تو آپ کی والدۂ معظّمہ جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ کو ننھیال بنو نجار، مدینہ منورہ لے کر گئیں، ام ایمن ساتھ تھیں۔ تاکہ آپ کی ملاقات ان سے کرائیں۔ کیونکہ حضرت عبد المطلب کی والدہ سلمی بنت عمرو خاندانِ بنو نجار سے تھیں۔ اس سے بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ رشتہ بہت دور کا تھا۔ پھر اتنے دور کے رشتہ داروں کی ملاقات کے لیے اتنا بڑا سفر کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ بعض مؤرخین کا یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کو تشریف لے گئی تھیں۔

حضرت اسماء بنت ابی رہم فرماتی ہیں کہ میری والدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھیں۔ اس وقت جناب محمد مصطفی ﷺ کی عمر چھے برس تھی۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے سر مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سیدہ کائنات جناب آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا نے آپ کے رخ زیبا کی طرف دیکھ کر یہ اشعار پڑھے۔

بارك الله فيك من غلام

يا ابن الذي من حومة الحمام

نجا بعون الملك العلام

فؤدي غداة الضرب بالسهام

بمأة من إبل سوام

ان صح ما أبصرت في المنام

فأنت مبعوث إلى الأنام

من عند ذي الجلال و الإكرام

تبعث في الحل و في الحرام

تبعث بالتحقيق و الإسلام

دين أبيك البر إبراهام

فالله أنهاك عن الأصنام

أن لا تواليها مع الأقوام

ترجمہ: اے میرے بیٹے! اللہ تجھے برکت سے نوازے۔ اے اس باپ کے فرزند جو قوم کا سردار اور شریف تھا۔

جس نے بر تر اور جود و سخا والے خدائے تعالی کی مدد سے نجات پائی جبکہ اس کے لیے تیروں سے قرعہ اندازی ہوئی اور اس کی دیت ادا کی گئی۔

یہ دیت ان سو اونٹوں کی صورت میں دی گئی جو شریف النسل تھے۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو:۔

تو خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے اہل عالم کے لیے نبی مبعوث ہو گا۔

تو حل و حرام میں نبی مبعوث ہوگا تاکہ حق و صداقت کو ظاہر کرے اور سلامتی کا پیغام دے۔

(تو اس دین پر مبعوث ہوگا) جو تیرے پاکباز جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا اور اللہ تعالیٰ تجھے بتوں سے بچائے رکھے گا۔ یعنی تو اصنام پرستی میں عرب کی اقوام سے دوستی نہیں رکھے گا۔

اس کے بعد سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

کل حي میت و کل جدید بال، و کل کبیر یفنی وأنا میتة و ذکري باق ، و قد ترکت خیرا ولدت طهرا ثم ماتت، فکنا نسمع نوح الجن علیها فحفظنا من ذلك.

مواہب ج۔۱، صفحہ ۳۳، مسالک الحنفاء صفحہ ۴۲، دلائل النبوۃ، خصائص کبریٰ)

کہ ہر ذی روح کو موت کی منزل سے گزرنا ہے اور ہر حادث کو ناپید ہونا ہے۔ میں ضرور مر رہی ہوں لیکن میرا ذکر باقی اور زندہ رہے گا۔ کیونکہ میں سراپا خیر کو چھوڑے جا رہی ہوں جس کو میں نے پاک اور طاہر جنا ہے۔ اس کے بعد وہ انتقال کر گئیں۔

باب-۸

دوبارہ اسی شبہ کا ازالہ

والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زندہ کر کے گفتگو کے لیے رسول خدا ﷺ کو قبور مبارک پر جانے کی مجبوری نہیں

جناب رسول اللہ ﷺ کے اختیارات کی وسعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

وسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا أ جعلنا من دون الرحمن ألهة یعبدون. (۴۳/۴۵)

ترجمہ: اور ان سے پوچھیں جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے، کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کی پوجا ہو۔

نکات:

۱۔ جناب محبوب خدا ﷺ کے مقام رسالت کی شان کے شایاں اللہ تعالیٰ نے یہ بات فرمائی کہ یا حبیب! آپ ان رسولوں سے (جو بظاہر پہلے تشریف لائے مثلاً سب سے پہلے حضرت آدم، پھر حضرت ادریس اور پھر جناب نوح وغیرہم علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جب چاہیں، جس جگہ چاہیں گفتگو فرمالیں۔

۲۔ اس بنا پر آپ ﷺ کسی بھی شخص یا اشخاص سے جب چاہیں، خواہ کسی بھی جگہ پر ہو، مدینہ منورہ میں بیٹھ کر یا کسی دوسرے مقام پر گفتگو فرما سکتے ہیں۔ آپ

ﷺ سے جگہ کی قید لگانا صرف اور صرف کم عقلی ہے۔ ضروری نہیں کہ فلاں جگہ یا قبر پر جائیں۔ نہیں ایسی بندش کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہی تو رسالت کا مقام ہے۔

۳۔ اس لیے آپ ﷺ کا اپنے والدین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کو زندہ کر کے ایمان کانے والے واقعات میں جگہ یعنی قبر مبارک کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

کیونکہ کوئی شخص حجۃ الوداع کے موقع پر مقام حجون میں جناب رسول رحمت ﷺ کا اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالی عنہا کو زندہ کرنے کی ضعیف حدیث پیش کر کے مقام ابواء کو مشکوک بنا رہا ہے اور لوگوں کے ذہنوں میں انتشار پیدا کر رہا ہے۔ اگر مقام قبر پر جانے کی پابندی ہو پھر حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر مبارک تو مدینہ منورہ میں ہے۔ پھر وہ صاحب بتائیں کہ کب جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اس جگہ تشریف لے گئے تھے۔

حاصل کلام

جناب رسول اللہ ﷺ حاکم کائنات ہیں، جس کسی کے ساتھ گفتگو کرنا چاہیں، وہ زمانہ ماضی میں ہو یا مستقبل میں، آپ ﷺ کسی بھی مقام سے، وہ مدینہ منور ہو یا کوئی اور جگہ ہو جو چاہیں، جب چاہیں زندہ کر کے گفتگو فرما سکتے ہیں۔

جان لو!

جناب رسالت مآب ﷺ کے والدین کریمین ازلی مومن ہیں۔ ہم تک جو ایمان کی روشنی پہنچی ہے یہ ان کی ادنی سی خیرات کا استعارہ ہے۔ اپنے ایمان کی فکر کریں۔ لوگوں کے ایمان کا جنازہ تو چند کوڑیوں کے عوض سڑکوں پر سر عام اٹھ رہا ہیں۔ دنیاوی مفاسد حاصل کرنے کے لیے دین ہی کو بازیچہ اطفال بنا رہے ہیں۔ فتوے بک گئے اور ایمان رسوا ہوا۔۔۔۔۔

إنا للہ و إنا إلیہ راجعون۔

فضیلت رسول کریم ﷺ

آپ ﷺ کے والدین کے زندہ ہونے والی حدیث پر بحث :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کے لیے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے۔ اس مسلک کی طرف حفاظ محدثین کے طائفہ کثیرہ کا میلان پایا جاتا ہے۔ جن میں ابن شاہین، حافظ ابو بکر خطیب بغدادی، امام سہیلی، امام قرطبی، محبّ طبری اور علامہ ناصر الدین دمشقی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔

ان حضرات نے اس مسلک کا استدلال اس روایت سے کیا ہے جسے علامہ ابن شاہین نے "الناسخ و المنسوخ" میں، حافظ ابو بکر خطیب بغدادی نے "السابق و اللاحق" میں، امام دار قطنی اور ابن عساکر نے "غرائب مالك" میں، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

حضور رسالت مآب ﷺ نے ہمارے ساتھ آخری حج ادا فرمایا اور آپ حجون کی گھاٹی سے نہایت غمزدہ حالت میں تشریف لا کر میرے پاس سے گزرے اور پھر آپ نیچے اتر کر طویل عرصہ تک وہاں قیام پذیر رہے اور پھر جب آپ وہاں سے لوٹ کر میرے پاس تشریف لائے تو آپ نہایت شادمان و شگفتہ خاطر تھے اور آپ کے ہونٹوں پر تبسم کھیل رہا تھا۔

میں نے آپ سے "اس خوشی" کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ان کو زندہ کرنے کی دعا کی

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا اور وہ مجھ پر ایمان لے آئیں، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں واپس بلا لیا۔

یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں

اس حدیث پاک کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے بلکہ "بعض نے" اسے موضوع بھی کہا لیکن درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، موضوع نہیں۔

میں نے اس امر کی وضاحت کے لیے ایک جز علیحدہ تالیف کر رکھی ہے اور امام سہیلی نے "الروض الانف" میں اسے ایک سند سے بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس روایت میں دو راوی غیر معروف ہیں، ان کی روایت ہے کہ :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم کے حضور میں دعا کی کہ میرے والدین کو زندہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خاطر ان کو زندہ فرما دیا اور وہ آپ پر ایمان لائے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے دی۔

خدا کی قدرت

حضرت امام سہیلی علیہ الرحمہ اس روایت کو بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے اور اس کی رحمت و قدرت کسی امر میں درماندہ اور کمزور نہیں۔ اور حضور نبی کریم ﷺ اس بات کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جس بزرگی اور خصوصیت سے سرفراز فرمانا چاہے فرما دے۔

اور حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زندہ کرنے والی حدیث کا نہی عن الاستغفار والی حدیث سے کوئی تعارض نہیں اور اس کی دلیل ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیان کردہ وہ حدیث ہے جس میں حجۃ الوداع کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے علامہ ابن شاہین نے اس حدیث کو دوسری حدیث کا ناسخ قرار دیا ہے۔

حضور ﷺ کا احیائے موتی

علامہ ناصر الدین منیر مالکی کتاب "المقتفیٰ فی شرف المصطفیٰ ﷺ" میں فرماتے ہیں کہ:

ہمارے نبی مکرم ﷺ کے لیے مردوں کو زندہ کیا گیا اور یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کی مثل و نظیر ہے، یہاں تک کہ آپ نے مزید وضاحت سے فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کفار کے لیے استغفار سے منع فرمایا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، میرے والدین کو زندہ کیا جائے، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خاطر آپ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور حالتِ ایمان میں فوت ہوئے۔

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل آپ کے وصال مبارک تک مسلسل ظہور پذیر ہوتے رہے اور یہ بات بھی آپ کے فضائل میں ہے۔ نیز کہ کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کا زندہ ہونا اور ایمان لانا عقلاً اور شرعاً ممتنع نہیں۔ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے مقتول کا قاتل کے متعلق اطلاع دینے کا ذکر موجود ہے اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے، اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم ﷺ کے ہاتھوں پر مردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا۔

پس جب یہ امور ثابت ہیں تو حضور رسالت مآب ﷺ کے والدین کریمین کے زندہ کرنے کے بعد ایمان لانے میں بھی کوئی امتناع نہیں، بلکہ یہ تو حضور ﷺ کے فضل و کرامت میں اضافہ کا باعث ہے۔

ائمہ امت کے اقوال

یہاں ہم علماء امت میں سے بعض مسلمہ شخصیات کی تصریحات کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ آپ کے والدین کریمین کو مسلمان تصور کرنا چاہیے۔

۱۔ امام فخر الدین رازی (جو کہ تمام مفسرین کے سر تاج ہیں) آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ففيه دلالة أن جميع أبائه ﷺ كانوا مسلمين۔

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ آپ کے تمام آباؤ اجداد گرامی مسلمان تھے۔

۲۔ حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

إن أباء النبي ﷺ و أمهاته إلى أدم و حوا ليس فيهم كافر لأن

لایقال في حقه طاهر، بل هو نجس۔

آپ ﷺ کے آباء وامہات حضرت آدم و حوا تک تمام کے تمام مسلمان ہیں، کافر نہیں۔ کیونکہ کافر نجس ہوتے ہیں، طاہر نہیں ہوتے۔ (حالانکہ کتاب و سنت نے آپ کے آباء واجداد کو طاہر قرار دیا ہے)۔ (افضل القریٰ)

۳۔ امام زرقانی نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

إذا سئلت عنهمافقل هما ناجيان في الجنة۔ (زرقانی علی المواہب)

اے مسلمان! جب کوئی تجھ سے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں پوچھے تو فوراً کہہ کہ وہ تو ناجی ہیں جنت میں ہیں۔

۴۔ امام جلال الدین سیوطی نے اس موضوع پر مستقل ۷ کتابیں لکھی ہیں، جن میں ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے والدین جنتی ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں :

١۔ مسالك الحنفاء في والدي المصطفى ﷺ

٢۔ الدرج المنيفة في الأباء الشريفة

٣۔ المقال السندسية في النسبة المصطفوية

٤۔ التعظيم و المنة في أن أبوى رسول الله ﷺ في الجنة۔

٥۔ نشر العالمين المنيفين في إحياء الأبوين الشريفين۔

٦۔ السبل الجلية في الأباء العلية

٧۔ الفوائد الكامنة في إيمان السيدة آمنة رضى الله تعالى عنها

۵۔ امام شامی (جن کا فتویٰ تمام امت مسلمہ کے ہاں مقبول ہے) لکھتے ہیں :

ألا ترى أن نبينا ﷺ قد أكرمه الله تعالى بحياة أبويه له حتى امنا به كما في الحديث، صححه القرطبي و ابن ناصر الدين الدمشقي بالإيمان بعد على خلاف القاعدة إكراما لنبيهم ﷺ

حدیث میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین (بھی) بطور معجزہ ایمان لائے۔ امام قرطبی، حافظ ناصر الدین دمشقی جیسے مسلمہ لوگوں نے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور یہ تمام بطور خرق عادت حضور ﷺ کے اکرام کے پیش نظر ہوا۔ (فتاویٰ شامی : ۱/ ۲۹۸)

جناب سرور کونین ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما ازل سے ہی صاحب ایمان ہیں۔ اسی لئے تو فخرِ کون و مکاں، رحمت عالمیاں، نازش جہاں، شہ مرسلاں ﷺ کے وجود سعید کو کارخانۂ ہستی میں بھیجنے کے لیے اس اطیب و اطہر گھرانے اور بے مثل و مثال، یکتائے روزگار، باعث زینت ہر کمال والد جناب سیدنا عبداللہ اور والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہما کا انتخاب فرمایا ہے۔

اسم گرامی جناب سیدنا "عبد اللہ" اور اسم گرامی "جناب سیدہ "آمنہ" کس چیز کی علامت ہیں؟

فیصلے تو ازل سے ہو چکے، اب ادھر ادھر کے سہارے ڈھونڈنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

۶۔ قاضی ابو بکر ابن العربی سے کسی سائل نے ایسے شخص کے بارے میں یہ سوال کیا کہ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کریمین کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ وہ دوزخ میں ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا :

إنه ملعون بقوله تعالى

"إن الذين يؤذون الله و رسوله لعنهم الله في الدنيا و الآخرة و أعدلهم عذابا مهينا۔

ولا أذى أعظم من أن يقال أبويه في النار۔

وہ شخص لعنتی ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے پیش نظر کہ :

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے"۔

اور کسی کے والدین کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ آگ میں ہیں اس سے بڑھ کر اذیت نہیں ہو سکتی۔

۷۔ علامہ آلوسی "و تقلبك في الساجدين" کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

اکثر اکابر اہل سنت نے اس آیت سے آپ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے (جو درست ہے)۔ ملا علی قاری کی ناک خاک آلود ہو، میں اس شخص کے بارے میں ڈرتا ہوں جو آپ کے والدین کے کفر کا قائل ہے، کیونکہ قرآنی آیات اور احادیث اس بات پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ آپ کے آباؤ اجداد میں کوئی کافر و مشرک نہیں۔ کیونکہ کافر و مشرک کو اللہ تعالیٰ نے إنما المشركون نجس فرما کر پلید قرار دیا ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو آپ اپنے تمام آباء کو پاکیزہ کس طرح فرما سکتے تھے؟

ایک مغالطہ کا ازالہ

اگر اس موقع پر یہ سوال کیا جائے کہ سابقہ گفتگو میں جن آیات اور احادیث کا ذکر آیا ہے ان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے والدین فوت ہونے سے پہلے ہی موحد مسلمان تھے، جب کہ مذکورہ روایات واضح طور پر نشاندہی کر رہی ہیں کہ پہلے مسلمان نہ تھے، بلکہ دوبارہ زندہ ہو کر اسلام لائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما واقعتاً پہلے ہی مسلمان تھے، اب زندہ ہو کر اسلام اس لیے نہیں کہ وہ مسلمان نہیں تھے بلکہ مقصدئی تھا کہ وہ درجہ صحابیت پر فائز ہو جائیں۔

امام عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں :

و الجمع أن الإحياء كرامة لهما يضاعف ثوابهما

ان روایات کے درمیان موافقت اس طرح ہے کہ ان کو زندہ اسلام لانے کے لیے نہیں کیا گیا تھا، فقط اس لیے کہ ان کی عزت و کرامت کا اظہار اور ان کے درجات میں مزید اضافہ ہو۔ (النبراس: ۵۲۷)

باب۔۹

حضرت سیدنا عبداللہ

اور جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی ہیں

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی اس نور کی قدر و منزلت پوری احتیاط سے کی، یعنی ہمیشہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا اور اگرچہ زمانہ کو کفر و شرک کی تاریکیوں نے بارہا مکدر کیا، لیکن حضور ﷺ کے آباء کرام اور امہات طاہرات حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام سے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک متواتر موحد، مومن، صالح ہوتے چلے آئے، اور ان سے کوئی بھی کفر و شرک کی رجس میں ملوث نہ ہوا، اور شان ختم نبوت کا تقاضا بھی یہی تھا۔

اسلام آبائے نبی ﷺ کے بارے میں تفاسیر و احادیث میں دلائل کافی ہیں۔ چند ایک تحریر کئے جاتے ہیں :۔

ا۔ حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے :

و توکل علی العزیز الرحیم الذي یراك حین تقوم و تقلبك في السٰجدین۔

اور آپ توکل کریں اوپر غالب مہربان کے، جو دیکھتا ہے آپ کو جس وقت سجدے سے اٹھتے ہیں اور سجدہ گزاروں میں آپ کا منتقل ہونا۔

اس آیت کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں :

و یقال في أصلاب أبائك الأولین

یعنی آپ کا نور اپنے آباء کرام کے اصلاب میں ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا، مطلب یہ کہ آپ کے آبائے کرام و امہات محترمات ساجدین یعنی مسلمین تھے۔

اور حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی تفسیر در منثور میں اس آیت کے تحت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں :۔

"مازال النبي ﷺ یتقلب في أصلاب الأنبیاء حتی ولدت أمه"

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اصلاب انبیاء میں منتقل ہوتے چلے آئے حتی کہ آپ کی والدہ نے آپ ﷺ کو جنم دیا۔

حضرت امام شہاب الدین احمد ابن الحجر المکی الہیتمی افضل القریٰ لقراء أم القریٰ میں رقم طراز ہیں :

"و أیضا قال اللہ تعالی و تقلبك في الساجدین علی أحد التفاسیر فیه أن لامراد تنقل نورہ من ساجد إلی ساجد و حینئذ فهذا صریح في أن أبوي النبي ﷺ آمنة و عبداللہ من أهل الجنة لأنهما أقرب المختارین له ﷺ و هذا هو الحق"۔

یعنی آیہ کریمہ **و تقلبك في الساجدین** کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا، تو

اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت سے ہیں کہ وہ تو ان سب بندوں میں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے لیے چنا تھا قریب تر ہیں، اور یہی قول حق ہے۔

اور نسیم الریاض شرح شفا (از قاضی عیاض) میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"من نبي إلى نبي حتى أخرجتك نبيا"۔

یعنی میں آپ کو ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ تم کو نبی پیدا کیا۔

۲۔ حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

لقد جاء كم رسول من أنفسكم

آیا تمہارے پاس پیغمبر تمہیں میں سے۔

ایک قرأت أنفَسِكُمْ فاء فتح کے ساتھ ہے۔

اب اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آیا تمہارے پاس رسول تمہارے نفیس ترین میں سے۔

چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے:

و قرى من أنفسكم أي من أشرفكم

اور ایسا ہی تفسیر کبیر میں ہے۔

امام قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی کتاب الشفاء في تعريف حقوق المصطفى ﷺ فصل اول میں لکھتے ہیں:

"بقوله تعالى لقد جاء كم رسول من أنفسكم الآية

قال السمرقندي و قرأ بعضهم من أنفسكم بفتح الفاء و كونه من أشرفهم و أرفعهم على قرأة الفتح"

یعنی امام ابو اللیث سمرقندی نے فرمایا کہ بعض قراء نے فتح فاء سے پڑھا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آیا تمہارے پاس رسول اشرف اور ارفع اور افضل تم میں سے۔

اور شفا قاضی عیاض میں ہے:

وروي عن علي بن أبي طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

قال عليه السلام في قوله تعالى من أنفسكم قال نسبا و صهرا و حسبا، قال ليس في أبائي من لدن أدم سفاح، كلها نكاح۔

قال ابن الكلبي:

" كتبت للنبي ﷺ خمس مائة أم فما وجدت فيهن سفاحا ولا شيئا مما كان عليه الجاهلية"۔

یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے أنفَسكم پڑھا۔

کہ میں نسب اور صہر و حسب میں تم سب سے عمدہ تر ہوں، اور میرے

آبائے کرام میں حضرت آدم سے لے کر اب تک سفاح (زنا) نہ تھا بلکہ نکاح تھا۔

امام کلبی فرماتے ہیں کہ:

میں نے حضور ﷺ کی پانسو امہات طیبات کا سلسلہ لکھا، پس میں نے ان سے سفاح کو نہ پایا۔ اور نہ ایام جاہلیت کی کسی چیز کو، مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی تمام امہات مومنات، عفیفات اور تقوی شعار تھیں۔

ف۔ پانسو امہات سے مراد آنحضرت کی نانیاں پڑنانیاں ہیں۔

۳۔ اللہ تعالی جل مجدہ کا ارشاد ہے:

يأيها الذين أمنوا إنما المشركون نجس

اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں۔

اس آیت میں بھی اسلام آبائے کرام نبوی پر استدلال کیا جاتا ہے، کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

کہ میں پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ آپ ﷺ کے تمام آبائے کرام اور امہات طاہرات سب اہل ایمان و توحید ہیں۔ اس لیے کہ نص قرآنی میں کسی کافرہ کے لیے کرم وطہارت سے حصہ نہیں۔

امام ابن حجر الہیتمی افضل القری میں تحریر فرماتے ہیں:

إن آباء النبي ﷺ غير الأنبياء و أمهاته إلى آدم و حوا ليس فيهم كافر لأن الكافر لايقال في حقه أنه مختار و لا كريم و لا طاهر، بل نجس ، قد صرحت الأحاديث بأنهم مختارون و أن

الأباء كرام و الأمهات طاهرات۔

یعنی آنحضرت ﷺ کے سلسلہ میں بعض تو انبیاء ہیں اور جو ان کے علاوہ آپ سے لے کر حضرت آدم و حوا تک ہوئے، کوئی ان میں کافر نہ تھا، کیونکہ کافر کے حق میں پسندیدہ اور کریم اور پاک نہیں جا سکتا، بلکہ نجس کہا جا سکتا ہے۔ اور حضور ﷺ کے آباؤ اجداد کے متعلق احادیث میں تصریح ہے کہ وہ سب پسندیدہ تھے، باپ دادے کرام تھے، اور امہات پاکیزہ تر تھیں۔

۴۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بعثت من خير قرون بني آدم قرنا فقرنا حتى كنت من القرن الذي كنت منه۔

یعنی میں بھیجا گیا ہوں بہتر طبقوں سے اولاد آدم کے ہر زمانے میں یہاں تک کہ ہوا ہوں اس طبقہ سے جو بہتر ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعة اللمعات شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"گفت آنحضرت ﷺ بر انگیختہ شدہ و فرستادی شدہ ام من از بہترین طبقات فرزندان آدم قرنے بعد از قرنے یعنی در ہر قرن در صلبہائے پدران میگشتم و مراد بخیر قرون بنی آدم ہر طبقہ ایست کہ پدران آنحضرت ﷺ دران طبقہ بودند و آنحضرت ﷺ در اصلاب آنہا بود چنانچہ بعد از اسماعیل علیہ السلام کنانہ وبعد ازوے قریش بود بعد ازوے ہاشم بود حتى من القرن الذي كنت منه تا آنکہ شدم از قرنے کہ شدم ازوے۔ اتا آبائے کرام آنحضرت ﷺ پس ہمہ

ایشاں از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر انداز دنس کفر و رجس شرک چنانچہ فرمود بیروں آمدہ از اصلاب طیبہ بارحام طاہرہ"۔

خلاصہ مطلب یہ کہ آنحضرت ﷺ کے تمام آباؤ و امہات کفر کی برائی اور شرکت کی پلیدی سے پاک و طاہر تھے۔

ایسا ہی لکھتے ہیں اس حدیث کی شرح میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی ، تیسر القاری شرح صحیح بخاری کی تیسری جلد میں ، اور بدر الدین عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کی ساتویں جلد میں ، اور امام شہاب الدین احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کی چھٹی جلد میں ، اور امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں۔

حافظ ابو نعیم محدث دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے لائے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لم أزل أنقل من أصلاب الطاهرين إلى أرحام الطاهرات۔

یعنی میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں سے منتقل ہوتا رہا ہوں۔

طوالت مضمون کے خوف سے انہیں چند دلائل پر اکتفاء پر کیا گیا ہے ورنہ اسلام آبائے نبی ﷺ میں بہت احادیث و اقوال وارد ہیں ، اور اسی طرف گئے ہیں ، جمہور علماء کرام ، مثلاً امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر ، اور علامہ محمد بن ابی شریف الحسنی التلمسانی شارح شفاء ، اور علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح مواہب لدنیہ ، اور امام شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی صاحب افضل القریٰ ، اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی شارح مشکوۃ ، اور علامہ نور الحق محدث دہلوی شارح

بخاری ، اور علامہ شیخ الاسلام حنفی شارح بخاری ، اور امام ابو الحسن علی بن محمد ماوردی صاحب الحاوی الکبیر ، اور مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی ، اور علامہ سید محمد ابن عابدین شامی صاحب رد المحتار ، اور امام عبد الروف مناوی صاحب التیسیر شرح جامع صغیر ، اور قطب الامام بوصیری عطاء رسول صاحب ہمزیہ ، و بردہ اور امام شیخ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی صاحب دلائل الخیرات اور علامہ عطاء اللہ محدث المعروف بہ جمالی الحسینی صاحب روضۃ الأحباب اور مولانا معین الدین الہروی صاحب معارج النبوۃ اور مولانا عبد الرحمن جامی صاحب شواہد النبوۃ اور مولوی محمد باقر گاہ مدراسی صاحب ہشت بہشت اپنی اپنی تصانیف عالیہ میں۔

اور اکثر علماء عظام نے ایمان آبائے نبی ﷺ میں مستقل رسالے لکھے ہیں مثلاً امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی نے سات رسالے مسالك الحنفاء في والدي المصطفى ، الدرج المنيفة في الآباء الشريفة۔ ودیگر۔

باب-۱۰

ایمان حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فرمان رسول کریم ﷺ:

میں اپنی ماں کی بشارت ہوں۔

عن العرباض بن سارية قال:

قال رسول الله ﷺ:

إنّي عند الله لخاتم النبيين و إن آدم لمنجدل في طينته و سأخبركم بأول ذلك- أنا دعوة أبي ابراهيم و بشارة عيسى و رؤيا أمي التي رأت و كذلك أمهات النبيين يرين-

(ابن جوزی: الوفاج-۱، ص-۳۶، ضیاء النبی ﷺ ج-۱، ص-۹۲

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا میں بارگاہِ الٰہی میں خاتم النبیین کے مرتبہ پر فائز تھا در آں حالیکہ حضرت آدم کا خمیر تیار ہو رہا تھا، اور میں اس امر کی ابتدا سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر ہوں، میں وہ ہوں جس کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی تھی، اور میں اپنی والدہ محترمہ کے خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا۔ اس طرح انبیائے کرام کی امہات کو بھی اس قسم کا خواب دکھایا جاتا تھا۔

نتیجہ

۱۔ بشارتیں مومنین کو دی جاتی ہیں نہ کہ کافروں کو۔

۲۔ تمام انبیاء کرام کی مائیں مومنہ تھیں۔

۳۔ حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ تھیں ان کے تلوؤں کے نیچے جو زمین آئی اللہ تعالیٰ نے اسے شعائر اللہ قرار دے دیا اور حکم دیا کہ قیامت تک تم جب حج و عمرہ کرنے آؤ تو اس "ماں" کی سنت پوری کرو، تب تمہارا حج و عمرہ پورا ہوگا۔

۱۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ عظیم خاتون ہیں کہ آج سید الانبیاء ہونے والی ہستی کی ماں کا شرف حاصل ہے اور یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور یہ فیصلہ اٹل ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور بے پایاں حکمت شامل ہوتی ہے۔

نور کی ماں

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے جناب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:

أخبرنا عن نفسك-

یا رسول اللہ! آپ ہمیں اپنی ذات والا صفات کے بارے میں ارشاد فرمائیں تو

حضور پر نور ﷺ نے فرمایا:

أنا دعوة أبي ابراهيم و بشرىٰ عيسىٰ عليه السلام و رأت أمي

حين حملت بي، أنه خرج منها نور أضاءت له قصور الشام۔

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور جب میری والدہ ماجدہ مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نور کا ان سے ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ وہ نور میں ہوں۔

(دلائل النبوت : بیہقی ص ۱۱۰، جلد۔۱، دارمی شریف جلد۔۱، ص ۱۷، خصائص کبریٰ جلد۔۱، ص۔ ۱۱۴، تفسیر ابن کثیر جلد۔ ۴، ص ۳۶۰، زرقانی شریف جلد۔۱، صفحہ ۱۱۶، جواہر البحار ص۔ ۱۴۴، سیرت نبویہ : سید زینی دحلان ص۔ ۲۷، مشکوٰۃ شریف ص۔ ۵۱۳)

فائدہ

جس خوش قسمت ماں کو ایسے نور عالی کی امانت سپرد ہوئی اس کے لیے ایسے ویسے گمان رکھنا بد قسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی نور کو جس بشریت کے خمیر مبارک میں جگہ ملی اس کی گرد کعبہ وبیت المعمور اور عرش سے افضل و اعلیٰ ہے، اس پر مخالفین کو اتفاق ہے تو کیا اس نور کی ماں ایمان جیسی دولت سے محروم سمجھی جائے۔۔ توبہ۔۔ توبہ۔۔ ہزار ہا بار توبہ۔۔ استغفر اللہ۔

نور کا ظہور

جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

لما ولدته خرج مني نور أضاء له قصور الشام

جب میں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنم دیا تو مجھ سے ایک ایسا نور ہویدا ہوا جس کی تابانیوں سے شام کے محلات ان کے لیے چمکنے لگے۔

(خصائص کبریٰ ج۔۱، ص۔۱۱۶، مواہب لدنیہ ص۔۲۲، زرقانی شریف)

ایضا :

جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

رأيت كان شهابا خرج مني أضاءت له الأرض۔

میں نے دیکھا کہ مجھ سے روشن ستارہ ظاہر ہوا جس سے پوری زمین منور اور روشن ہو گئی۔

(خصائص کبریٰ ج۔۱، ص۔۱۱۶، مواہب لدنیہ ص۔۲۲، سیرت حلبیہ ج۔۱، ص۔۷۷)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

لما فصل مني خرج معه نور أضاء له ما بين المشرق و المغرب۔

جب حضور پرنور ﷺ پیدا ہوئے تو ان سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز منور و روشن ہو گئی۔

(خصائص کبریٰ ج۔۱، ص۔۱۱۵، مواہب لدنیہ ص۔۲۲، زرقانی، سیرت حلبیہ ج۔۱، ص۔۹۱، الانوار المحمدیہ ص۔۱۶، البدایہ والنہایہ ج۔۲، ص۔م ۲۶۴، ماثبت بالسنۃ ص۔۵۳)

جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کا خواب

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پھر میری والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے شکم میں نور ہے۔

(مواہب ج۔ ا، ص۔ ۱۰۷)

نور شکم آمنہ میں:

آپ فرماتی ہیں کہ مدت حمل میں مجھے کسی قسم کی ذرا بھر کوئی تکلیف یا کوئی شکایت یا ان چیزوں کی خواہش جو حاملہ عورتوں کو ہوا کرتی ہے، نہیں ہوئی۔ بلکہ طبیعت میں فرحت، جسم میں خوشبو اور چہرے میں چمک پیدا ہو گئی۔ اور میں نے کسی عورت کے حمل کو نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ خفیف اور برکت میں اس سے زیادہ عظیم ہو۔

(زرقانی علی المواہب ۱/ ۱۰۹)

هذا و قد حملت أم الحبيب به

وليس في حملها كوب و لا ضرر

بے شک حبیب کی والدہ اس حبیب کے ساتھ حاملہ ہو گئی اور اس حمل میں کسی قسم کی نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ کوئی نقصان۔

دوسرا خواب

آپ فرماتی ہیں کہ خواب میں کسی کہنے والے نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ تم سید العالمین، خیر البریہ اور اس امت کے نبی کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو؟ جب وہ پیدا ہو تو ان کا نام محمد (ﷺ) رکھنا اور یہ تعویذ ان کے گلے میں ڈال دینا۔ جب میں بیدار ہوئی تو ایک سونے کا صحیفہ میرے سر کے پاس پڑا تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔

أعيذه بالصمد الواحد

من شر كل حاسد

و كل خلق رائد

من قائم و قاعد

ترجمہ: اس اللہ تعالی یکتا و بے نیاز کی جناب محمد (ﷺ) کے لیے ہر حاسد کے شر و تکلیف سے پناہ چاہتی ہوں، اور ہر اس مخلوق سے جو بدی کا طالب ہے وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، اس کے شر سے حفظ و امان چاہتی ہوں۔

قارئین کرام!

جس ماں کو ایسے مناظر نصیب ہوئے ہوں وہ ایمان اور توحید سے خالی رہے؟ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن ضدی اور ہٹ دھرم کا کوئی علاج نہیں۔ اسے نہ چھیڑا جائے تو بہتر ہے۔ ہمیں تو ان خوش نصیبوں سے اپیل ہے جو حبیب خدا ﷺ کو حبیب خدا ﷺ مانتے ہیں۔

ظہور نور کے لیے نورانی انتظام

تفصیلی واقعات تو کتب میلاد شریف میں ہیں۔ یہاں چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں تاکہ ایمان تازہ ہو، اور بدبخت کا دل جل کر اور سیاہ ہو۔ روایات میں ہے کہ جب دعائے خلیل اور نوید مسیحا کے مجسم بن کر ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور آفتاب کو عظیم نورانیت کا لباس پہنا دو تاکہ اس کی روشنی اور زیادہ ہو۔

(دلائل النبوت، خصائص کبریٰ ص۔ ۴۷، زرقانی علی المواہب ج۔ ۱، ص۔ ۱۱۱)

مریم آسیہ اور حوریں

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی پیدائش کا وقت قریب آگیا تو اس وقت حضرت عبدالمطلب کعبہ میں تھے، اور میں گھر میں اکیلی تھی، مجھ پر خوف طاری ہوا۔ اس وقت ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا بازو میرے سینے پر پھیرا۔ جس کے پھیرتے ہی میرا سب خوف جاتا رہا۔ پھر میں نے اپنے پاس ایک سفید چیز کا بھرا ہوا پیالہ دیکھا جس کو میں نے دودھ گمان کیا۔ اس وقت مجھے پیاس بھی تھی۔ میں نے اس کو پی لیا، پھر ایک نور سا ظاہر ہوا تو میں نے اپنے پاس چند عورتوں کو پایا جو قد و قامت اور حسن و جمال میں عبد مناف کی بیٹیوں کی مثل یعنی بہت ہی حسین و جمیل تھیں۔ انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور ان کو کس شخص نے میرے حال کی خبر دی ہے کہ میرے پاس آئی ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم

آسیہ (فرعون کی بیوی) اور مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) ہیں۔ اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔ پھر میں نے مردوں (یہ ملائکہ تھے جو مردوں کی شکل میں متشکل تھے) کو دیکھا کہ ہوا میں (بسلسلہ ولادت تعظیماً کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی ابریقیں ہیں۔ پھر میں نے پرندوں کے جھنڈ دیکھے جنھوں نے آکر میرے حجرہ کو ڈھانپ لیا۔ ان کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے تو میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا، اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ شریف پر نصب تھا۔

(زرقانی علی المواہب ج۔۱، ص۔ ۱۱۲)

پیدائشی عالم ملک و ملکوت

آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے ملک شام کے محلات کو دیکھ لیا اور آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔ آپ نہایت ہی پاک و صاف، طیب و طاہر تھے۔ آپ سے ایسی پاکیزہ اور تیز خوشبو ظاہر ہوئی کہ سارا گھر معطر ہو گیا اور پیدا ہوتے ہی آپ بہ تضرع سجدے میں چلے گئے اور آپ کی شہادت کی دونوں مبارک انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور باقی انگلیاں سب بند تھیں۔

چودہ طبق کا مالک و مختار

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آسمان کی طرف سے ایک سفید نور ابر آتا ہوا دیکھا جس میں سفید گھوڑوں کے ہنہنانے، طائروں کے بازوؤں کی حرکت اور فرشتوں کے کلام کی آواز آتی تھی۔ اس نے آکر آپ کو ڈھانپ لیا اور مجھ سے غائب کر دیا، پھر میں نے سنا کہ کوئی منادی ندا کر رہا ہے کہ آپ کے روئے زمین اور اس کے مشارق و مغارب کا طواف اور ساتوں دریاؤں کی سیر کراؤ۔ اور ہر ذی روح جن وانس، وحوش وطیور اور ملائکہ کے سامنے پیش کرو تا کہ تمام مخلوق آپ کو اور آپ کے نام کو اور صفات حسنہ کو پہچان لے۔ آپ کو جناب حضرت آدم علیہ السلام کا خلق، جناب شیث علیہ السلام کی معرفت، جناب نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، جناب صالح علیہ السلام کی فصاحت، جناب لوط علیہ السلام کی حکمت، جناب یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت و قوت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام اطاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، جناب داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی حب، جناب الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحیی علیہ السلام کی عصمت، جناب عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر دو اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق میں غوطہ دو تا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے صفات آپ میں جمع ہوں۔ پھر وہ ابر ہٹ گیا، تو میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ سبز رنگ کے ریشم کو پکڑے ہوئے ہیں جو رسی کی مانند

لپٹا ہوا تھا اور اس سے پانی نکل رہا تھا۔ یکایک ایک آواز آئی کہ بخ بخ محمد (ﷺ) نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے اور کوئی مخلوق ایسی نہیں جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

غیبی فرشتے

جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو چودھویں کے چاند کی چمکتے ہوئے پایا۔ اور آپ کے جسم سے نہایت پاکیزہ اور تیز خوشبو مہک رہی تھی۔ پھر میں نے تین آدمی دیکھے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے حریر کو پھیلایا اور اس میں سے ایک ایسی مہر نکالی جس کا نور اتنا تیز تھا کہ آنکھوں میں اس کے تاب نہیں تھی دیکھنے والے کے لیے۔ پھر اس نے لوٹے سے آپ کو سات بار غسل دیا اور اسی مہر سے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی۔ اور حریر میں آپ کو لپیٹ کر اٹھایا۔ اور ایک ساعت اپنے بازوؤں پر رکھا، پھر مجھے دیا اور غائب ہو گئے۔

(زرقانی ج۔۱، ص۔۱۱۳، خصائص کبریٰ ج۔۱، ص۔۴۸)

گواہیاں

ہم تو روایات مذکوری کو اپنا ایمان کہتے ہیں۔ لیکن مخالفین نہ مانیں تو ہاں۔ اگر ان کے لیے ایسے لوگوں کی گواہی پیش کرتے ہیں کہ جن کو وہ مانتے ہیں کہ ان کی بات حق اور سچ ہے۔

محدث ابن جوزی کی گواہی

آپ اپنی کتاب "الوفا باحوال المصطفی" میں روایت درج فرماتے ہیں :

إن أمه رأت حين وضعته نورا أضاءت منه قصور الشام۔

بے شک نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ جب انہوں نے آپ ﷺ کو جنم دیا تو حضور ﷺ کے نور سے شام کے محلات منور اور روشن ہو گئے۔

(کتاب الوفا ج۔۱، ص۔۳۶)

محدث بیہقی کی گواہی

آپ لکھتے ہیں :

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا فرمائی ہیں :

إني رأيت خرج مني نور أضاءت له قصور الشام۔

میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے محلات کو روشن اور منور ہوتے دیکھا۔

☆ گواہی دیوبندیوں کے مفسر اور ان کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی۔ وہ نشر الطیب میں لکھتے ہیں :

کہ حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس نے شہر بصریٰ علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے۔ كذا في سيرة ابن هشام۔

(نشر الطیب ص۔۱۷)

وہابی کی گواہی

مولوی ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں :

کہ حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے شہر بصریٰ کے محلات دیکھ لیے۔

(سیرت مصطفی ﷺ ج۔۱، ص۔۱۴۷)

بے شک رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے بھی آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(سیرت المصطفی ﷺ ج۔۱، ص۔۱۴۷)

ایک نبی کی ماں کے تلووں کے نیچے زمین

شعائر اللہ میں سے ہے

قرآن مجید میں حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر ہے

جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہیں جس نے اپنے پیارے بیٹے کے لیے ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک پریشانی کے عالم میں دوڑ لگائی تھی۔ ان پہاڑیوں کے ذرات نے اس ماں کے مقدس تلووں کے صرف بوسے لیے تھے، لیکن اسی نسبت پر بارگاہ ایزدی میں خواستگار ہوئے کہ :

اے مولیٰ!

ہمیں اور تو کوئی شرف حاصل نہیں سوائے اس کے کہ ہم نے نبی زادے کی ماں کے تلووں کے بوسے لیے ہیں۔ تو رب العزت نے فرمایا کہ تم کیا جانو کہ یہ شرف کتنا بڑا اشرف ہے۔ چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہوا :

"بے شک صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں"۔

تو جب زمین کے ایک ٹکڑے کو نبی کی ماں کے مقدس تلووں کی برکت سے یہ اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانی کہلایا، تو اس عظیم ماں یعنی جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا جس نے سرور کونین، ہادی کل، ختم الرسل، جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبےٰ ﷺ کو جنم دیا ہے۔ یقیناً ان کا مرتبہ و مقام روئے زمین کی تمام ماؤں سے افضل و اعلیٰ ترین ہے۔

اور جہاں تک ام رسول ﷺ کی قبر انور کی حرمت کا تعلق ہے تو اس کی حرمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود شہنشاہ کونین سرکار دو عالم ﷺ

اس پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس اعتبار سے یہ قبر مبارک نہ صرف اسلام کی ایک مقدس نشانی ہے بلکہ اس پر حاضری دینا سنت نبوی بھی ہے۔ اور اس نشانی کو اپنی اصلی جگہ سے ہٹانا، اس کا چھپانا یا مٹا دینا حضور ﷺ کی سنت کی توہین ہے۔ اور اس کی جسارت کوئی مسلمان تو نہیں کر سکتا۔ ڈرو۔۔ اور خدا جبار و قہار کی لعنت کا طوق گلے میں ڈالنے سے بچنے کا چارہ کر اوئے نجدی۔

دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کی مائیں

ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کے کمالات دوسرے انبیاء ورسل علیٰ نبینا و علیہم السلام کے ہر کمال سے اکمل و اتم ہے۔ ہم دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امہات کے متعلق تحقیق کریں تو وہ ایمان و توحید سے معمور و سرشار ہیں۔ چنانچہ حضرت امام جلال الملۃ والدین جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مسالک الحفاء میں فرماتے ہیں کہ :

میں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی امہات کی جستجو کی، تو ان سب کو مومنات پایا۔ چنانچہ سیدنا اسحاق و موسیٰ و ہارون و عیسیٰ علیہم السلام کی ماؤں، اور حوا ام شیث علیہ السلام کا ذکر تو قرآن کریم میں ہے۔ بلکہ ایک قول یہ ہے کہ نبی بھی تھیں۔ اور احادیث میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ اور ان کی اولاد کی مائیں اور داؤد و سلیمان و زکریا و یحیٰی، شمویل و شمعون اور ذوی الکفل علیہم السلام کی ماؤں کا ایمان دار ہونا مذکور ہے اور بعض مفسرین نے ام نوح اور ام جناب ابراہیم علیہما السلام کے ایمان کی بھی

تصریح کی ہے۔ اور اسے ابن حبان نے اپنی تفسیر میں ترجیح دی ہے۔

فائدہ

☆ حاکم نے "المستدرک" میں صحت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا:

تمام انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے۔ مگر بارہ نبی یعنی حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، جناب سرکار دو عالم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ، حضرت آدم، حضرت شیث صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین۔

اور بنی اسرائیل سب کے سب مومن تھے۔ ان میں کوئی کافر نہ تھا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ تو ان کے ساتھ کفر کیا جسے کفر کرنا تھا۔ لہذا تمام انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی اولاد، یا ان کی اولاد نبی ہوتی تھی۔ کیونکہ نبوت ان کے اسباط میں نسلاً بعد نسل ہوتی تھی۔ جیسا کہ ان کی مشہور خبروں میں ہے۔

لیکن مذکورہ بارہ انبیاء غیر بنی اسرائیل! تو ان مین سے ام نوح، ام ابراہیم، ام اسماعیل، ام اسحاق اور ام یعقوب علیہم السلام کا ایمان یقیناً ثابت ہے۔ باقی رہیں ام ہود، ام صالح، ام لوط، اور ام شعیب علیہم السلام کا ایمان، تو اس کے انکار کے لیے نقل یا دلیل کی حاجت ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا بھی ایمان دار ہونا ظاہر و باہر ہے۔ لہذا نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی والدہ ماجدہ کا ایمان دار ہونا ہے اور اس میں بھید یہ ہے کہ وہ نور مصطفیٰ ﷺ کو دیکھتی تھیں اور یہ حدیث وارد ہے۔

میں ان کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ ہے

غزوات میں فرمایا

۱۔ غزوہ بدر۔۔۔ أنا ابن العواتك من بني سليم (میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ ہے (رواه سعيد بن منصور في سنة و الطبراني في الكبير عن سبابه من عاصم رضى الله تعالى عنه

(ابوین مصطفیٰ ﷺ۔ اویسی: ص۔ ۲۷)

۲۔ غزوہ حنین۔ (أنا النبي لا كذب، أنا ابن عبد المطلب، أنا ابن العواتك)

میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں۔ میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا۔ ان بیبیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ ہے۔ (ابن عساكر عن قتادة)

تشریح:

آپ ﷺ کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ (۳ بنی سلیم۔ ۲ قرشیات، ۲ عدوانیات، اور ایک ایک کنانیہ، اسدیہ، بذلیہ) (رواه جلال الدين السيوطى في الجامع الكبير)

باب-۱۱

زیارت قبر مبارک والدہ ماجدہ کی اجازت

جناب سرور کونین ﷺ نے صحابہ کرام کی معیت میں زیارت مبارک کی

نکات :

۱- جناب رسول کریم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک کی زیارت کی۔

۲- زیارت قبور مومنوں کے لیے ہے۔

۳- آپ ﷺ اپنی شفیق والدہ ماجدہ کی محبت میں خود بھی رد ئے اور صحابہ کرام بھی روئے۔ مومنوں کے لیے ہی رویا جاتا ہے۔

۴- مومن ایک دوسرے کے لئے اپنے ہوتے ہیں۔۔ دین میں طبعی محبت کی کوئی حیثیت نہیں۔

۵- زیارت قبر مبارک ۶ ھ صلح حدیبیہ سے مدینہ منورہ واپسی پر ہوئی تھی۔

۶- قبر مبارک مقام ابواء میں ہے نہ کہ مکہ مکرمہ میں۔

و عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال زار النبي ﷺ قبر أمه فبكى و أبكى من حوله، فقال استأذنت ربي في أن استغفرلها فلم يؤذن لي، واستأذنته في أن أزور قبرها فأذن لي فزوروا القبور فإنها تذكر الموت (رواه مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو رو دیئے اور اپنے ارد گرد والوں کو رلایا۔ فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی، اور ان کی قبر شریف کی زیارت مانگی تو اس کی مجھے اجازت دے دی گئی۔ تو قبروں کی زیارتیں کیا کرو کہ یہ موت یاد دلاتی ہیں۔ (مسلم)

و عن بريدة قال:

كان رسول الله ﷺ يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين و المسلمين و إنا إن شاء الله بكم للاحقون، نسأل الله لنا و لكم العافية ـ (رواه مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ :

رسول اللہ ﷺ انہیں سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں : اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو، ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔ (مسلم)

عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما مَرَّ النبي ﷺ بقبور بالمدينة فأقبل عليهم بوجهه فقال:

السلام عليكم يا أهل القبور، غفر الله لنا و لكم، أنتم سلفنا، و نحن بالأثر ۔ (رواه الترمذي)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:

جناب نبی کریم ﷺ مدینہ میں کچھ قبروں پر سے گزرے تو ان کی طرف اپنا چہرہ انور کیا، پھر فرمایا:

اے قبر والو! تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے۔

تشریح

حضور سرکار کائنات ﷺ کی والدہ ماجدہ طیبہ وطاہرہ جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کا مزار پر انوار مقام ابواء میں ہے جو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پرانے رستہ میں واقع ہے۔ حضور ﷺ کے والد ماجد سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ تو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل وصال فرما چکے تھے۔ چھے سال تک حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کی آغوشِ پرورش میں رہے۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک مرتبہ اپنے ننھیال مدینہ منورہ گئیں۔ حضور ﷺ ساتھ تھے۔ واپسی پر مقام ابواء میں بیمار ہوئیں اور وہاں ہی وفات پائی۔ وہاں ہی مدفون ہوئیں۔ اس بیماری میں حضور ﷺ آپ کا سر دباتے تھے اور روتے تھے۔ حضور ﷺ کے آنسو آپ کے چہرہ پر گرے تو آنکھ کھولی اور اپنے

دوپٹے سے آپ کے آنسو پونچھ کر بولیں۔ دنیا مرے گی لیکن میرا ذکر باقی رہے گا، کیونکہ آپ جیسا فرزند سعید میں چھوڑے جا رہی ہوں۔ جس کی وجہ سے مشرق و مغرب میرا چرچا رہے گا۔ اس ولیہ وقت کا یہ قول نہایت احسن انداز میں پورا ہوا۔

وقت زیارت

زیارت قبر انور کا واقعہ صلح حدیبیہ میں ہوا۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک ہزار صحابہ کرام تھے۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے فراق میں رو دیئے کہ آج وہ زندہ ہوتیں تو ہماری یہ شان دیکھ کر دل ٹھنڈا کرتیں۔ صحابہ بھی آپ کے گریہ اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو یاد کر کے رونے لگے۔ خدا نے مجھ گنہگار کو حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر مبارک کی زیارت نصیب کی ہے۔ یہ میری زندگی کا سرمایہ ہے، کیونکہ وہ میرے پیارے نبی جناب مصطفیٰ ﷺ کی ماں ہیں۔ ان کے احسانات تمام جہاں پر ہیں رضی اللہ تعالی عنہا۔

شبہ کا ازالہ

استغفار کے جملہ کی وجہ سے بعض لوگوں نے سمجھا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا نعوذ باللہ مسلمان نہ تھیں۔ اسی لیے حضور ﷺ کو آپ کے لیے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا۔ اس اس رو میں کئی راوی بھی بہہ گئے۔ عام دیوبندی یہ ہی کہتے ہیں۔ مگر یہ محض غلط ہے۔ اگر آپ ایسے ہوتیں تو حضور ﷺ کو زیارت قبر بھی اجازت نہ ملتی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

ولا تقم على قبره إنهم كفروا بالله و رسوله

زیارت قبر کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ﷺ کو دعائے

مغفرت سے اس لیے منع کیا گیا کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا بالکل طیبہ وطاہرہ تھیں ، اعلی کردار کی حامل تھیں۔ انہوں نے احکام شرعیہ کا زمانہ نہ پایا۔ پھر ان سے کیونکر گناہ سرزد ہوتے اور دعائے مغفرت گنہگار کے لیے کی جاتی ہے۔ دیکھو بچہ کے جنازہ میں اس کے لیے دعائے مغفرت نہیں کرتے۔ آج حضور ﷺ کے لیے دعائے مغفرت منع۔ حضرت سیدہ کائنات جناب آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ایمان قرآن کریم کی صریح آیت سے ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی :۔

من ذريتنا أمة مسلمة لك

پھر فرمایا :

ربنا وابعث فيهم رسولا منهم

اے ہمارے پروردگار! میری اولاد میں ایک مومن جماعت رہے اور اے مولیٰ! اسی مومن جماعت میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما۔

حضرت ابراہیم کی یہ دعا یقیناً قبول ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کے تمام آباؤاجداد مومن ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جاکر پہلے سلام کرنا پھر یہ عرض کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد اہل قبور کو ایصال ثواب کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردے باہر والوں کو دیکھتے پہچانتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں ورنہ انہیں سلام جائز نہ ہوتا، کیونکہ جو اسلام کا جواب نہ دے سکتا ہو اسے سلام کرنا جائز نہیں۔ دیکھو سونے والے اور نماز پڑھنے والے کو سلام نہیں کرسکتے۔

باب۔۱۲

استغفار والی آیت و حدیث کی تحقیق و تشریح

۱۔ اذن استغفار طلب کرنا

یہ واقعہ پہلے کا ہے جو بقول روایت نہ ملا

۲۔ لیکن قبر مبارک کی زیارت

اذن مانگا اور مل گیا

۳۔ حجۃ الوداع کے موقع پر والدین کریمین کو زندہ کیا۔

توجہ طلب نکات :

۱۔ استغفار کے لیے اجازت مانگی جو نہ ملی

اور پھر بقول مفسرین سورۂ توبہ کی آیت "ما كان للنبي والذين أمنوا أن يستغفروا للمشركين"

یہ ۹ ہجری میں نازل ہوئی۔۔۔ استغفار گنہگاروں کے لیے ہوتا ہے۔

۲۔ قبر کی زیارت کی اجازت مانگی جو مل گئی

آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ ۶ھ واپسی پر مقام ابواء پہ والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی۔ ساتھ صحابہ بھی تھے۔ مومن کی قبر کی زیارت کی اجازت ہی ملتی ہے نہ کہ کافر کی۔

۳۔ حجۃ الوداع کے موقع پر یعنی ۱۰ھ والدین کو زندہ فرمایا۔

۴۔ والد ماجد کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

سوال : مسلم شریف میں ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

استأذنت ربي استغفر لأمي فلم يأذن لي۔

میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے دعاء مغفرت کی اجازت مانگی مگر مجھے اجازت نہ ملی۔

سوال : دعا کی اجازت فقط مسلمان میت کے لیے ہے۔ کافر کے لیے نہیں۔ اگر آپ ﷺ کی والدہ اہل ایمان میں ہوتیں تو دعا کے لیے اذن طلب کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی اور اگر اذن طلب کیا تھا تو اجازت مل جاتی لیکن دعا کے بارے میں اذن طلب کرنا اور اذن نہ ملنا اس بات پر شاید ہے کہ آپ کی والدہ اہل ایمان میں سے نہ تھیں ؟ (استغفر اللہ)

جواب : آپ کا اذن طلب کرنا اور اجازت نہ ملنا پہلے کا واقعہ ہے جبکہ زندہ کر کے مشرف بہ اسلام کرنا بعد کا واقعہ ہے، اور اس کی تصدیق و تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جو روایات زندہ ہو کر اسلام لانے کی ہیں ان میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر وقوع پذیر ہوا اور اس واقعہ کا حجۃ الوداع کے موقع پر وقوع پذیر ہونا ان روایات کے متأخر ہونے اور اذن نہ ملنے والی روایات کے متقدم ہونے پر شاہد عادل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین کرام نے زندہ ہو کر اسلام لانے والی روایات کو ناسخ اور دیگر روایات کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ہم یہاں چند محدثین کی آراء ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے ان تمام روایات میں تطبیق پیدا کرتے ہوئے بیان کی ہیں۔

۱۔ مشہور مفسر قرآن امام قرطبی اپنی کتاب "التذکرۃ" میں ان روایات میں

تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

لا تعارض و الحمدلله لأن إحيائهما متأخر عن النهي بالاستغفار لهما بدليل عائشة رضى الله تعالى عنها أن ذلك كان في حجة الوداع

الحمدللہ! ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ والدین کا زندہ ہونا نہی عن الاستغفار کے بعد کا ہے۔ اس پر واضح شہادت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی روایت ہے جو کہ آپ کے والدین کا زندہ ہونے کا واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا ہے۔ (التذكرة في أحوال الموتى و القبور و الآخرة - ۲۴، مطبوعہ بیروت)

۲۔ فخر المحدثین امام ابن شاہین کے حوالے سے امام قرطبی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

و كذلك جعله ابن شاهين ناسخا لما ذكره من الأخبار

امام ابن شاہین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی روایت (زندہ ہو کر اسلام لانا) کو دیگر روایات کے ناسخ قرار دیا ہے۔

۳۔ امام عبدالباقی زرقانی نے تعارض کو ختم کرتے ہوئے بہت ہی خوب بات کہی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی گفتگو کو "نفیس جدا" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

و يمكن الجواب عن المحدثين إنها كا نت موحدة غير أنها لم يبلغا شأن البعث و النشر و ذلك أصل كبير، فإحياهما الله له حتى امنابالبعث و لجميع ما في الشريعة و لذا تأخر إحياهما إلي

حجة الوداع حتى تمت الشريعة و ينزل " اليوم أكملت لكم دينكم و أتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الإسلام دينا"۔

ان دونوں روایات ("إن أمي وأباك في النار" اور "استأذنت ربي") کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے کہ آپ کے والدین اللہ کی توحید پر ایمان رکھتے تھے مگر قیامت، رسالت اور دیگر شریعت پر تفصیلی ایمان نہ تھا حالانکہ آخرت وغیرہ پر ایمان ایک اہم جز ہے، یہ بات اس لیے قابل توجہ ہے کہ ان کا زندہ ہونا اس موقع پر وقوع پذیر ہوا جب شریعت مکمل طور پر نازل ہو چکی تھی اور اس بارے میں ان الفاظ میں اعلان ہو چکا تھا:

"اليوم أكملت لكم دينكم ع أتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الإسلام دينا"۔

لهذا ایسے موقع پر اللہ تعالی نے انہیں زندگی دی تاکہ وہ شریعت پر تفصیلی ایمان لے آئیں۔ یہ گفتگو بہت ہی نفیس ہے۔ (زرقانی: ۱/ ۱۷۶)

۴۔ امام اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

و أما ما روي عنه فلم يؤذن لي في الشفاعة جهو متقدم على إحيائهما لأنه كان في حجة الوداع ، فمن الجائز أن تكون هذا الدرجة حصلت له عليه الصلوة و السلام بعد إن لم تكن۔ (تفسیر روح البیان: ۱/ ۲۱۷)

ترجمہ: روایات میں جو آیا ہے کہ آپ ﷺ نے شفاعت کا اذن مانگا تھا مگر اجازت نہ ملی تھی۔ یہ بات آپ کے والدین کے زندہ ہونے سے پہلے کی ہے کیونکہ زندہ ہونے کا واقعہ حجۃ الوداع کے موقعہ کا ہے اور یہ ممکن ہے کہ یہ مقام اس سے پہلے اللہ تعالی نے حضور علیہ السلام کو عطا نہ کیا ہو اور اب عطا فرما دیا ہو۔

آپ نے جب اپنی والدہ کے لیے استغفار کی تو جبرئیل نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا "مشرک کے لیے استغفار نہ کرو"۔

مسالک الحنفاء:

إنه استغفر لإمه فضرب جبريل في صدره و قال لاتستغفر لمن مات مشركا۔

(مسالک الحنفاء: ۳۹، مصنفہ علامہ سیوطی، مطبوعہ حیدر آباد دکن)

ترجمہ: حضور ﷺ نے اپنی والدہ کے لیے دعائے مغفرت کی تو جبریل نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا۔ اس آدمی کے لیے آپ دعائے مغفرت نہ کریں جو بحالت شرک مر گیا ہو۔

جواب:

علامہ جلال الدین السیوطی علیہ الرحمہ نے اس روایت کا جو جواب دیا وہ بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

و أما حديث أن جبرئيل ضرب في صدره و قال:

"لا تستغفر لمن مات مشركا"

فإن البزار أخرجه بسند فيه من لا يعرف

و أما حديث نزول الآية في ذلك فضعيف أيضا

والثالث في الصحيح أنها نزلت في أبي طالب و قوله ﷺ له

لاتستغفرن لك ما لم أنه عنك۔

(مسالک الحنفاء: ۴۱، مطبوعہ حیدر آباد دکن)

ترجمہ: بہر حال وہ حدیث کہ جس میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کے لیے استغفار کی تو جبریل نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ کسی مشرک کے لیے استغفار نہ کرو۔ تو یہ حدیث بزار نے بیان کی ہے اور اس کی سند میں کچھ ایسے راوی ہیں جو مجہول ہیں۔ اور اس حدیث میں موجود بات کی تائید کے لیے جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آیت لاتسئل عن أصحاب الجحیم نازل ہوئی۔ یہ بھی روایت بالکل ضعیف ہے۔

والدہ کے لیے استغفار کے منع کی ایک توجیہ اور اس کی تردید

سیرت حلبیہ

أي منع الاستغفار لها إنما يأتي على القول إن من بدل أو غير أو عبد الأصنام من أهل الفترة معذب۔

و هو قول ضعيف مبني على وجوب الإيمان و التوحيد بالعقل و الذي عليه أكثر أهل السنة ع الجماعة أنه لا يجب ذلك إلا بإرسال الرسل و من المقدر أن العرب لم يرسل إليهم رسول بعد إسماعيل و أن إسماعيل انتهت رسالته بموته كبقية الرسل لإن ثبوت الرسالة بعد الموت من خصائص نبينا محمد ﷺ، فعليه أهل الفترة من العرب لا تعذيب عليهم و إن غيروا أو بدلوا أو عبدوا الأصنام و الأحاديث الواردة بتعذيب من ذكر أي من غير أو بدل أو عبد الأصنام مؤولة أو خرجت مخرج الزجر للحمل على الإسلام۔

(سیرت حلبیہ: ۱/ ۱۷۵، ذکر وفات أمہ، مطبوعہ بیروت، طبع جدید)

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ کو اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اجازت نہ دینا اس قول کے مطابق ہے کہ اہل فترت میں سے وہ لوگ جنہوں نے اپنا دین تبدیل

نہیں کیا یا بتوں کی پوجا کی وہ عذاب سے نہیں چھوٹیں گے۔ (تو اس سے معلوم ہوا کہ ان قائلین کے نزدیک سرکار دو عالم ﷺ کی والدہ اگرچہ اہل فترت میں سے تھیں لیکن انہوں نے یا تو دین ابراہیمی کو تبدیل کر دیا ہو گا یا پھر وہ بت پرست ہوں گی تبھی ان کو عذاب دیا جا رہا ہے۔) استغفار سے منع کر دینے کو اس قول پر درست سمجھنا قول ضعیف ہے، کیونکہ اس قول کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ ایمان اور توحید کا وجوب از روئے عقل ہے اور اکثر اہل سنت و جماعت اس وجوب کے قائل نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کوئی رسول بھیج دیں تو پھر یہ دونوں باتیں واجب ہو جاتی ہیں۔

اور یہ بات طے شدہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد عربی لوگوں کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجا گیا۔ اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی رسالت ان کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ جیسا کہ بقیہ رسولوں کی رسالت کا معاملہ ہے۔ کیونکہ کسی رسول کے وصال فرمانے کے بعد اس کی رسالت کا باقی اور ثابت رہنا صرف اور صرف ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ لہٰذا اہل سنت و جماعت کے اس عقیدہ کے پیش نظر اہل عرب وہ جو اہل فترت ہوئے ان پر کسی قسم کا عذاب نہ ہو گا، اگرچہ وہ تغیر و تبدل دین کریں یا بتوں کی پرستش کریں، یا وہ احادیث جو اہل فترت کے مذکورہ افراد کو عذاب دینے کے بارے میں آئی ہیں ان کی تاویل کی گئی ہے، یا وہ اسلام پر لوگوں کو آمادہ کرنے کے لیے بطور ڈانٹ بیان ہوئیں۔

نوٹ:

ایک اصولی بحث ہے کہ ہر چیز اک اچھا برا ہونا کس پر موقوف ہے۔ اشاعرہ کا نظریہ ہے کہ اس کا فیصلہ شریعت کرے گی یعنی ہر چیز کا حسن و قبح شرعی ہے اور وہی حاکم بھی ہے۔ احناف کا یہ نظریہ ہے کہ ہر چیز کا حسن و قبح موقوف علی الشرع نہیں، لیکن اس کا حاکم وہ بھی شرع کو ہی تسلیم کرتے ہیں۔ صاحب سیرت حلبیہ اول الذکر گروہ سے متعلق ہیں۔ ان کا اہل فترت کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ چاہے کچھ بھی کرتے رہیں، عذاب میں گرفتار نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ ان کے نزدیک عذاب دینے کا دار و مدار انبیائے کرام کی بعثت پر موقوف ہے۔ جب اہل فترت کہلاتے ہی اس لیے کہ ان کے پاس کوئی پیغمبر نہ آیا، تو پھر وہ چاہے دین ابراہیمی کو تبدیل کریں یا کوئی اور خلاف ورزی کریں، ان کی گرفت نہ ہو گی۔ اس لیے سیرت حلبیہ کے حوالہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کا معذب ہونا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اگر مذکور حوالہ کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک سرکار دو عالم ﷺ کے والدین معذب بھی نہیں۔ اور انہوں نے اپنی زندگی میں شرک بھی نہیں کیا۔ جب سرکار دو عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ بلکہ والدین کریمین اشاعرہ اور احناف کے نزدیک مشرک کی بجائے موحد ہیں تو پھر ان کا جنتی ہونا تمام اہل سنت کا متفق علیہ مسئلہ ہوا۔ اس لیے اس اصولی بحث کے پیش نظر صاحب سیرت حلبیہ نے اپنا نقطہ نظریہ بیان کیا ہے۔

باب۔ ۱۳

اہل سنت و جماعت کون ہیں

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

یہود و نصاریٰ کے بہتر بہتر فرقے تھے، میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں سے بہتر فرقے دوزخی اور ایک فرقہ ناجی ہو گا اور وہ ہے سواد اعظم یعنی اہل سنت و جماعت۔

حدیث پاک

عن حذيفه قال كان الناس يسألون رسول ﷺ عن الخير و كنت أساله عن الشر مخافة أن يدركني، قال:

قلت يا رسول الله!

إن كنا في الجاهلية و شر فجاء نا الله بهذاالخير، فهل بعد هذا الخير من شر؟

قال: نعم۔

قلت: وهل بعد ذلك الشر من خير؟

قال: نعم۔ و فيه دخن۔

قلت: و ما دخنه؟

قال: قوم يستنون بغير سنتي، و يهدون بغير هديتي، تعرف

منهم و تنكر۔

قلت: فهل بعد ذلك الخير من شر؟

قال: نعم۔ دعاة على أبواب جهنم، قال هم من جلدتنا و يتكلمون بألستنا۔

قلت: فما تأمرنى إن أدركني ذلك؟

قال: تلزم جماعة المسلمين و إمامهم۔

قلت: فإن لم يكن لهم جماعة و لا إمام؟

قال فاعتزل تلك الفرق كلها و لو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت و أنت على ذلك (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ: لوگ جناب رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے اور میں شر کے بارے پوچھتا تھا۔ اس خوف سے کہ مجھے وہ پہنچ جائے۔

فرماتے ہیں میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! ہم جہالت اور شر میں تھے پھر اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ خیر لایا تو کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہو گا؟

فرمایا: ہاں

میں نے عرض کیا کہ کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہو گی؟

فرمایا: ہاں مگر اس خیر میں کدورت ہو گی۔

میں نے عرض کیا: اس کی کدورت کیا ہے؟

فرمایا: وہ قوم جو میرے طریقہ کے خلاف طریقہ اختیار کرے گی اور میری عادت کے خلاف عادت قبول کرے گی۔ ان کی بعض باتیں اچھی پاؤ گے، بعض بری۔

میں نے عرض کیا: کہ کیا اس خیر کے بعد شر ہو گا؟

فرمایا: ہاں۔ دوزخ کے دروازہ پر بلانے والے جو دوزخ کی طرف ان کی بات مانے گا اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی علامات بھی ارشاد فرمادیجئے؟

فرمایا: وہ ہمارے گروہ سے ہوں گے۔ ہماری زبان میں کلام کریں گے۔

میں نے عرض کیا: کہ اگر میں یہ پاؤں تو مجھے آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟

فرمایا: مسلمانوں کی جماعت، ان کے امام کو پکڑے رہنا، اگرچہ اس طرح ہو کہ تم کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑ لو حتی کہ تمہیں اس حالت میں موت آجائے۔

نکات:

۱۔ اہل سنت وجماعت ہی آپ ﷺ کے طریقہ اور عادت پر ہے۔

۲۔ دوزخ کی طرف بلانے والے علمائے سوء عربی زبان میں بات کرتے رہیں۔

۳۔ حکم ہوا کہ اہل سنت وجماعت ہی کو پکڑے رہنا جن کا اپنا امام ہے۔

نتیجہ

نجدی گروہ عربی زبان بولتے ہیں اور دوزخ والے کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے مزارات مقدسہ کو منہدم کر کے جہنم اپنا مقدر بناتے ہیں۔

باب۔ ۱۴

ایذائے رسول ﷺ و رضائے رسول ﷺ

قرآن کیا کہتا ہے:

ارشاد باری تعالی ہے:

إن الذين يؤذون الله و رسوله لعنهم الله في الدنيا و الآخرة و أعدلهم عذابا مهينا۔

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں، اللہ تعالی انہیں دنیا اور آخرت میں اپنی لعنت اور دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فرمان رسول خدا ﷺ

مجھے میرے خاندان کے حوالے سے تکلیف نہ دو۔

ابن مردویہ نے ابن عمر، ابوہریرہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کیا ہے۔ ابولہب کی بیٹی درہ جب مہاجر ہو کر آئی تو عورتوں نے انہیں کہا:

أنت درة بنت أبي لهب الذي يقول الله تبت يدا أبي لهب۔

تو ابولہب کی بیٹی درہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں۔

حضرت درہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں شکایت کی۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

أيها الناس! مالي أوذي في أهلي، فوالله إن شفاعتي لتنال بقرابتي حتى أن حكما و حاء و صدا و سلبها۔

اے لوگو! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم میرے خاندان کے حوالے سے مجھے تکلیف دو۔ اللہ کی قسم میری شفاعت میرے قریبی رشتہ داروں کو پہنچے گی، یہاں تک کہ میرے حکم حاء صدا اور ان کے پیچھے آنے والوں کو بھی قیامت کے دن میرے قرابت کی وجہ سے میری شفاعت حاصل ہوگی۔

اس موضوع پر یہ حدیث نص کا درجہ رکھتی ہے کہ آپ نے لوگوں کو ابولہب کے حوالے سے تذکرہ کارد کرتے ہوئے فرمایا تم میرے خاندان کے حوالے سے مجھے تکلیف نہ دو۔

جب حضور ﷺ نے ابولہب کے حوالے سے ناراضگی فرمائی۔ حالانکہ وہ قطعی طور پر کافر ہی مرا تو اس شخص پر سرکار ﷺ کتنے ناراض ہوں گے جو آپ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں ایسی گفتگو کرتا ہے جو کہ فطرت پر فوت ہوئے۔

لازمی بات ہے آپ اس شخص پر زیادہ ناراض ہوں گے جو آپ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہ میں اہانت یا اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے والدین کریمین وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عزت سے نوازا، اور ان کے پاک وجود سے اس کائنات کے سردار اور مقدس ہستی کو پیدا فرمایا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ شخص جو آپ کے والدین کی اہانت کرتا ہے، وہ خود اپنے آپ کو لعنت کا مستحق اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرتا ہے۔

لعنت نہ خریدو

حضرت امام سہیلی "الروض الانف" میں مسلم کی حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق ایسی کوئی بات کرنا جائز نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ زندوں کو مردوں کے باعث تکلیف اور ایذاء نہ دو، اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

إن الذين يؤذون الله و رسوله الآية

رضائے رسول کریم ﷺ

قرآن کریم میں فرمان ہے:

و الله و رسوله أحق أن يرضوه (توبہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو راضی کریں۔

تشریح:

۱۔ مومنین اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو راضی کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

۲۔ اللہ اور رسول کے مقابلہ میں لوگوں کو راضی کرنا کفر یا حرام ہے۔ (مفتی احمد یار خاں نعیمی کا فتویٰ۔ تفسیر نعیمی پ۔۱۰، ص ۴۲۰)

۳۔ آج کل کے دور میں مفتی، علماء، سجادہ نشین اور صاحبزادگان قسم کے لوگ حکومت وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دن رات ایک کر رہے ہیں۔ چاہے رسول کریم ﷺ ناراض ہی ہو جائیں۔

۴۔ رسول کریم ﷺ کے احکام کو ناحق جان کر اس کے خلاف کرنا کفر

ہے۔

۵۔رسول کریم ﷺ کی سنت کے خلاف کرنا رسالت کا انکار ہے؟

۶۔ایمان کی کسوٹی رضائے محبوب ﷺ ہے۔

ایمان کیا ہے؟

فرمان نبوی ﷺ مومن کون ہے؟

جناب آقا رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده و ولده و الناس أجمعين۔

تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اس کے ماں باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ یہ ہے ایمان کا پیمانہ۔ یہ اس عظیم ترین ہستی نے بتایا جو اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں۔

وماينطق عن الهوىٰ إن هو إلا وحي يوحىٰ

اس کا کلام اللہ تعالی کا کلام ہے۔ اس کا ہاتھ اللہ تعالی کا ہاتھ ہے، اس کی آنکھیں اللہ تعالی کی آنکھیں ہیں۔ یہاں سے پتا چلا کہ ایمان کا پیمانہ "حب رسول ﷺ" ہے۔ یہ وہ عظیم ترین ہستی کی محبت کی بات ہے جس کے بغیر اللہ تعالی تک رسائی بھی ناممکن و محال ہے۔ اللہ تعالی قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

قل هذه سبيلي أدعو إلى الله على بصيرة أنا و من اتبعني۔ (۱۸/۱۲)

اے حبیب! آپ فرما دیجئے یہ محمد مصطفی ﷺ کا رستہ ہے، میں تمہیں اللہ کی طرف لے جاتا ہوں۔ میں اور جس نے میرا (محمد ﷺ کا) اتباع کیا وہ اہل بصیرت

ہیں۔ بصیرت نہ ہو گی تو پھر کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔ لاکھوں جامعات کے سرٹیفکیٹ لیے پھرتا ہوں۔ خود ساختہ القابات جتنے مرضی لگاتا ہوں۔ بصیرت کے بغیر عقل بھی ماری جائے گی۔ چنانچہ صرف ایک ہی رستہ ہے باقی تمام راستے گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ وہ راستہ جس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ چلے۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ چلے، عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ چلے، شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ چلے، امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ چلے، امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ چلے، داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ چلے، حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ چلے، حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ چلے، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ چلے، خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمۃ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ، حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ چلے۔ غرضیکہ اس راستے سے جو ہٹا اسے شیطان نے شکار کر لیا۔ ایک نقطہ کے گرد تین سو ساٹھ راستے ہوتے ہیں۔ ان میں صرف ایک سیدھا رستہ ہوتا ہے، باقی تین سو انسٹھ راستے گمراہی کے ہیں۔

نکتہ:

چنانچہ جناب رسول کریم ﷺ سے دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبت کرو۔ ایمان کی دولت مل جائے گی۔۔۔ آپ ﷺ کے راستہ پر چلو اللہ تعالی مل جائے گا۔

إسلاميات



«دعاء السفر»

«الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر، سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا إلى ربنا لمنقلبون»

«اللهم إنا نسالك في سفرنا هذا البر والتقوى ومن العمل ما ترضى، اللهم هون علينا سفرنا هذا واطو عنا بعده، اللهم أنت الصاحب في السفر والخليفة في الأهل، اللهم إني أعوذ بك من وعثاء السفر، وكآبة المنظر وسوء المنقلب في المال.. والأهل.. والولد».

لا يجوز السفر لزيارة قبر آمنة

صدرت فتوى من اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء برقم ٢٠٣٦١ وتاريخ ٢/٣/١٤١٩هـ بعدم جواز السفر لزيارة قبر آمنة أم النبي - صلى الله عليه وسلم - ولا التردد عليه، وفيما يلي نص الفتوى:

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده... وبعد:

فقد اطلعت اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء على ما ورد إلى سماحة المفتي العام من المستفتي/ ع. ن. ف من جدة والمحال إلى اللجنة من الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء برقم (١٤٧٤) وتاريخ ١٩/٢/١٤١٩هـ.

وقد سأل المستفتي سؤالا هذا نصه: كثر في الآونة الأخيرة التردد على قبر آمنة أم النبي - صلى الله عليه وسلم - في الابواء بحجة أن النبي - صلى الله عليه وسلم - زاره فهل زيارته سنة أو لا، وهل كان الصحابة والسلف الصالح يزورونه، وهل زاره النبي - صلى الله عليه وسلم - مرة واحدة أو مرات. نرجو الإجابة الشافية فالأمر مشكل جداً، لأن بعض الناس يترددون عليه الآن بشكل ملفت للنظر، وفقكم الله ونفع بكم الإسلام والمسلمين.

وبعد دراسة اللجنة الاستفتاء أجابت بأن المعروف أن النبي - صلى الله عليه وسلم - إنما زار قبر أمه مرة واحدة واستأذن ربه أن يستغفر لها فلم يأذن له، ولم يعرف عنه - صلى الله عليه وسلم - أنه كرر الزيارة لقبر أمه بعد ذلك، ولم يعرف عن الصحابة والسلف الصالح - فيما نعلم - أنهم زاروا هذا القبر أو ترددوا عليه أو سافروا إليه، لأن السفر لزيارة القبور منهي عنه لأنه من وسائل الشرك قال - صلى الله عليه وسلم: «لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد» فالسفر لزيارته لا يجوز كسائر القبور للحديث المذكور. وإذا انضاف إلى ذلك طلب الحوائج من صاحب القبر أو الاستغاثة به فهذا شرك أكبر مخرج من الملة

فالواجب على المسلمين التمسك بالسنة والابتعاد عن البدعة وعن الشرك ووسائله. وفق الله الجميع للعلم النافع والعمل الصالح، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو. عبدالله بن عبدالرحمن الغديان

نائب الرئيس. عبدالعزيز بن عبدالله . . . آل الشيخ

عضو. بكر بن عبدالله أبو زيد

عضو. صالح بن فوزان الفوزان

الرئيس. عبدالعزيز بن عبدالله بن باز

الشيخ ابن عثيمين: العائلة أحق من غيرها بإدخال السرور

قال عضو هيئة كبار العلماء الشيخ محمد بن صالح العثيمين: إن العائلة أحق من غيرها بإدخال السرور والأنس، مشيرا سماحته في معرض رده على سؤال حول قيام الأزواج بترك عوائلهم طيلة أيام الاجازة وانشغالهم بمصالحهم. إلى أن العوائل لو اجتمعت وخرجوا في نزهة لكان هذا خير وأولى، بشرط أن لا يكون هناك اختلاط بين الرجال والنساء. وأبان سماحته أن مثل هذا الأمر يعد سوء تصرف وهو غير محمود وقد قال - صلى الله عليه وسلم: «وابدأ بمن تعول» ... المال وهنى في خيره فالأهل أحق

وأشار سماحته إلى أنه إذا كان الأهل لا يريدون الخروج وخرج الرجل مع أصحابه وصار يأتي إلى أهله في اليومين أو في الثلاثة أو في كل يوم فإن هذا لا بأس به ولا ضيق على الإنسان فيه

باب-۱۶

میری امت شرک نہیں کرے گی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک

نجدی کہتا ہے:

قبروں کی زیارت شرک ہے۔

جناب سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے شہداء کی قبروں پر فاتحہ پڑھنے کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔

مطلب یہ کہ قبروں کی زیارت کرنا شرک نہیں۔

کیونکہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی صحابہ کرام کو کہی، جنہوں نے قبور پر فاتحہ پڑھی اور وہیں خطبہ سنا۔

دعا ہے:

کہ اللہ تعالی ان نجدیوں کو غارت کرے کیونکہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اور قرآن وحدیث کے باغی ہیں۔ یقیناً یہی وجہ تھی کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"میں اہل نجد سے خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔

جناب رسول خدا ﷺ نے شہدائے احد کے قبرستان پر فاتحہ پڑھی اور منبر مبارک لگایا

مفہوم: قبروں کی زیارت شرک نہیں (حدیث پاک)

حدیث پاک

حدثني عمرو بن خالد حدثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخير عن عقبة أن النبي ﷺ خرج يوما فصلى على اهل أحد صلوته على الميت، ثم انصرف إلى المنبر فقال إني فرط لكم و أنا شهيد عليكم و إني لأنظر إلى حوضي الآن و إني أعطيت مفاتيح خزائن الأرض و إني والله ما أخاف عليكم أن تشركوا بعدي ولكني أخاف عليكم أن تنافسوا فيها۔

(بخاری کتاب المغازی ص۔ ۲۰۴)

ترجمہ: مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ہم سے لیث نے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابو الخیر (مرثد) سے انہوں نے عقبہ بن عامر سے انہوں نے کہا:

جناب نبی کریم ﷺ ایک دن (مدینہ سے) باہر نکلے اور احد کے شہیدوں پر فاتحہ پڑھی (صلی کا معنی دعا یعنی فاتحہ پڑھنا بھی ہے)، پھر منبر پر آئے، پھر فرمایا:

میں تمہارا پیش رو ہوں، اور میں تمہارا گواہ بھی ہوں اور میں تو اس وقت بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، اللہ کی قسم تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد مشرک بن جاؤ گے، مجھ کو یہ خدشہ ہے کہیں تم دنیا میں نہ پھنس جاؤ۔

فرمان نبوی کے نکات:

۱۔ احد کے شہداء کی قبروں کی زیارت ہوئی۔

۲۔ قبرستان میں ہی منبر رکھا ہوا ہے۔

۳۔ شہداء کی قبروں پہ فاتحہ پڑھی۔

۴۔ پھر فرمایا میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں (قیامت تک)

۵۔ فرمایا مجھے تمہارے بارے میں اللہ کی قسم شرک کا کوئی ڈر نہیں۔

تشریح:

قبروں کی زیارت شرک نہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کی قسم بھری اور یہ عمل قیامت تک ہوتا دیکھا۔ کیونکہ آپ ﷺ امت کے اعمال پر شاہد ہیں۔

سوالات: نجدیو

۱۔ تم کہتے ہو قبروں کی زیارت شرک ہے لیکن جناب سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نہیں۔ اب بتاؤ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے باغی نہیں؟

۲۔ تم کیسے دعوی کر سکتے ہو کہ تم رسول کریم ﷺ کے امتی ہو۔

۳۔ نجدیو! تمہارا خود ساختہ فتویٰ جناب نبی کریم ﷺ کے عمل کے ہے اور یہی خدشہ تھا جس کا اظہار جناب رسول خدا ﷺ نے کیا تھا۔

۴۔ کیا تم دنیا میں نہیں پھنسے ہوئے اور یہودیوں اور نصرانیوں (اسرائیل و امریکہ) کے آلہ کار بن کر دین مصطفیٰ ﷺ کو ختم نہیں کر رہے؟

باب۔ ۱۵

نجدی حکومت کا فتویٰ (زیارت قبور شرک ہے)

(رد کر دیا جاتا ہے)

اٹھارٹی فرمان رسول کریم ﷺ:

قبور کی زیارت شرک نہیں ہے (بخاری۔ کتاب المغازی)

ا۔ نجدی حکومت کے فتوے کی زد میں تمام جماعت اہل سنت آئی ہے جو کہ امت مسلمہ کی ۸۵ فیصد ہے۔ اہل سنت کون ہیں

۲۔ پاکستان میں تو تقریباً ۹۸ فیصد اہلسنت ہیں اور نجدی فتوے کے مطابق تمام کے تمام مشرک ہیں۔

۳۔ نجدی حکومت اپنی صد سالہ یاد مناتی ہے لیکن اسے میلاد النبی ﷺ منانا شرک نظر آتا ہے۔

نتیجہ:

نجدیوں کا فتوی جناب رسول کریم ﷺ کے فرمان مبارک کے خلاف ہے اس لیے اس رد کر دیا جاتا ہے۔

شرک کیا ہے

ا۔ اللہ تعالی کی "الوہیت" میں کسی غیر اللہ کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالی نے اپنی صفات مثلاً کریمیت، رؤفیت، رحیمیت، رحمت، خالقیت، تحییت، ممیت، عفو، ملوکیت، علمیت اور ربوبیت۔ ہمارے رسول کریم اور اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمادی ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ مظہر ذات الہی ہیں۔

۳۔ جو چیز عطا کر دی جائے پھر اس سے شرک نہیں ہوتا۔

۴۔ واحد چیز جو اللہ تعالی نے کسی کو عطا نہیں کی وہ ہے "الوہیت"۔۔ اسی کو توحید کہتے ہیں۔

۵۔ معلوم ہوا۔۔۔ زیارت قبور شرک نہیں ہے۔

(نوٹ: بندہ کی کتابیں "الزام شرک کے رد میں" اور مسٹر اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں "کلی ایمان" ضرور پڑھیں۔

مشترک صفات

صفات	محب جل جلالہ (رب العالمین)	محبوب ﷺ (رحمة للعالمین)
۱۔ معلم	الرحمٰن ○ علم القرآن ○ ۵۵/۱۱	یعلمهم الکتب والحکمه ۲/۱۲
۲۔ تزکیہ	ولکن اللّٰہ یزکی من یشاء ۴/۴۹	ویزکیهم ۲/۱۲۹
۳۔ نور	اللّٰہ نور السموت ۲۴/۳۵	قد جاء کم من اللّٰہ نور ۵/۱۵
۴۔ راضی ہونا	واللّٰہ و رسوله حق ان یرضوه ۹/۶۲	واللّٰہ و رسوله حق ان یرضوه ۹/۶۲
۵۔ کریم	یایها الناس ماغرک بربک الکریم ۸۲/۶	
۶۔ رؤف	ان اللّٰہ بالناس رؤف رحیم ۲/۱۴۳	بالمومنین رؤف رحیم ۹/۱۲۸
۷۔ رحیم	ان اللّٰہ الناس رؤف رحیم ۲/۱۴۳	بالمومنین رؤف رحیم ۹/۱۲۸
۸۔ ہادی	واللّٰہ یهدی ۲/۲۱۳ و انک لتهدی ۴۲/۵۹	
۹۔ ولی	اللّٰہ ولی الذین امنوا ۲/۲۵۷	انما ولیکم اللّٰہ و رسوله ۵/۵۶
۱۰۔ عزت	فان العزة للّٰہ جمیعا ۴/۱۳۹	وللّٰہ العزة ولرسوله ۶۳/۸
۱۱۔ اندھیروں سے نکالنا	لیخرجهنم من الظلمت ۲/۲۵۷	لتخرج الناس ۱۴/۱
۱۲۔ انعام کرنا	انعم اللّٰہ علیه و انعمت علیه ۳۳/۳۷	جس پر اللہ نے انعام کیا تو نے انعام لیا ۳۳/۳۷
۱۳۔ اطاعت	اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول ۳/۳۲	من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ ۴/۸۰
۱۴۔ حلال کرنا	ما احل اللّٰہ لکم ۵/۸۷	یحل لهم الطیبت ۷/۱۵۷
۱۵۔ حرام کرنا	ما حرم اللّٰہ و رسوله ۹/۲۹	ویحرم علیهم الخبئث ۷/۱۵۷
۱۶۔ امر معروف	ان اللّٰہ یامر بالعدل ۱۶/۹۰	یامرهم بالمعروف ۷/۱۵۷
۱۷۔ نہی عن المنکر	وینهی عن الفحشاء والمنکر ۱۶/۹۰	ینههم عن المنکر ۷/۱۵۷
۱۸۔ واعظ	یعظکم لعلکم تذکرون ۱۶/۹۰	قل انما اعظکم بواحدة ۳۴/۴۶
۱۹۔ غنی کرنا	وما نقوا الا ان اغنهم اللّٰہ و رسوله من فضله ۹/۷۴	
۲۰۔ عطا کرنا	ما اتهم اللّٰہ و رسوله ۳/۱۷۰	
۲۱۔ فضل کرنا	قالو حسبنا اللّٰہ سیوتینا اللّٰہ من فضله و رسوله ۹/۵۹	
۲۲۔ حکیم	ان اللّٰہ عزیز حکیم ۲/۲۰۹	یعلمهم الکتب والحکمه ۲/۱۲۹

نجدی دل ۔۔۔۔ تقویٰ سے محروم

اللہ تعالی قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

ذلك، و من يعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب (۲۲/۳۲)

ترجمہ: بات یہ ہے جو تعظیم کرتا ہے اللہ تعالی کی نشانیوں کی تو یہ ادب و احترام اس وجہ سے ہے کہ دلوں میں تقویٰ ہے۔

تشریح: امام ابن جریر لفظ شعائر کی تحقیق بتاتے ہیں کہ یہ شعیرة بر وزن فعیلة کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے وہ علامت جس سے کسی چیز کی پہچان ہو سکے۔ و شعائره التي جعلها أمارات بين الحق و الباطل یعنی جن چیزوں سے حق اور باطل کی شناخت ہو سکے ان کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں صفا و مروہ پہاڑیوں، قربانی کے جانوروں کو اللہ تعالی کے نشان کہا گیا ہے اور ان کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا گیا ہے۔ جب یہ چیزیں شعار اللہ ہیں تو مدینہ طیبہ، اس کے گلی کوچے، اولیائے کرام اور ان کے آثار اور ان کے مزارات پر انوار شعائر اللہ میں کیوں داخل نہیں۔ محبوب اللہ تعالی اور رحمة للعالمین ﷺ کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک جو کہ ابواء میں ہے، بھی اس قاعدہ کی رو سے شعائر اللہ میں داخل ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ نجدی لوگوں کے دل

قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو شعائر اللہ کی تعظیم کر رہے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کے دل تقویٰ سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ بدبخت نجدی لوگ تعظیم کرنے کے بجائے توہین کرتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دل حلاوت ایمان سے محروم ہیں۔

منافقین کو دل کا کینسر (Cancer)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کی تو دل کو اس کا مرکز بنایا۔ روح و جسم کے ملاپ کی علامت دل ہے۔ ہر بات کا اختتام دل پر ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں دل کی بیماریوں کا ذکر ہے اور بہت سی ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

(۱) دلوں میں شک۔ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک اگر تجھے شک ہوا ہو اس میں جو ہم نے اتارا۔ (۹۴ / ۱۰)

(۲) دلوں میں مرض۔ افی قلوبھم مرض کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ (۵۰ / ۲۴)

(۳) دلوں پر مہر۔ طبع اللہ علی قلوبھم اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی۔ (۹۳ / ۹)

(۴) دلوں کو پلٹ دیا۔ صرف اللہ قلوبھم اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے۔ (۱۲۷ / ۹)

(۵) دل بے نور۔ من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ (۴۰ / ۲۴)

(۶) دلوں پر غلاف۔ انا جعلنا فی قلوبھم اکنہ ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے۔ (۵۷ / ۱۸)

(۷) دل اندھے۔ فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آنکھوں کا اندھا ہونا نہیں لیکن دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (۴۶ / ۲۲)

(۸) دل ٹیڑھے۔ فاما الذین فی قلوبھم زیغ وہ جن کے دل ٹیڑھے ہیں۔ (۷ / ۳)

(۹) دل مردہ۔ فانک لاتسمع الموتی اس لئے کہ تم مردہ دلوں کو نہیں سناتے۔ (۵۲ / ۳۰)

(۱۰) دل بہرے۔ ولا تسمع الصم الدعا اور نہ بہروں (دلوں) کو پکارنا۔ (۵۲ / ۳۰)

(۱۱) دل نا سمجھ۔ لھم قلوب لایفقھون بھا ان کے دل ہیں جو سمجھتے نہیں۔ (۱۷۹ / ۷)

(۱۲) دل پتھر۔ ثم قست قلوبکم پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ (۷۴ / ۲)

دل کے مریض کیا کرتے ہیں :۔ اللہ تعالیٰ نے ان گنت بیماریاں بتائیں۔ اب ان بیماریوں کا اثر جو ہوا وہ یہ ہے۔

(۱) ان الذین یلحدون فی ایتنا لا تخفون علینا (۴۰ / ۴۱) وہ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں ہم سے چھپے نہیں۔

(۲) وما یجحد بایتنا الا لکفرین (۴۷ / ۲۹) ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر کافر

(۳) ما یجادل فی ایت اللہ الا الذین کفروا (۴۰ / ۴) اللہ کی آیات میں نہیں جھگڑا کرتے مگر کافر

(۴) والذین سعو فی ایتنا معجزین (۵ / ۳۴) وہ جو ہماری آیتوں کو ہرانے کی کوشش کرتے ہیں

منافقین نے قرآن کو تکے بوٹی کیا :۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی دل کی بیماریوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا۔ پھر دل کے کینسر کی وجہ سے ان کی کارکردگی بتائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ ٹیڑھے چلتے ہیں۔ انکار کرتے ہیں اور اللہ کی آیات کو عاجز کرنے (ہرانے) کی کوشش کرتے ہیں گویا کہ ان منافقین نے قرآن کو تکے بوٹے کر دیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

الذین جعلوا القران عضین فوربک لنسلنھم اجمعین عما کانو ایعملون (۹۲ - ۹۱ / ۱۵)

ترجمہ :۔ جنہوں نے قرآن کو تکے بوٹی کیا۔ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سے پوچھیں گے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے آج کے بدعقیدگی کے دور میں کلمہ گو منافقین قرآن کی آیات میں آقا ﷺ کی شان کا انکار کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام

بندہ کا مسلک

۱۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے وصال سے پہلے ہی مومنہ تھیں۔ اور زندہ بھی ہیں۔

۲۔ انبیاء کرام کی امہات مومنہ ہوتی ہیں۔ تو سید الانبیاء ﷺ کی والدہ ماجدہ کیوں نہ ہوں گی۔

۳۔ استغفار کرنے والی روایت اور قبر کی زیارت کرنے والی روایات میں زمانے کا فرق ہے۔ اور پھر دوبارہ زندہ کر کے اسلام لانے کے واقعہ کا زمانہ حجۃ الوداع بتایا گیا ہے۔۔۔ ان تینوں واقعات میں "وقت" کا تعین متضاد ہے۔ جس میں پھر روایات کے مستند ہونے یا نہ ہونے کی بحث چھڑ جاتی ہے۔

اس لیے نتیجہ یہ ہے کہ:

ا۔ یقیناً زیارت قبر مبارک برحق ہے اور وہ مومنوں کی قبر ہی کی زیارت کی جاتی ہے۔

ب۔ اس طرح دوبارہ زندہ کرنا۔ سید الانبیاء نور مجسم، رحمۃ للعالمین، رؤف رحیم ﷺ کی شان اقدس اور اوصاف حمیدہ میں سے ہے جس کے لیے جگہ کی کوئی قید نہیں۔

۴۔ قبر مبارک کا مقام ابواء شریف ہے۔

نجدی فتنہ:

۵۔ جناب سرکار کائنات، تاجدار رحمت ﷺ نے چودہ صدیاں پہلے بتادیا تھا کہ شیطان کا سینگ ہوگا۔ یہ لوگ حضور ﷺ کی سنت وعادت سے ہٹیں ہوں گے۔ یہ عربی زبان میں گفتگو کریں گے۔ جب تم ان کو پاؤ تو جماعت اہلسنت اور اس کے امام کا دامن تھام لو۔۔ گویا کہ جناب سرور کائنات ﷺ کے فرمان کے مطابق اہل سنت وجماعت ہی وہ جماعت ہے جو آپ ﷺ کی سنت وہدایت کے مطابق ہے۔ نجدی حکمرانوں کے دل حلاوت ایمان سے خالی ہیں۔

۶۔ جناب رسول کریم ﷺ جنگ احد کے شہداء کی قبروں پر فاتحہ پڑھی۔ پھر وہیں منبر شریف لگایا جائے جس پر بیٹھ کر آپ ﷺ یہ فرمائیں کہ مجھے تمہارے شرک کرنے کا خوف نہیں بلکہ دنیا میں کھو جانے کا خوف ہے۔ مطلب یہ کہ زیارت قبور شرک نہیں۔۔۔

۷۔ لیکن نجدی فتویٰ دیتا ہے کہ زیارت قبور شرک ہے۔۔۔ اس طرح یہ رسول کریم ﷺ اور قرآن واحادیث کا باغی ہے۔

۸۔ اسلام دشمن قومیں یہود ونصاریٰ جن میں اب قادیانی بھی شامل ہو گئے ہیں، دین اسلام کو نعوذ باللہ ختم کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ نجدی حکومت اور دیگر خلیجی شیوخ وامراء امریکہ کے آلہ کار ہیں، کیونکہ امریکہ ان سے دو مقاصد حاصل کر رہا ہے۔ ایک تو ان کے مالی وسائل نچوڑ رہا ہے اور دوسرے ان سے دین اسلام کی تباہی کروا رہا ہے۔ وہ اس طرح کہ صحابہ کرام، اہل بیت اور دیگر اسلامی آثار کو بلڈوز کروا کر دین رسول اللہ ﷺ کو کمزور بلکہ ختم کرنے کے درپے

ہے۔

۹۔ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دلوں سے ان کے نبی ﷺ کی محبت ختم کرنے پر تلے ہوئے ، ان کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے وہ خود بخود برباد ہو جائیں گے ، جیسا کہ سپین میں ہوا۔ پانچویں صدی ہجری میں نور الدین زنگی کے عہد میں روضۂ انور واطہر سے جسد مبارک نکالنے کی ناپاک جسارت کی گئی تھی۔ جسے حاضر و ناظر رسول ﷺ نے نور الدین زنگی کو بتادیا اور دکھادیا تھا۔

۱۰۔ نجدی لوگوں کی ناپاک جسارت یعنی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر انور کی پامالی اس ناپاک منصوبہ کا حصہ ہے۔۔۔ لیکن وہ شاید نہیں جانتے کہ اللہ تعالی اپنے محبوب ﷺ کو ناراض نہیں ہونے دے گا یعنی ان نجدیوں سے دور محفوظ جگہ پر منتقل کردے گا۔

۱۱۔ موجودہ احتجاج کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ وہ اس لیے کہ نہ ہی حکومت پاکستان تحریک چلانے کی اجازت دے گی اور نہ ہی کوئی اسلامی ملک اتنی سکت رکھتا ہے یعنی دینی حمیت۔۔۔

۱۲۔ چونکہ مفتی، علماء وغیرہ حکومت کی خوشنودی کو ترجیح دیں گے ، چاہے رسول کریم ﷺ ناراض ہو جائیں۔ اس لیے یہ لوگ کسی تحریک میں روڑے اٹکائیں گے اور کوئی ایسا شوشہ چھوڑیں گے کہ لوگوں کے ذہن الجھ جائیں۔ مثلا جیسے کہ مقام قبر تو ابواء شریف نہیں بلکہ مکہ مکرمہ ہے۔ (یہ ایک صاحب نے شوشہ چھوڑا ہے ، یہود و نصاریٰ کی یہی سیاست ہوتی ہے اور وہ اس کے لیے مولوی لوگوں کو آلہ کار بناتے ہیں، (دین اسلام کو موجودہ نہج تک پہنچانے میں مفتی، علماء، سجادہ نشین اور صاحبزدگان کا ہاتھ بہت ہے)

۱۳۔ جو خط نجدی بادشاہ فہد بن عبد العزیز کو لکھا گیا ہے وہ خوشامد اور چاپلوسی سے بھرپور ہے۔ اور متن سے یہ نتیجہ ملتا ہے کہ نجدی عقائد درست ہیں۔ إنا لله و إنا إليه راجعون۔

۱۴۔ احتجاج کے لیے قانونی ذرائع ممکن نہیں۔ دنیا کی کونسی حکومت ہے جو قانونی کارروائی کر سکے گی۔ اور اگر بین الاقوامی عدالت ہے تو اس پر بھی اسلام دشمن کافروں کا غلبہ ہے۔

۱۵۔ بہر حال عشاق رسول رحمت ﷺ کو اپنا احتجاج جاری رکھنا چاہیے تاکہ رسول کریم ﷺ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔۔۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ راضی تو خدائے ذوالجلال راضی۔۔۔۔۔

۱۶۔ آخر میں یاد رہے کہ جناب رسول کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ سب کچھ دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں۔ جن جن لوگوں کے دلوں میں دنیاوی مصلحتیں کارفرما ہیں ان سب کا آپ ﷺ کو علم ہے اس لیے اب بھی وقت ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ کے ساتھ دغا والی پالیسی ترک کر دی جائے اور عشق و اطاعت آقا ﷺ کے لیے اپنے تن من دھن کی بازی لگا دی جائے۔

فقط مخلص:

بندہ درگاہ رسول کریم ﷺ المکی المدنی

کرنل (ر) محمد انور مدنی

یہ کیسا دکھ ہے؟ کیسے بیان کروں

نجدیوں نے قبر مبارک کو مسمار کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے

یہ سانحہ ہر عاشق رسول کریم ﷺ کے لیے ایک شدید حادثہ ہے جو کہ جان بوجھ کر اور ایک طویل منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہر وہ شخص جو دعوی یہ کرے کہ وہ عاشق رسول ﷺ ہے وہ تڑپ اٹھتا اور یقیناً ایک ایسا رد عمل کا اظہار ہوتا کہ شور مچ جاتا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ کیوں ہو رہا ہے؟ اور آئندہ مستقبل میں بھی ایسا ہوتا رہے گا؟۔۔۔۔ رد عمل ضرور ہوا اور ہو رہا ہے لیکن ایک ایسی کلاس سے تعلق رکھنے والے کر رہے ہیں جو القاب یافتہ نہیں ہیں۔۔۔ باقاعدہ کسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ نہیں لیکن عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوبے ہیں۔۔۔۔۔ مگر افسوس وہ طبقہ جو کہ مسائل پر حرف آخر بن کر حل بتاتا ہے جسے اصطلاح میں "مفتی" کہتے ہیں اس طبقہ نے ایسے رد عمل کا اظہار کیا جیسے یہ ان کا معاملہ نہیں ہے۔۔۔ بلکہ الٹا ان کو (جو ان کے پاس یہ اطلاع دینے پہنچے اور اس خام خیالی میں تھے کہ یہ لوگ فوراً حرکت میں آکر نجدیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے) بے تکے سوالات اور بھونڈا کا راستہ دکھانے لگے۔۔۔ حیرت ہے واقعی علامہ اقبال نے صحیح فرمایا:

اے مسلمان! اپنے دل سے پوچھ ملاں سے نہ پوچھ
ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں حرم خالی

۲۔ چند برس پہلے ایک کافر راج پال نے شہنشاہ انبیاء ﷺ کی شان اقدس میں سنگین گستاخی کی تو ایک نوجوان (داڑھی مونڈا) عاشق اٹھا اس نے حساب

چکا دیا اور اس گستاخ کو جہنم واصل کر دیا۔۔ لیکن وہ خود ساختہ القابات والے ابھی میٹنگیں کرتے رہے۔۔۔ اب بھی یہی کچھ ہو رہا ہے، بس میٹنگیں ہو رہی ہیں کہ کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔۔۔۔ ہو سکتا ہے اپنی اپنی دنیاوی مصلحتیں ہوں اور ضرور ہوں گی۔۔ بعض نے تو ایسا شوشہ چھوڑا کہ قبر انور ابواء میں ہی نہیں۔ بڑی حیرت ہوئی، سیرت کی کتابیں اس سفر سے بھری پڑی ہیں۔ جب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ سے واپسی پر ابواء کے مقام پر ٹھہریں اور وصال ہو گیا اور وہیں مدفون ہوئیں۔۔۔ جنگ احد پہ جاتے ہوئے کفار و مشرکین کے لشکر نے ابواء میں پڑاؤ کیا اور کسی نے اس قبر مبارک کو اکھاڑنے کی تجویز دی تو اسے سردار کفار نے رد کر دیا اور پھر آخری گواہی نجدی علماء کا فتویٰ کہ مقام ابواء کی طرف سفر کرنا شرک ہے (معاذ اللہ) کیونکہ وہاں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں۔

ان تمام شواہد کے باوجود کئی ایسے شوشے چھوڑے گئے کہ بس ان حضرات کے نام سن کر بہت دکھ ہوا کہ یہ لوگ ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔ اور خود تو علم کے ستون بنتے ہیں۔ پھر دل میں سوچا کوئی حیرت کی بات نہیں یہ ہر زمانے میں ہوتا آیا ہے۔ دنیا دار پیٹ پرست دین فروش حکومت وقت کو خوش کر کے مفادات حاصل کرتے چلے آئے ہیں۔

۳۔ مگر اللہ تعالیٰ کا نظام اپنا راستہ خود بناتا ہے اور وہ ایسے لوگ پیدا کر دیتا ہے جو حق کو ظاہر کو کے بلند اور فاتح بنا دیتے ہیں۔۔۔

اور آخر کار دنیا دار اور دین فروش مدعیان علم خسارے میں رہتے ہیں، کیونکہ وہ دنیا کے عوض رسول کریم ﷺ کی ناراضگی مول لے لیتے ہیں، یہ کیسی بدنصیبی ہے ان لوگوں کی۔۔۔

نجدی حکومت کے فرمانروا کو لکھے گئے خط کے متعلق

سنی علماء کی تنظیم نے سعودی فرمانروا فہد بن عبد العزیز کو جو خط لکھا ہے اس کا عکس منسلک ہے۔

تاثرات: خط کے متن سے معلوم ہوتا ہے کہ "یہ خط سنی علماء کی تنظیم کی طرف سے نہیں بلکہ یا تو ایک حکومت کی طرف دوسری حکومت کو ہے اور یا پھر ان ہی کی کسی ذیلی تنظیم نے اپنے ہیڈ کوارٹر کو لکھا ہے جن کا ذکر آگے آئے گا۔

حالانکہ: اس خط کے لکھنے کا انداز ایسا ہونا چاہیے تھا جس میں علمائے کرام اپنے سنی عقائد کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ الفاظ لکھتے جن کا نجدی فرقہ مستحق ہے۔ موجودہ طرز تحریر میں خوشامد اور چاپلوسی والی بات نظر آتی ہے۔

ایسا: نہیں ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے تھا۔ علمائے حق کبھی بھی خوشامدانہ اور چاپلوسی والا رویہ اختیار نہیں کرتے۔ ان کے مد نظر صرف اور صرف اپنے صحیح عقائد ہوتے ہیں۔

اگر: نجدی عقیدہ پر چلنے والے کی تعریف کرو گے تو پھر ظاہر ہے یہ تاثر ملے گا کہ آپ کو ان کے عقائد (باطل اور مردود) پسند ہیں۔۔۔۔ یا پھر کوئی اور دنیاوی مصلحتیں کارفرما ہیں۔

نجدی بادشاہ فہد بن عبد العزیز کو جو خط لکھا گیا ہے اس میں مندرجہ ذیل القابات سے اسے نوازا گیا ہے۔

ا۔ جلالۃ الملک ب۔ صاحب بصیرت ت۔ وسیع المشرب ج۔ امت کا درد رکھنے والے

د۔ حرمین شریفین کی خدمت کی سعادت اور نصیب

ہ۔ آپ کی ذات پوری امت کے لیے وحدت اور اعتماد کی علامت ہے۔

و۔ آپ کی اس مسلمہ حیثیت

ز۔ قبر مبارک سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے نشانات

اگر نجدی فرمانروا ان خواص کا حامل ہے تو پھر

إنا لله و إنا إليه راجعون

اس سے بڑھ کر سنیوں کی بدنصیبی اور کیا ہوگی جب ان کے علمائے کرام نجدیوں کو مندرجہ بالا القاب سے نوازیں جن کے متعلق فرمان رسول کریم ﷺ ہے کہ میں اہل نجد سے تم پر خوف کھاتا ہوں، ان سے شیطان کا سینگ پیدا ہوگا۔ اس نجدی فتنہ کی چودہ صدیاں پہلے نشاندہی کر دی۔

نجدی عقائد

(نقل کفر کفر نباشد)

۱۔ نبی مر کر مٹی ہو چکا ہے۔

۲۔ نبی کے والدین کفر کی حالت میں مرے۔

۳۔ نبی کو اپنے انجام اور دیوار پیچھے کا علم بھی نہیں۔

۴۔ شیطان اور ملک الموت کا علم نبی سے زیادہ ہے۔

۵۔ نبی کی تعظیم صرف بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیے۔

۶۔ نبی نور مجسم نہیں۔

۷۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ نبی اور ولی کچھ نہیں کر سکتے۔

اس طرح کے متعدد کفریہ عقائد جن کا علم ہر مدعی علم کو ہے جو عشق رسول ﷺ کا دعویدار بنتا ہے۔ (تقویۃ الایمان، براہین قاطعہ، صراط مستقیم)

توجہ :

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ کو تو آپ نے پس پشت ڈال دیا۔

نتیجہ :

ا۔ جلالۃ الملک : اس کا مطلب ہے "بڑی شان والا بادشاہ" آپ کی نظر میں نجدی فرمانروا بڑی شان والا بادشاہ ہے (استغفر اللہ)۔ کیا آپ کو پتا نہیں اس نے یہ لقب خود ترک کر دیا ہے۔

۲۔ اگر ایسا کفریہ عقیدہ والا شخص صاحب بصیرت ہے تو پھر لکھنے والے بھی کفریہ عقائد کے حامل ہیں۔

۳۔ وسیع المشرب اور امت کا درد رکھنے والا۔۔۔ ایسے القابات لکھنے والے علماء، علماء نہیں جہلاء ہیں۔

۴۔ پاکستان کے مسلمانوں ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام امت کے لیے یہ سانحہ ہے۔

۵۔ حرمین شریفین کی خدمت کی سعادت اور نصیب

نجدی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ انگریزوں کی پشت پناہی سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر قابض ہو گئے تھے۔ اصل میں یہ ڈاکوؤں کا ٹولہ تھا۔ اور پھر عرب سے تیل نکلا تو یہود و نصاریٰ نے اپنی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت ان نجدیوں کو

حکومت کرانے میں اپنا مفاد نظر آیا یعنی دولت کو نچوڑنا اور نجدی وہابی عقیدہ جو کہ عشق رسول کریم ﷺ کو ختم کرتا ہے۔ دوسری طرف نجدی دنیاوی حکومت میں کھو گئے لیکن حرمین شریفین میں عمارتیں جدید کر دیں تاکہ مسلمان امت انہیں اسے خدمت و سعادت سمجھے۔ حالانکہ ان کے محلات دیکھو مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے اوپر ساتھ والی پہاڑی پر اس بادشاہ نے اپنا محل بنایا ہے۔ پہلے کافی ڈشیں نظر آتی تھیں جنہیں اب دیوار بنا کر ڈھانپ دیا گیا ہے تاکہ بیت اللہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو نظر نہ آئے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں پہاڑی کی چوٹی کاٹ کر محل بنا ہوا ہے۔

۶۔ من اللہ والی بات (من سعادتکم من اللہ خدمۃ الحرمین الشریفین)

نجدی فرقہ نے جو حرمین شریفین پر قبضہ کر کے اپنا عقیدہ ٹھونس دیا ہے کہ ان کے علاوہ سب کے سب مشرک ہیں۔ اور اسے آپ نے من اللہ قرار دیا ہے اور پھر خدمت کا نام دے کر ان کی خوب چاپلوسی اور خوشامد کا دم بھرا ہے۔ یہاں من اللہ والی بات نہیں ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں تو پھر آپ کو ان کے عقائد قبول کر لینے چاہییں۔

تاریخ کا مطالعہ کریں۔ یزید کے عہد میں مسلم بن عقبہ کی قیادت میں ہزاروں یزیدی فوج نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ تین دن نہ نماز ہوئی نہ اذان۔ مسجد نبوی میں ان کے گھوڑوں کے بول و براز نے آقا ﷺ کو ایذا پہنچائی۔ ہزاروں حفاظ شہید کر دیئے گئے۔ پھر یزیدی فوج نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور حرمت حرم کو پامال کیا۔ ۶۴ھ۔۔۔۔۔۔ تو کیا یہ ان کی من اللہ سعادت تھی۔

ایسے القاب لکھنے والو!

تمہاری عقل پر کیوں پردہ پڑ گیا ہے۔ تم اسے سعادت اور نصیب سمجھنے کی بجائے ان نجدیوں کے عقائد سمجھنے کی کوشش کرتے ؟

۷۔ فہد بن عبدالعزیز کی ذات پوری امت کے لیے وحدت اور اعتماد کی علامت ہے :

یہ اتھارٹی آپ کو کس نے دی ہے کہ یہ کہیں کہ نجدی پوری امت کے لیے وحدت اور اعتماد کی علامت ہے۔۔۔ پوری امت تو وہابی مذہب پر نہیں ہے ؟

ایسا لکھنے والو!

تمہاری عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔۔۔ سعودی عرب کے علاوہ ذرا ملک شام اور عراق جاکر دیکھو کہ اذان سے پہلے اور بعد درود پاک پڑھا جاتا ہے۔ آپ مدینہ منورہ کی کسی مسجد میں ایسا ذرا کر کے دکھاؤ کیا۔۔

۸۔ آپ (فہد بن عبدالعزیز) کی مسلمہ حیثیت :

پوری امت میں دیکھیں کہ وہابی مذہب کے لوگ مشکل سے دو فیصد سے متجاوز نہیں، پھر یہ مسلمہ حیثیت کیسے ہو گئی ؟۔

۹۔ بادشاہ کے خلاف سازش : ایسی بات بتانا بادشاہت کا مذاق اڑانا ہے۔ فہد بن عبدالعزیز کی بادشاہت کا جاسوسی نظام اتنا باریک اور تیز اور مضبوط ہے کہ آپ کے خواب و خیال میں بھی نہیں۔ کون ہے جو سازش کرے اور اسے پتا نہ چلے۔ صرف آپ ہی بتائیں۔

۱۰۔ قبر مبارک حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے نشانات :

لکھنے والے لوگو!

تم نے قبر مبارک کی توہین کی ہے۔۔۔ قبر مبارک پہ تعویذ ہوتا ہے اور اوپر

گنبد۔۔۔ تم نے اسے فقط نشانات کہہ دیا۔۔۔ نشان تو کسی جگہ پتھر رکھ کر بھی لگا دیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نجدیوں نے قبر مبارک کو بلڈوزر سے تلپٹ کر دیا اور تم نے اسے نہایت ہی معمولی کام سمجھ کر لفظ نشانات کہہ دیئے۔۔۔

یہ کس قبر کی بات کر رہے ہو؟ یہ سید الانبیاء۔ رؤف رحیم۔ اصل الموجودات۔ مختار منتخب۔ نور مجسم۔ رحمۃ للعالمین رؤف رحیم ﷺ جو کہ مظہر ربوبیت ہیں۔ جو نہ ہوتے تو یہ کائنات نہ ہوتی، جن کی رضا اللہ تعالی چاہتا ہے۔ جبریل جن کے در کا دربان ہے۔ جن کے قدم مبارک اپنے صحابہ کے ساتھ اس قبر کی زیارت کے لیے بڑھے جو قبر مبارک کی زیارت کر کے خود بھی روئے اور صحابہ بھی رو دیئے۔۔۔ یہ میرے آقا ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ کائنات جناب آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تربت اطہر ہے۔

اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ :

تم نے نجدیوں کو خوش کر کے کچھ دنیاوی مفاد حاصل کرنے کی تمنا کی ہے۔ لیکن یاد رکھو! جناب سرکار دوعالم ﷺ کو ناراض کر کے ایذا پہنچا کر دوسروں کو خصوصاً بد مذہبوں کو خوش کرنے کے لیے جو جتن کیے ہیں وہ تمہیں جہنم میں لے جائیں گے۔۔۔ اور یہ نجدی تمہیں اس فانی دنیا میں بھی کوئی فائدہ نہ دیں گے۔

یاد رہے :

۱۔ وہابیت نجدیوں کا ریاستی مذہب (State Religion) ہے۔

۲۔ نجدی حکومت کی اجازت کے بغیر پورے سعودی عرب میں کوئی خطیب اپنی طرف سے وعظ نہیں کر سکتا بلکہ جو اسے حکومت کی طرف سے لکھا ہوا ملتا

ہے بس وہی پڑھتا ہے۔

۳۔وہابیت کو مسلط کرنا ان کا مشن ہے جس کے لیے وہ کوشاں ہیں (پوری اسلامی دنیا میں)

۴۔نجدیوں کی بادشاہت ہے اور بادشاہی نظام میں جاسوسی کا جال ریڑھ کی ہڈی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے ان کے خلاف یہ کہنا کہ ''لگتا ہے آپ کی اس مسلمہ حیثیت میں دراڑیں ڈالنے کے لیے سازش تیار کی گئی ہے'' نہایت ہی حماقت والی بات ہے۔۔۔ کون ہے جو بادشاہی نظام میں سازش کرے؟

۵۔آپ کے اس ملک کے اندر بھی نجدی ایجنٹ سرگرم عمل ہیں، لیکن آپ کو کیسے پتا چلے؟ پتا تو ہے مگر دنیاوی مفاد اور مصلحتیں آڑے آگئی ہیں۔

۶۔اور کیا کیا بتاؤں؟؟؟

میں ٹھہرا ہوا دریا ہوں، بڑی دیر سے چپ ہوں
کب تک میرے مولا، کب تک میرے مولا

فقط

بندۂ درگاہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم المکی المدنی

کرنل (ر) محمد انور مدنی

۱۱-۴-۹۱

جلالة الملك فهد المحترم خادم الحرمين الشريفين

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .

قد بشرنا عن طريق بعض الجرائد و شهود عيان أن علامات المرقد لأم الرسول صلى الله عليه وسلم السيدة آمنة رضي الله تعالى عنها الذي كان واقعا على الجبل قد محيت .

و لا يخفى على مثلك نافذ البصيرة ان الأمة المسلمة تمتلك الأواصر الروحية والقلبية بأم الرسول صلى الله عليه وسلم و ذلك مما لا يقبل الشك أن آثار قبرها من شعائر الله لأهل الإسلام و أدنى الجرأة لهتك حرمتها تؤدي إلى الخسران والخزي في الدنيا و الآخرة .

و هذه الحقائق قد اتفق عليها علماء الإسلام في كل مصر وعصر و أجلهم نصبوا التصانيف الكثيرة حول هذا الموضوع العام

أسميت فأشهتم مع الرسالة للتذكير فقط .

هذه الكارثة فاجعة و اليمة جدا لمسلمي الباكستان و أجلبت عليهم جحافل الحزن والكآبة والظروف الحالية جعلتهم متفكرين لم اقترفت هذه الفعلة الشنعة في أيام حكمكم و أنتم واسع الأفق و تحسون بآلام الأمة و وجعها من سعادتكم من الله خدمة الحرمين الشريفين و هذا الأمر موجبكم للأمة منارا للوحدة والثقة . نرى كأن هذه مؤامرة خططت لتوليد النزاعات حول شخصيتكم المعترف بها . كيف وقد أصدرتم أهم التوجيهات لرعاية الآثار

نتمنى منكم في هذه الأوضاع المشوشة أن تتنبهوا لهذه المؤامرة القبيحة و [illegible] الشديدة لمسلمي [illegible] بهذه الحزينة وأن تخطوا خطوة حاسمة لرعاية آثار المرقد الشريف لأم الرسول صلى الله عليه وسلم

هذه الخطوة تليق بكم كما هي من متطلبات الثقة التي يحملها بكم شعب الباكستان .

[illegible]

[illegible]

یا نبی۔ یا رسول (ﷺ)۔ سنت الٰہی ہے

۱۔ یاایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر ۵/۴۱

۲۔ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۵/۶۷

۳۔ یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین ۸/۶۴

۴۔ یاایھا النبی حرض المومنین علی القتال ۸/۶۵

۵۔ یاایھا النبی قل لمن فی ایدیکم ۸/۷۰

۶۔ یاایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین ۷۳-۹/۶۹

۷۔ یاایھا النبی اتق اللہ ۳۳/۱

۸۔ یاایھا النبی قل لازواجک ۳۳/۲۸

۹۔ یاایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ۳۳/۴۵

۱۰۔ یاایھا النبی انا احللنالک ۳۳/۵۰

۱۱۔ یاایھا النبی قل لازواجک ۳۳/۵۹

۱۲۔ یاایھا النبی ۶۶/۱

یا سے خطاب:۔ اوپر والی آیات سے ظاہر ہوا کہ "یا" سے پکارنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یا رسول اللہ دو دفعہ کہا اور یا نبی تیرہ دفعہ کہا۔

(ب)۔ "یا" کے طریقہ پر پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ سنت الٰہی ہے۔

(ت)۔ حشر کے میدان میں دوزخی اسی "یا" کے لفظ سے جنتی لوگوں کی مدد کے لئے پکاریں گے کہ "یا فلاں" میں نے تمہیں پینے کے لئے پانی دیا تھا۔ اب تم مجھے دوزخ میں گرنے سے بچالو۔ چنانچہ اس جنتی کی شفاعت سے یہ بخشا جائے گا۔

شفاعت کے منکر مولوی صاحب! آقا ﷺ کی احادیث پاک بھی پڑھا کرو ویسے تم اپنے آپ کو اہل حدیث کہلواتے ہو۔

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا ـــ ساتھ ساتھ ذکر

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ (فرمان الٰہی)

۱۔ **اطاعت :۔** اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (۲۲ دفعہ) ۱۳۲ - ۳۲ / 3، ۸۰ - ۶۹ - ۵۹ - ۱۳ / 4، ۹۲ - 5/ ۴۶ - ۲۰ - ۱ / 8، ۷۱ / 9، ۵۶ - ۵۴ - ۵۲ / 24، ۷۱ - ۶۶ - ۳۳ / 33، ۳۳ / 47، ۱۷ / 48، ۱۴ / 49، ۱۳ / 58، ۱۳ / 64

۲۔ **ایمان :۔** امنوا باللہ ورسولہ (۲۰ دفعہ) ۱۷۱ - ۱۳۶ / 4، ۸۱ / 5، ۱۵۸ / 7، ۸۶ - 9، ۳۳ - ۴۷ / 24، ۹ / 48، ۱۳ / 48، ۱۵ / 49، ۲۸ - ۲۱ - ۱۹ - ۸ - ۷ / 57، ۴ / 58، ۸ / 64، ۱۱ / 61

۳۔ **کفر :۔** کفروا باللہ ورسولہ (۴ دفعہ) ۱۰۱ / 3، ۸۴ - ۸۰ - ۵۴ / 9

۴۔ **مخالفت :۔** یحادد اللہ ورسولہ (۶ دفعہ) ۶۳ / 9، ۱۳ / 8، ۴ / 59، ۲۲ - ۲۰ - ۵ / 58

۵۔ **ایذا دینا :۔** یوذون اللہ ورسولہ (۲ دفعہ) ۶۱ / 9، ۵۷ / 33

۶۔ **نافرمانی :۔** یعص اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۱۴ / 4، ۳۶ / 33، ۲۳ / 72

۷۔ **جنگ :۔** حارب اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۲۷۹ / 2، ۳۳ / 5، ۱۰۷ / 9

۸۔ **دغا کرنا :۔** لا تخونوا اللہ ورسول ۲۷ / 8

۹۔ **جھوٹ بولنا :۔** کذبو اللہ ورسولہ ۹۰ / 9

۱۰۔ **حرام کیا :۔** حرم اللہ ورسولہ ۲۹ / 9

۱۱۔ **استہزا کرنا :۔** اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزون ۶۵ / 9

۱۲۔ **استغفار :۔** فاستغفر واللہ واستغفر لھم الرسول ۶۴ / 4

۱۳۔ **طرف :۔** مہاجرا الی اللہ ورسولہ ۱۰۰ / 4

۱۴۔ **محبت :۔** احب الیکم من اللہ ورسولہ ۲۴ / 9

۱۵۔ **عطا :۔** ماتھم اللہ ورسولہ ۵۹ / 9، ۱۷۰ / 3

۱۶۔ **فضل :۔** سیوتینا من فضلہ ورسولہ ۵۹ / 9

۱۷۔ راضی :۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۶۲ / 9

۱۸۔ غنی :۔ اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ ۷۴ / 9

۱۹۔ دیکھنا :۔ فسیرٰی اللہ عملکم ورسولہ ۱۰۵ / 9

۲۰۔ عزت :۔ لِلہ العزہ ولرسولہ ۸ / 63

۲۱۔ دوستی :۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ ۵۶ ۔ ۵۵ / 5

۲۲۔ وعدہ :۔ وعدنا اللہ ورسولہ ۲۲ ۔ ۱۲ / 33

۲۳۔ سچ :۔ صدق اللہ ورسولہ ۲۷ / 48

۲۴۔ فرماں بردار :۔ للہ ورسولہ ۲۹ ۔ ۳۱ / 33

۲۵۔ حکم :۔ قضی اللہ ورسولہ ۳۶ / 33

۲۶۔ تقدم :۔ یدی اللہ ورسولہ ۱ / 49

۲۷۔ غنیمت :۔ للہ وللرسول ۴۱ ۔ ۱ / 8، ۷ / 59

۲۸۔ مدد :۔ ینصرون اللہ ورسولہ ۸ / 59

۳۰۔ بلایا جانا :۔ دعوالی اللہ ورسولہ ۲۴ / 8، ۴۸ ۔ ۵۱ / 24

۳۱۔ برات :۔ براۃ من اللہ ورسولہ ۱ / 9

۳۲۔ عہد :۔ عنداللہ وعند رسولہ ۷ / 9

۳۳۔ اذن :۔ اذان من اللہ ورسولہ ۳ / 9

۳۴۔ خیر خواہ :۔ نصحوالِلہ ورسولہ ۹۱ / 9

۳۵۔ محرم راز :۔ من دون اللہ ورسولہ ۱۶ / 9

۳۶۔ ڈرنا :۔ ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ ۵۰ / 24

۳۷۔ رجوع :۔ فردوہ الی اللہ والرسول ۵۹ / 4

۳۸۔ نازل :۔ انزل اللہ والی الرسول ۶۱ / 4، ۱۰۴ / 5

۳۹۔ بعثت :۔ بعث اللہ رسولا ۴۱ / 25

رسول اللہ ﷺ کے ملنے سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے

بصیرت ملتی ہے:۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب اور ہمارے آقا ﷺ سے کہتا ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ۔ آپ فرماؤ۔ یہ میری راہ ہے (محمد ﷺ کی) میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں اہل بصیرت ہیں۔

تشریح:۔ اس آیہ کریمہ پر غور کریں تو چار باتیں ظاہر ہیں۔

(۱) کہلوانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲) کہلوایا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے در تک چلو پھر اللہ تعالیٰ سے ملادیں گے۔

(۳) بصیرت صرف اور صرف عشق مصطفیٰ ﷺ سے حاصل ہوتی ہیں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ سے ملاتے رہیں۔

(۵) سیدھا راستہ:۔ صرف ایک سیدھا رستہ ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے در تک جاتا ہے۔ باقی سب راستے گمراہی کے ہیں۔ اس سیدھے رستے کے متعلق بندہ ہر نماز میں جب سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو بار بار ہاتھ باندھ کر یہی کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ چونکہ اسی رستے پر صدیقین چلے۔ صالحین چلے۔ شہداء چلے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعامات سے نوازا، پھر آگے کہتا ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعامات کئے۔ اور ان صدیقین صالحین اور شہدا پر انعامات الٰہی کی بارش اس لئے ہوئی کہ ان اصحاب نے اللہ تعالیٰ کے محبوب (ﷺ) سے عشق کیا۔

شبہ کا ازالہ:۔ کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ میں نے کہا کفار مکہ ابوجہل، عقبہ، شیبہ، ابولہب ولید وغیرھم کی بھی شہ رگیں تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں نہ ملا۔ جس ہستی کے ذریعے ملتا ہے اسے انہوں نے جھٹلا دیا۔ بات ہے ذرا سمجھ کی۔

حاکم کائنات کا دین
حاکم کائنات کے بندے
حاکم کائنات کا رستہ

۱۔ دین مصطفیٰ ﷺ

(الف) فرمان الٰہی ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم (۵/۳)
یا حبیب (ﷺ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دین اسلام میرے محبوب ﷺ جو کہ حاکم کائنات ہے۔ اس کا دین ہے۔
قرآن حکیم میں ارشاد ہوا۔ قل یایھا الناس ان کنتم فی شک من دینی (۱۰/۱۰۴ یونس) فرمایئے اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو۔
(ب) قل اللہ اعبد مخلصاً لہ دینی (۱۴/۳۹ الزمر) فرمایئے اللہ تعالیٰ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس لئے اپنے دین کو۔
(ت) لکم دینکم ولی دین (۶/۱۰۹) تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین)

۲۔ بندے۔ مصطفیٰ ﷺ کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ (۳۹/۵۳ الزمر) فرماؤ اے میرے (محمد ﷺ کے) وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔
(ا) تشریح کی ضرورت:۔ قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے سولہ جگہوں پر ارشاد فرمایا۔ میرے بندو اور اس آیہ میں ارشاد فرمایا۔ یا حبیب ﷺ آپ کہیں اے میرے وہ بندو۔ اب عربی گرائمر کا قاعدہ یہ ہے کہ "قل" کے بعد جو بات کہی جائے وہ کہنے والے سے منسوب اور منسلک ہوتی ہے۔ دوسری آیت کی مثال یہ

ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ فرمایئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اتباع کرو۔ چنانچہ فاتبعونی کا مطلب ہے محمد ﷺ کی پیروی کرو۔ اسی طرح کی مزید مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں۔
نوٹ:۔ بندہ اردو زبان کا لفظ ہے اور اس کے معانی غلام، خادم اور نوکر کے ہیں۔
(۲) بندہ رسول کریم ﷺ:۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہیں وہ رسول پاک ﷺ کے بندے ہیں اور جو اتباع نہیں کرتے وہ رسول پاک ﷺ کے بندے نہیں۔ قرآن پاک میں سورۃ مجادلہ میں دو جگہ پر لفظ حزب الشیطان ۵۸/۱۹ آیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ شیطان کے گروہ اور شیطان کے گروہ میں منافقین ہیں جیسا کہ اس آیہ کے حوالے سے ہے۔ چنانچہ تخلیق کے لحاظ سے بندے تو اللہ تعالیٰ کے ہیں مگر پھر اپنے اعمال کی وجہ سے یہ رسول ﷺ کے ہو گئے یا شیطان کے۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرماں بردار بندوں کو رسول ﷺ کے بندے قرار دیا۔
رستہ کس کا:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قل ھذا سبیلی ادعو الی اللہ (۱۲/۱۰۹ یوسف) فرمایئے یہ میرا (محمد ﷺ کا) رستہ ہے اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ ایک نقطہ کے گرد تین سو ساٹھ زاویے نکلتے ہیں جس میں صرف ایک سیدھا رستہ ہے باقی سب غلط ہیں۔ صرف ایک سیدھا رستہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے جس پر ابوبکر ؓ چلے، عمر ؓ چلے، غنی ؓ چلے، حیدر ؓ چلے، حسن و حسین ؓ چلے، حضرات امامین چلے، داتا گنج بخش ؒ چلے، غوث اعظم ؒ چلے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)
اللہ کی طرف کون لے جاتا ہے:۔ اللہ پاک تک صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ لے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے بغیر اللہ تعالیٰ نہیں ملے گا۔ باقی سب گمراہی کے راستے ہیں۔

توبہ کیوں؟ :۔ قرآن کہتا ہے انہ من عمل منکم سوء بجھالہ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم کہ تم میں سے جو کوئی جہالت میں کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور سنور جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

موت کے وقت توبہ قبول نہیں :۔ ولیست التوبہ للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الن ولا الذین یموتون وھم کفار اولک اعتدنا لھم عذابا الیما ترجمہ اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی۔ اور نہ ان کی جو کافر مریں۔ ان کے لئے ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

گستاخان رسول کو مشورہ :۔ ایک مخلص مومن سنت رسول ﷺ کے مطابق تبلیغ بھی کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ شاید کوئی اپنا ایمان بچالے اور دوزخ سے بچ جائے چنانچہ وہ لوگ جنہوں نے دیدہ دانستہ یا نادیدہ دانستہ حبیب اللہ پاک کی شان میں گستاخانہ کلمات نکالے تحریری یا تقریری۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑا کیا اور اپنی رائے سے مرضی کے موافق مطلب نکالا۔ جنہوں نے رحمتہ للعالمین روف الرحیم ﷺ کی ذات اقدس یعنی نورانیت کا انکار کیا۔ آپ ﷺ کی کمالات یعنی معراج کو جھٹلایا۔ آپ ﷺ کے صفات یعنی آپ ﷺ کے علم مبارک میں نکتہ چینی کی آپ ﷺ کے اختیارات کا انکار کیا۔ آپ ﷺ کے معجزات کا تمسخر اڑایا۔ اس وطیرہ سے انہوں نے دنیا اور آخرت برباد کر لی۔ ان کو مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ بہت قبل از وقت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے حبیب ﷺ کا واسطہ دے کر ان تمام باتوں سے توبہ کریں وہ غفور رحیم ہے۔ جب اسے اس کے حبیب پاک کا واسطہ دیں تو ضرور توبہ قبول کرے گا۔ ورنہ موت کے وقت جب پتہ ہو کہ اب ٹائم پورا ہو رہا ہے توبہ قبول نہیں کرتا اور یہی وجہ تھی کہ فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی۔ فرعون کی سنت پر عمل نہ کریں۔

توبہ کا دروازہ

توبہ کی ضرورت :۔ انسان شر اور خیر کا مجموعہ ہے اس سے نیک کام بھی ہوتے ہیں اور برے بھی نیک کاموں کا اجر ملتا ہے لیکن برے کاموں کی سزا ملتی ہے اور ایسی سزا جو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے طور پر رکھی ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے توبہ کے متعلق اپنے فیصلوں سے واضح طور پر قرآن میں بتا دیا ہے کہ کیسے توبہ کریں اس کا مفہوم کیا ہے وغیرہ وغیرہ یہ لفظ قرآن حکیم میں ستاسی دفعہ آیا ہے۔ چند آیات اور اس کا مفہوم درج ذیل ہی بنیادی طور پر توبہ کے نکات یہ ہیں کہ انسان گناہوں سے نادم ہو کر پہلی بات یہ ہے کہ توبہ کر لے۔ پھر آئندہ ایسا گناہ نہ کرے اور واقعتاً اسے معلوم ہو کہ وہ اس گناہ کو جس کے لئے توبہ کی تھی نہیں کر رہا۔

توبہ کا طریقہ۔ مصطفیٰ ﷺ کا واسطہ دو :۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہوا ہے ہر کام کا۔ گویا کہ ایک طریقہ وضع کر دیا ہے چنانچہ توبہ کا بھی ایک طریقہ ہے اور وہ سمجھنا اس لئے آسان ہے کہ آدم علیہ السلام کی توبہ ہمارے سامنے ہے انہوں نے دعا کی تھی رب انی اسلک بحق محمد تغفرلی یا میرے رب میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ دوسری اہم بات وہ حکم ہے جو ہم اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں کو ملا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفر واللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب پاک تیرے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول پاک ان کی شفاعت کریں تو ضرور اللہ کریم کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اور میں سمجھنے کا نقطہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب ﷺ کا واسطہ دے کر معافی مانگیں تو وہ ضرور (لوجدوا اللہ کہا) پائیں توبہ قبول کرنے والا۔ اس نوعیت کی صرف یہ ہی آیہ ہے۔ بہت آسان فہم ہے۔

آخر میں آپ کی تعلیم کے لیے لکھا ہے اسے ضرور پڑھیں

۱۔یانبی۔یارسول کہنا سنت الٰہی ہے۔

۲۔اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ رسول کریم ﷺ کا ذکر قرآن مجید کہاں کہاں آیا ہے۔

۳۔رسول کریم ﷺ (احکم الحاکمین کے بھیجے ہوئے) حاکم کائنات ہیں۔

ا۔یہ دین محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔

ب۔بندے (مومن) محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہیں۔

ج۔اللہ تعالیٰ کی طرف جو رستہ ہے وہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا رستہ ہے۔

۴۔ رسول کریم ﷺ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کے ملنے سے ہی اللہ تعالیٰ ملتا ہے۔

۵۔توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔اب بھی وقت ہے۔

بندہ رسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی کی تالیفات

۱۔صاحب کلی علم غیب ۲۔حاکم کائنات (محمد رسول اللہ ﷺ)

۳۔اصل الموجودات ۴۔الزام شرک اور عشق مصطفیٰ ﷺ

۵۔اللہ تعالیٰ کی تلاش اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

۶۔کلی ایمان (مسٹر اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے رد میں)

۷۔سورہ والضحیٰ (محبوب ﷺ کو یکتا پایا اور تمام انسانیت کو آپ ﷺ کے ذریعے ہدایت بخشی)

۸۔سورہ عبس (اللہ تعالیٰ کا طرز گفتگو۔عابس کافر ہے نہ کہ آقا ﷺ)

۹۔دربار رسول اللہ ﷺ کے ۲۱۲ فیصلے (عدلیہ کے لیے صراط مستقیم)

۱۰۔عیدوں کی عید (عید میلاد النبی ﷺ)

۱۱۔"لذنبک" (ذنب بمعنی گناہ کر کے رسول کریم ﷺ کی طرف نسبت واضافت کرنا سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے۔(جتنی چاہیں تاویلیں کریں)

۱۲۔نکاح خوان رسول کریم ﷺ (حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۳۔رسول کریم ﷺ پر جادو کا اثر نہ ہوا تھا

ا۔شہنشاہ انبیاء ﷺ پر جادو اثر نہیں کر سکتا کیونکہ یہ عقلا،نقلا اور قرآن مجید کے اعجاز کے خلاف ہے۔آپ ﷺ کا جسم اقدس معجزہ ہے۔

ب۔رسول کریم ﷺ کے امتی اولیاء کرام حضرت معین الدین چشتی اجمیری کی جوتی نے جادوگر جے پال کو مار مار کر آپ کے قدموں میں لا گرایا تھا۔پھر ناکامی کے بعد بالآخر مسلمان ہو گیا اور آپ کی بیعت کر لی تھی۔ج۔حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کا مقابلہ کرنے والا جادوگر رائے راجو ناکامی کے بعد بالآخر مسلمان ہو گیا۔

د۔نبوت وولایت کا نظام اللہ تعالیٰ نے کائنات چلانے کے لیے بنایا ہے۔شیطان اس نظام کو درہم برہم نہیں کر سکتا۔جادو شیطانی عمل ہے۔

۱۴۔زیارت قبر سیدہ صادقہ امینہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنی ماں کی بشارت ہوں)

نوٹ: کتب حاصل کرنے کے لیے ۲۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ فی کتاب ارسال فرمائیں۔کیونکہ کتب بذریعہ رجسٹری بھیجی جاتی ہیں۔شکایات ملی ہیں کہ بغیر رجسٹری کتب منزل مقصود تک نہیں پہنچتیں۔

P.O.Box No. 11050 L.C.C.H.S. Lahore Cantt.54792

بندۂ رسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی کی زیر طبع کتب

۱۔ حاضر وناظر رسول کریم ﷺ ۲۔ آباء واجداد رسول کریم ﷺ

۳۔ شہنشاہ ولایت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ (قرآن ناطق اور شیرِ خدا)

ا۔ مکمل اسلام مکمل کفر سے لڑنے جارہا ہے۔ (فرمان نبوی ﷺ)

ب۔ أنا نقطة تحت الباء (بسم اللہ کی ب کا نقطہ میں ہوں)۔ قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ امیر الاشجعین ﷺ کی حربی قیادت اور ذاتی شجاعت

۵۔ محمد رسول اللہ ﷺ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کہا) کب ؟

۶۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں (فرمان نبوی ﷺ)

۷۔ اسلام کیسے پھیلا ؟ (غیر مسلموں کے اعتراض "اسلام بزور شمشیر پھیلا" کا جواب)

۸۔ لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ ؟ (خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں)

۹۔ لاالٰہ الا اللہ (سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کب ؟

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے دفتر کا نظام (فرمان نبوی، واللہ معطی و أنا قاسم)

۱۱۔ محبّ جل جلالہ اور محبوب ﷺ کی گفتگو (قرآن حکیم)

۱۲۔ جاؤک قرآن پاک سے اس شعر کے حق میں دلائل :

خدا جسے پکڑے چھڑاوے محمد ﷺ
محمد ﷺ کے پکڑے کو چھڑا کوئی نہیں سکتا

۱۳۔ جنت کہاں ہے ؟ (دربار نبوی ﷺ میں ہے ناں)

(ایک گستاخ رسول کی کتاب "آسمانی جنت اور درباری جہنم" کا جواب)

۱۴۔ قرآن وسنت کی حاکمیت (مغربی جمہوریت ہر کرپشن کو جنم دیتی ہے)

۱۵۔ حدیث تصویر فرمان نبوی ﷺ کی حکمتوں کی صحیح سمجھ۔

۱۶۔ اہل کتاب کون ؟ (آج صرف اہل قرآن ہی اہل کتاب ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران اسلام ۔۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ادب چونکہ جزو ایمان ہے اس لیے عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے مندرجہ ذیل باتیں ملحوظ خاطر رکھئے۔ دعا میں خیر وبرکت اور زینت کے لیے اے اللہ، اے رب العالمین، اے مالک دو جہاں کی بجائے یارب العالمین، یاارحم الراحمین یااحکم الحاکمین سے شروع کیجئے۔ گفتگو میں (ا) فقط اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ، اللہ جل شانہ، اللہ تبارک و تعالیٰ، اللہ جل مجدہٗ الکریم، حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ (ب) اسی طرح آں حضرت، حضور، سرکار، یارسول اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے حضرت نبی کریم ﷺ، حضور سید عالم ﷺ، سرکار ہر عالم ﷺ کہنے کا مؤدب طریقہ اپنائیے۔ (ت) صرف قرآن وحدیث، سیرت، مکہ یا مدینہ کہنے کی بجائے قرآن حکیم، قرآن مجید، حدیث مبارک، حدیث شریف، سیرت طیبہ، سیرت مبارکہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مدینہ طیبہ کہا کیجئے۔ (ث) یوں اہل بیت، صحابہ و اولیاء کہنے کی بجائے اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم واولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہہ کر اپنی بات کو حسن و تازگی بخشئے۔ (تحریر میں) اس قسم کے مخفف اشارے یعنی ج، تعا، ؐ، صلعم ؓ اور ؒ لکھنے سے اجتناب فرمائیں اور مکمل جل جلالہ، علیہ السلام، ﷺ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھئے اور اگر ایسے اشارے لکھے ہوئے پائیں تو ان کی اصلاح کریں اور مکمل پڑھیں۔

اسی طرح اسلامی مہینوں کے نام بھی مکمل آداب کے ساتھ تحریر فرمائیں اور پڑھیں۔ جیسے محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول شریف، ربیع الآخر شریف وغیرہ اللہ کریم توفیق عطا فرمائیں بجاہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ۔ آمین۔

محمد فیاض احمد اویسی
مدیر ماہنامہ "فیض عالم" بہاول پور،

مرکزی دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ
سیرانی روڈ، بہاول پور (پاکستان)
فون نمبر: 881371، 875910

تاریخ ۱۲۔ جمادی الثانی ۱۹ھ

حوالہ نمبر ____________

بخدمت حضرت بندہ رسول کرنل محمد انور مدنی ما۔

السلام علیکم

آپ کی تالیفات میں دن بدن اضافہ اہلسنت کے لیے خوشی کا باعث ہے۔ خدا کرے زور قلم اور زیادہ ہو دور حاضر نشر و اشاعت کا دور ہے۔ مذاہب باطلہ مذموم عزائم کی اشاعت کے لیے ناکام کوشش کر رہے ہیں آپ جیسے مرد میدان اُن کا منہ توڑ رہے ہیں۔ بلا شبہ یہ ساری عنایت آقائے کائنات سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی ہے۔ یہ چند حروف آپ کی نذر کیے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مخلصانہ کاوشوں کو قبول فرمائے۔

والسلام محمد فیاض احمد اویسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شرک کیا ہے

۱۔ اللہ تعالیٰ کی "الوہیت" میں کسی غیر اللہ کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات مثلاً کریمیت، رؤفیت، رحیمیت، رحمت، خالقیت، تحییت، ممیت، عفو، ملوکیت، علمیت اور ربوبیت۔ ہمارے رسول کریم اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادی ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ذات الٰہی ہیں۔

۳۔ جو چیز عطا کر دی جائے پھر اس سے شرک نہیں ہوتا۔

۴۔ واحد چیز جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کی وہ ہے "الوہیت"۔۔ اسی کو توحید کہتے ہیں۔

۵۔ معلوم ہوا۔۔۔ زیارت قبور شرک نہیں ہے۔

(نوٹ: بندہ کی کتابیں "الزام شرک کے رد میں" اور مسٹر اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں "کلی ایمان" ضرور پڑھیں۔

"امت رسول کریم ﷺ شرک نہیں کرے گی"

دامن کوہ احد میں مقام قبور شہدائے احد کے قریب ممبر پر بیٹھ کر رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

واللّٰہ ما أ خاف علیکم أن تشرکوا بعدي

اللہ کی قسم! میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد مشرک بن جاؤ

(بخاری۔ کتاب المغازی)

نجدی حکمران تو کفار مکہ مکرمہ سے بھی بڑھ کر نکلے

جنگ احد ۳ھ، لشکر کفار مکہ نے راستے میں مقام ابواء پر پڑاؤ کیا۔ انہوں نے قبر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اکھاڑنے کی ناپاک منصوبہ بندی کی لیکن پھر ابو سفیان کے کہنے پر ایسا کرنے سے باز رہے۔

مگر

نجدیوں نے یہ کام کر دکھایا

واہ احسان فراموشو!

تم نے تو کلمہ پڑھانے کا احسان بھی بھلا دیا